پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

9

مفتی طارق امیر خان صاحب

متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق

پاک و ہند میں زبان زدِ عوام و خواص

غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

حصہ نہم

تحقیق

مفتی طارق امیر خان صاحب
متخصص فی الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34604566 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ

تالیف .... مفتی طارق امیر خان صاحب

اشاعتِ اوّل .... مارچ 2023ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34604566 Cell: 0334-3432345

ای میل .... maktabaumarfarooq@gmail.com

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہذا کی تیاری میں تصحیح کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی

ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ

کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

مکتبہ غزنوی، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

مکتبہ فاروق اعظم، پشاور

مکتبہ بیت العلم، پشاور

صفحہ نمبر	فہرستِ مضامین
۱۴	مقدمہ

فہرست روایات

روایت④	"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ اگر یہ حاملہ ہو گئی تو میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا، تو اللہ اسے لڑکا عطا فرمائیں گے، اور جس گھر میں محمد نام کا شخص ہو گا اللہ اس گھر میں خیر و برکت فرمائیں گے"۔	۷۱
روایت⑤	"نبی ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے محمد! کھڑے ہو جائیں، بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہو گا وہ کھڑا ہو جائے گا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ اسے پکارا گیا ہے، چنانچہ محمد ﷺ کے اکرام کی وجہ سے انہیں نہیں روکا جائے گا"۔	۱۱۶
روایت⑥	"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام برکت کے لئے محمد رکھا تو وہ شخص اور بچہ جنت میں ہوں گے"۔	۱۱۹
روایت⑦	"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دو شخص اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم ہو گا، وہ دونوں کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کس وجہ سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہوئے ہیں، جبکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ ہمیں جنت کی اجازت دیں؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میرے بندو داخل ہو جاؤ، میں نے قسم کھائی ہے کہ احمد و محمد نام کا کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا"۔	۱۳۸

روایت (۸)	”اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! اے محمد! میں کسی ایسے شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے اپنا نام آپ کے نام سے رکھا ہو“۔	۱۴۵
روایت (۹)	”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”نعم المذكر السبحة“. تسبیح بہترین یاد دلانے والی چیز ہے“۔	۱۵۰
روایت (۱۰)	”نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر قدم کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اگر کوئی آدمی محبت وعقیدت کی وجہ سے کسی عالم کے ماتھے یا سر پر بوسہ دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر بال کے بدلہ میں اس کو نیکی عطا فرماتے ہیں“۔	۱۵۹
روایت (۱۱)	”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”كاد الحليم أن يكون نبيا“. قریب ہے کہ حلیم (بردبار) نبی ہوتا“۔	۱۶۷
روایت (۱۲)	”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک میں دس فائدے ہیں: منہ کو صاف کرتی ہے، اور اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور شیطان کو ناراض کرتی ہے، اور فرشتوں کی محبوب چیز ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کو خوشبودار بناتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور کڑواہٹ کو زائل کرتی ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے، اور سنت کی موافقت کرتی ہے“۔	۱۶۸
روایت (۱۳)	جس میں مسواک کے چوبیس (۲۴) فضائل مذکور ہیں۔	۲۶۵
روایت (۱۴)	جس میں مسواک کے تقریباً چوّن (۵۴) فضائل مذکور ہیں۔	۲۷۳

روایت ⑮	”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک نگاہ کو تیز کرتی ہے“۔	۲۸۳
روایت ⑯	”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”السواك يزيد الرجل فصاحة“. مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے“۔	۳۰۱
روایت ⑰	ایک بالشت سے زائد مسواک پر شیطان کا سواری کرنا	۳۱۵
روایت ⑱	”مسواک میں ہر بیماری سے شفاء ہے سوائے سام کے، اور سام موت ہے“۔	۳۲۱
روایت ⑲	”جب رسول اللہ ﷺ مسواک کرتے تو فرماتے: ”اللهم اجعل سواكي رضاك عني، واجعله طهورا وتمحيصا، وبيض به وجهي كما تبيض به أسناني“. اے اللہ! میری مسواک کو میری طرف سے اپنی رضا کا سبب بنا، اور اسے پاکی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ بنا، اور اس کے ذریعہ سے میرے چہرے کو ایسے چمکا دے جیسے اس کے ذریعہ سے میرے دانتوں کو چمکاتے ہیں“۔	۳۲۴
روایت ⑳	جنت میں نمازوں کے اوقات میں تحائف کا ملنا۔	۳۳۵

صفحہ نمبر	فصل دوم (مختصر نوع)	نمبر شمار
۳۴۸	’’حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ فجر کی نماز پڑھتے، اور نماز پڑھنے کے بعد جلدی اپنے گھر چلے جاتے تھے، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں فجر کی محفل میں شرکت نہیں کرتے تھے، کسی نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ پتہ نہیں کس حال میں ہے کہ جلدی چلا جاتا ہے، جب نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم جلدی کیوں چلے جاتے ہو؟ تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ہمسائے کے گھر میں ایک درخت ہے جس پر پھل لگے ہوئے ہیں، مگر اس کی کچھ شاخیں میرے گھر پر آتی ہیں، اور جب رات ہوتی ہے تو شاخوں سے پھل میرے گھر میں گر جاتے ہیں، میں فجر کی نماز پڑھ کر جلدی آتا ہوں، تاکہ ان پھلوں کو اٹھا کر اس آدمی کے گھر واپس ڈال دوں، ایسا نہ ہو کہ میرے بچے جاگ جائیں، اور بلا اجازت دوسرے کے پھل کھانے کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔۔۔‘‘۔	روایت ①
۳۵۵	’’آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’نصرت بالشباب‘‘. میری مدد جوانوں سے کی گئی‘‘۔	روایت ②
۳۵۶	’’آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’أوصيكم بالشباب خيرا، فإنهم أرق أفئدة، إن الله بعثني بشيرا ونذيرا، فحالفني الشباب وخالفني الشيوخ، ثم قرأ: ’’فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ‘‘. میں تمہیں جوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ ان کے دل زیادہ نرم ہوتے ہیں، اللہ تعالی	روایت ③

	نے مجھے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، پھر جوانوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا، اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "پھر ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، پھر ان کے دل سخت ہو گئے"۔	
روایت④	مکھی کا رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر نہ بیٹھنا۔	۳۵۸
روایت⑤	ایک گناہگار کی زبان سے کروٹ بدلنے کے دوران "یارب" کا لفظ نکلنا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا اس کی بخشش فرمانا۔	۳۶۷
روایت⑥	خطبۂ جمعہ میں خطیب کے چہرے کی طرف دیکھنے پر میدان مزید میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہونا۔	۳۶۸
روایت⑦	حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں بیٹھے فیصلے فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک نوجوان کو دو نوجوان خوبصورت لباس پہنے گھسیٹ کر لائے، اور کہا کہ ہمارے والد باغ میں کام کر رہے تھے، اس شخص نے ہمارے والد کو قتل کر دیا ہے، ہمیں قصاص چاہئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اس نوجوان نے قتل کا اقرار کیا، اور قتل کرنے کی وجہ بیان کی، پھر نوجوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن کی مہلت مانگی کہ میرے پاس میرے بھائی کی امانت رکھی ہوئی ہے، میں اس کو واپس کر کے آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ اس کی کوئی ضمانت لیتا ہے، پھر نوجوان کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنا کفیل بنانا، تیسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر نوجوان نے تاخیر کی تو میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے متعلق وہ کر گزروں گا جس کا اسلامی شریعت تقاضہ کرتی ہے، حاضرین	۳۷۱

	لمبی لمبی سانس لینے لگے، شور و شغب بڑھ گیا، ہچکیاں بڑھ گئیں، بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان دو نوجوانوں کو دیت کی پیش کش کی، لیکن وہ دونوں مقتول کے خون کا بدلہ لینے پر ہی اصرار کرتے رہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بے چین ہوگئے، اور ابو ذر رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے ہوئے چیخ و پکار کرنے لگے، اچانک وہ نوجوان آگیا، پھر ان دو نوجوانوں نے اپنے والد کے قاتل کو معاف کر دیا۔	
روایت⑧	”نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”الموت جسر يوصل الحبيب إلى الحبيب“ موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتا ہے“۔	۳۸۴
روایت⑨	”اللہ جل جلالہ کے حکم پر ابلیس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابلیس سے اس کے دشمنوں اور دوستوں کے بارے میں سوال کرنا، اور ابلیس کا بتانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں میرے پندرہ دشمن، اور دس دوست ہیں“۔	۳۸۷
روایت⑩	حدیث قدسی ہے: ”عبدي كل يريدك لنفسه، وأنا أريدك لك“. اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لئے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لئے پسند کرتا ہوں۔	۳۹۱
روایت⑪	حدیث قدسی ہے: ”عبدي أنا لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا“. اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، تجھ پر میرے حق کی قسم ہے کہ تو (بھی) مجھ سے محبت کر۔	۳۹۳

روایت ⑫	"اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں: "أدعوك وللوصل تأبى، أبعث رسولي في الطلب، أنزل إليك بنفسي، ألقاك في النوام". میں تمہیں بلاتا ہوں، اور تم ملنے سے انکار کرتے ہو، میں تلاش میں اپنا قاصد بھیجتا ہوں، نیند میں تمہارے پاس بذاتِ خود جلوہ افروز ہو کر تم سے ملتا ہوں"۔	۳۹۶
روایت ⑬	حضرت موسی علیہ السلام کا بے اولاد عورت کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ پیغام دینا کہ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے، پھر فقیر کو صدقہ دینے سے اللہ تعالی کا اس کو چار بیٹے عطا کرنا۔	۳۹۷
روایت ⑭	"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "الصحابة كلهم عدول". صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے عادل ہیں"۔	۴۰۰
روایت ⑮	"ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اونٹ کے بارے میں شکایت کرنا کہ وہ مجھے پوری رات سونے نہیں دیتا، اور اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہنا میں ان کو اس وجہ سے سونے نہیں دیتا کہ مجھے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں ان کی نماز فوت نہ ہو جائے"۔	۴۰۱
روایت ⑯	"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو انسان بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائے، تو دستر خوان سمیٹنے سے پہلے اللہ تعالی ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں"۔	۴۰۴
روایت ⑰	جائز تمنا پوری نہ ہونے پر فقیر کا ٹھنڈا سانس لینا، آدمی کی سو سالہ عبادت کے برابر ہے۔	۴۰۵

روایت (۱۸)	"اللہ تعالیٰ کا رات کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت کو حکم دینا کہ فلاں ناپسند بندہ کو تھپکی دے کر سلائے رکھو، فلاں محبوب بندہ کو پَر مار کر تہجد کے لئے بیدار کر دو، اور فلاں فلاں مقرب بندہ کو کروٹ دے دو، وہ چاہیں عبادت کریں یا سوتے رہیں، میں ان سے راضی ہوں"۔	۴۰۷
روایت (۱۹)	"نبی ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ نے اسی وقت تیمم فرمالیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ سامنے پانی ہے، فرمایا: ہاں، کیا معلوم کہ یہاں سے وہاں جانے تک میری زندگی ساتھ دے گی یا نہیں؟ اس لئے میں نے احتیاطاً تیمم کر لیا ہے، پھر آپ ﷺ نے جا کر وضو فرمایا اور نماز ادا کی"۔	۴۰۹
روایت (۲۰)	"حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنتی جس وقت میں نماز پڑھتے ہوں گے، جب وہ وقت ہوگا تو جتنے جنت کے درخت ہوں گے ان تمام درختوں کے پتوں میں سے اللہ اکبر کی آواز آنی شروع ہو جائے گی، جنتی بھی اللہ اکبر کہیں گے، حور وغلمان سب اللہ اکبر کہیں گے، اس اللہ اکبر کی آواز سے جنتی پہچان لیں گے کہ اس وقت فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے، ہم اس وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور جب شام کا وقت ہوگا تو عرش کے پردے گرا دیے جائیں گے"۔	۴۱۰

۴۱۱	''آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب عید کا دن ہوگا تو عید کے دن فرشتے اللہ رب العزت کی طرف سے ہر ہر جنتی کے لئے ڈبہ میں بند ایک تحفہ لائیں گے جو جنتیوں کو عطاء کر دیا جائے گا''۔	روایت (۲۱)
۴۱۲	''قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالی کا دیدار کرے گا، اتنا مزہ آئے گا کہ مؤمن وہاں سے جنت میں جانا ہی نہیں چاہے گا، چنانچہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ''، ایک مقام پر یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے: ''میں تعجب کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو قیامت کے دن فرشتے نور کی زنجیر سے باندھ کر جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے''۔	روایت (۲۲)
۴۱۳	''آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو دن آپ گناہوں کے بغیر گزاریں ایسے ہی ہے جیسے وہ دن میری صحبت میں گزارا ہو''۔	روایت (۲۳)
۴۱۴	''ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! لوگوں کے دلوں میں جو مخلوق کی محبت آجاتی ہے اس کی پہچان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سهر الليالي وإرسال اللآلئ''. انسان راتوں کو جاگتا ہے اور موتی بہاتا ہے''۔	روایت (۲۴)
۴۱۵	''آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو آدمی تہجد پڑھتا ہے، اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ''قد قام صاحبنا لخدمة الله تعالى''. ہمارا ساتھی (آج رات) اللہ تعالی کی خدمت گزاری کے لئے کھڑا ہو گیا ہے''۔	روایت (۲۵)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، أما بعد!

اللہ جل جلالہ کا عظیم فضل ہوا کہ اس نے بندہ اور میرے ساتھیوں کو کتاب "غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ" کے حصہ نہم کی تالیف کی توفیق بخشی۔

یہ حصہ حسبِ سابق ان تمام اصول وضوابط پر برقرار ہے، جو پہلے آٹھ حصوں میں تھے،اس مجموعہ میں سابقہ ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ایک جماعت شریک رہی ہے، خصوصاً مولوی محمد سلیم صاحب کے تعاون کا میں انتہائی شکر گزار ہوں۔

طارق امیر خان
(03423210056)
متخصص فی علوم الحدیث
جامعہ فاروقیہ کراچی

فصل اول (مفصل نوع)

روایت نمبر ①

روایت: ”جس شخص نے جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبر، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اور سورہ یاسین کی تلاوت کی، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے“، ایک روایت میں اس کے یہ الفاظ مذکور ہیں: ”جس شخص نے جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبر، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے، اور اسے فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے“، اور ایک مقام پر ہے: ”اسے بری الذمہ لکھ دیا جاتا ہے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، حتیٰ کہ حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس سند میں اضطراب ہے، اور حدیث کا متن منکر جداً ہے، گویا کہ من گھڑت کے مشابہ ہے“، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت دو طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق عمرو بن زیاد ② روایت بطریق یحیی بن علاء بجلی

روایت بطریق عمرو بن زیاد

حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ”طبقات المحدثین“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] طبقات المحدثين بأصبهان: ۳۳۲/۳، رقم: ۵۱۹، ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ.

”حدثنا أبو علي بن إبراهيم، قال: ثنا أبو مسعود يزيد بن خالد، قال: ثنا عمرو بن زياد البَقّالي الخراساني بجُنْدَيْسَابور، قال: ثنا يحيى بن سليمان، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، عن أبي بكر، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: من زار قبر والديه في كل جمعة، أو أحدهما، فقرأ عندهما أو عنده يس، غفر له بعدد ذلك آية أو حرفا“.

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبر، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی، اور ان دونوں یا کسی ایک کی قبر پر سورۂ یاسین کی تلاوت کی، تو ہر آیت یا ہر حرف کے بقدر اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ نے ”تاريخ أصبهان“[1] میں اور علامہ یحیی بن حسین شجری رحمہ اللہ نے ”الأمالي“[2] میں حافظ ابو الشیخ اصبہانی رحمہ اللہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز حافظ ابن عدی رحمہ اللہ نے ”الكامل“[3] میں، اور حافظ ابن عدی رحمہ اللہ کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ”البر والصلة“[4]

---

[1] كتاب تاريخ أصبهان: ٣٢٣/٢، رقم: ١٨٥١، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] الأمالي: ١٦٩/٢، رقم: ٢٠٠٤، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٦٠/٦، رقم: ١٣١٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] كتاب البر والصلة: ص: ١٣٩، رقم: ١٩٦، ت: عادل عبد الموجود وعلي معوض، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

اور "الموضوعات"[1] میں تخریج کی ہے، اسی طرح علامہ عبد الکریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "التدوین"[2] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی عمرو بن زیاد پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت بطریق عمرو بن زیاد پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث بهذا الإسناد باطل، ليس له أصل، ولعمرو بن زياد غير هذا من الحديث، منها سرقة يسرقها من الثقات ومنها موضوعات وكان هو يتهم بوضعها".

اور یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور عمرو بن زیاد کی اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں، ان میں سے بعض، ثقات سے سرقہ کی ہیں، اور بعض موضوع احادیث ہیں، اور وہ ان کو گھڑنے میں متہم ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرة الحفاظ"[4] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ٢٣٩/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] التدوين في أخبار قزوين: ٣٦/٣، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٦٠/٦، رقم: ١٣١٦، ت: عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] ذخيرة الحفاظ: ٢٢٩٠/٤، رقم: ٥٣٢٢، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال أبو أحمد: هذا بهذا الإسناد باطل، ليس له أصل، وكان عمر يتهم بالوضع، ويحدث بالبواطيل ويسرق الحديث، وقال الدارقطني: كان يضع الحديث".

ابواحمد (ابن عدی) رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور عمرو حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور باطل روایات بیان کرتا ہے، اور حدیث میں سرقہ کرتا ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث گھڑتا تھا۔

نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "البر والصلة"[2] میں زیر بحث روایت اور روایت بطریق ابو مقاتل سمرقندی (جو آگے آرہی ہے) کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"هذان حديثان رويا لنا، وأنا أبرأ من عهدتهما". یہ دو حدیثیں ہمیں روایت کی گئی ہیں، اور میں ان دونوں کے ذمہ سے بری ہوں۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلیء"[3] میں روایت بطریق عمرو زیاد پر حافظ ابن

[1] الموضوعات:۲۳۹/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸۶ھ۔
[2] كتاب البر والصلة:ص:۱۳۹،رقم:۱۹٦،ت:عادل عبد الموجود وعلي معوض،مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۳ھ۔
[3] اللآلئ المصنوعة:۳٦٥/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ۔

جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ذکر کرنے کے بعد بطور شاہد دوسرے طریق کو لائے ہیں جس کا ذکر عنقریب آئے گا۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"فيه: عمرو بن زياد وضاع، عن يحيى بن سليم، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة، عن أبيها". اس میں عمرو بن زیاد ہے، جو حدیث گھڑنے والا ہے، وہ اس روایت کو یحیی بن سلیم، عن ہشام، عن ابیہ، عن عائشہ، عن ابیہا کے طریق سے روایت کر رہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[3] میں زیر بحث روایت بطریق حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"ثم قال ابن عدي: هذا الحديث بهذا الإسناد باطل، وعمرو متهم

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٣٤٥،رقم:٩٤٠،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد۔الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ۔

[2] ميزان الاعتدال:٢٦١/٣،رقم:٦٣٧١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ۔بيروت.

[3] فيض القدير:١٤١/٦،رقم:٨٧١٧،دار المعرفة ۔بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ۔

بالوضع اه، ومن ثم اتجه حكم ابن الجوزي عليه بالوضع، وتعقبه المصنف بأن له شاهدا، وهو الحديث التالي لهذا، وذلك غير صواب، لتصريحهم حتى هو بأن الشواهد لا أثر لها في الموضوع، بل في الضعيف ونحوه".

پھر ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ باطل ہے، اور (سند میں موجود راوی) عمرو حدیث گھڑنے میں متہم ہے اھ، اسی وجہ سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا اس پر من گھڑت ہونے کا حکم لگانا وجیہ ہے، اور مصنف (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کا اس پر اس طور پر تعاقب کرنا کہ اس کا شاہد موجود ہے، اور وہ شاہد (آگے) آنے والی روایت ہے، تو یہ تعاقب کرنا ائمہ کی حتی کہ خود سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح کی وجہ سے درست نہیں ہے کہ شواہد کا من گھڑت روایت میں کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ ضعیف اور اس جیسی حدیث میں ہوتا ہے۔

علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنویر"[1] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"في إسناده وضاع، وله شاهد، في إسناده ضعف". اس کی سند میں وضاع موجود ہے، اور اس کا ایک شاہد بھی ہے، جس کی سند میں ضعف ہے۔

[1] التنوير شرح الجامع الصغير: ۱۰/۲٤۲، رقم: ۸٦۹۸، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۳۲هـ.

[2] الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: ص: ۲۷۱، رقم: ۲۰۲، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱٦هـ

سند میں موجود راوی ابوالحسن عمرو بن زیاد بن عبد الرحمن بن ثوبان باہلی مولی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[1] میں عمرو بن زیاد کے بارے میں فرماتے ہیں: "قال لنا محمد بن يوسف: قدم علينا هذا الشيخ من الري، وذكر أنه كان ببغداد، وكان يذكر أحمد بن حنبل، وأنه يعرفه، وذكر أبا زرعة الرازي، وأملى علينا أحاديث فأنكرها بعض من كان معنا من أصحابنا، فكتبنا إلى أبي زرعة، وبعثنا إليه بحديثه، فكتب إلينا أبو زرعة: إن هذه الأحاديث موضوعة، وإن الرجل كذاب".

محمد بن یوسف نے ہمیں کہا: ری سے ہمارے پاس یہ شیخ آیا، اس نے بتایا کہ وہ بغداد سے ہے، اور وہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کر رہے تھے کہ یہ ان کو جانتے ہیں، اور ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ذکر کیا، اور ہمیں کچھ احادیث کی املاء کروائی، تو ہمارے اصحاب میں سے بعض نے اس کا انکار کیا، ہم نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا، اور ہم نے اس کی احادیث ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھیج دیں، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں خط لکھا: یہ احادیث من گھڑت ہیں اور یہ شخص کذاب ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[2] میں لکھتے ہیں: "سألت أبي عنه: فقال: قدم الري فرأيته ووعظته فجعل يتغافل كأنه لا يسمع، كان يضع الحديث، قدم قزوين فحدثهم بأحاديث منكرة أنكر عليه علي الطنافسي، وقدم الأهواز فقال: أنا يحيى بن معين، هربت من المحنة، فجعل يحدثهم

[1] الضعفاء الكبير: ۲۷۵/۳، رقم: ۱۲۸۱، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔
[2] الجرح والتعديل: ۲۳۳/۵، رقم: ۱۱۰۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ۔

ويأخذ منهم فأعطوه مالا، وخرج إلى خراسان، وقال أنا من ولد عمر، وخرج إلى قزوين وكان على قزوين رجل باهلي، فقال: أنا باهلي، وكان كذابا (أفاكا)، قال: كتبت عنه، ثم رميت به"۔

میں نے اپنے والد سے عمرو بن زیاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ ری آیا تھا، میں نے اسے دیکھا تھا اور میں نے اسے نصیحت کی تھی، وہ خود کو غافل ظاہر کرتا تھا گویا کہ وہ سن ہی نہیں رہا، وہ حدیث گھڑتا تھا، قزوین آ کر ان کو منکر احادیث بیان کیں، تو طنافسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر انکار کیا، اور اہواز آ کر کہا کہ میں یحیی بن معین ہوں، میں آزمائش سے بھاگ کر آیا ہوں، پھر اس نے ان کو احادیث سنانی شروع کر دیں اور ان سے لینا شروع کر دیا، تو لوگوں نے اسے مال دیا، اور خراسان کی طرف جا کر کہا کہ میں عمر کی اولاد میں سے ہوں، اور قزوین کی طرف گیا اور وہ قزوین میں باہلی شخص بنا ہوا تھا، کہنے لگا کہ میں باہلی ہوں، اور وہ کھلم کھلا جھوٹا تھا، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اس سے روایت لکھی تھی، پھر میں نے اسے ترک کر دیا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] میں اور علامہ عبد الکریم قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "التدوین"[2] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن زیاد کو "ثقات"[3] میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث،

---

[1] تاريخ بغداد: ١١٣/١٤، رقم: ٦٦١٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيرت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
[2] التدوين في أخبار قزوين: ٤٦٥/٣، ت: عزيز الله العطاردي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.
[3] الثقات: ٤٨٨/٨، دائرة المعارف العثمانية - حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.
[4] الكامل في الضعفاء: ٢٥٩/٦، رقم: ١٣١٦، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

يسرق الحديث، ويحدث بالبواطيل". منکر الحدیث ہے، حدیث میں سرقہ کرتا ہے، اور باطل روایات بیان کرتا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عمرو بن زياد يعرف بالتأله، متروك الحديث"[2]. عمرو بن زیاد عبادت میں معروف تھا، یہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "إحكام النظر"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وعمرو بن زياد هذا غاية في الضعف، في حد من اتهم بالكذب". اور عمرو بن زیاد ضعف کے انتہائی درجہ پر ہے، ان لوگوں کی حد میں ہے جو جھوٹ بولنے میں متہم ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[4] میں اسی طریق کے تحت عمرو بن زیاد کو "وضاع" اور ایک دوسرے مقام پر "کذاب" کہا ہے[5]۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[6] میں ایک مقام پر عمرو بن زیاد

[1] الضعفاء والمتروكون: ص:۳۰۵، رقم: ۳۹۱، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤ھ۔

[2] لسان الميزان: ۲۰۸/٦، رقم: ۵۸۰۳، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ۔

[3] إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر: ص: ۲۲۰، رقم: ۱۱٦، ت: إدريس الصمدي، دار القلم ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۳۳ھ۔

[4] تلخيص الموضوعات: ص: ۳٤٦، رقم: ۹٤۰، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ۔

[5] تلخيص الموضوعات: ص: ۱۵۲، رقم: ۳۳۰، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ۔

[6] لسان الميزان: ۲۹٦/٦، رقم: ۵۹۷۷، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳ھ۔

کو "وضاع"، اور "الإصابة" [1] میں ایک روایت کے تحت "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة" [2] میں عمرو بن زیاد کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

روایت بطریق عمرو بن زیاد کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اس طریق سے نقل کر کے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے، علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی سند میں وضاع موجود ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق یحیی بن علاء بجلی

حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "نوادر الأصول" [3] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن النعمان بن شبل بن النعمان الباهلي، قال: حدثنا محمد بن النعمان عم أبي، عن يحيى بن العلاء، عن عبد الكريم، عن مجاهد،

---

[1] الإصابة: ١٥/٢، رقم: ١٥٧٩، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٩٣/١، رقم: ٣٥٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] نوادر الأصول: ١٤٩/١، رقم: ٩٧، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة مرة، غفر له، وكتب له براءة"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے دن ایک مرتبہ اپنے والدین یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے، اور اسے بری الذمہ لکھ دیا جاتا ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "علل الحدیث"[1] میں، امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعجم الصغیر"[2] اور "المعجم الأوسط"[3] میں تخریج کی ہے، اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے حافظ ابو القاسم قوام السنہ اسماعیل بن محمد اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترغيب والترهيب"[4] میں تخریج کی ہے، نیز علامہ عبد الکریم

---

[1] علل الحديث: ٤٦٣/٥، رقم: ٢١١٦، ت: سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي، مكتبة الملك الفهد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ۔

"علل الحدیث" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وسألت أبي عن حديث رواه أبو موسى محمد بن المثنى، عن محمد بن النعمان أبي النعمان الباهلي، عن يحيى بن العلاء، عن عمه خالد بن عامر، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم في الرجل يعق والديه أو أحدهما، فيموتان، فيأتي قبره كل ليلة؟ قال أبي: هذا إسناد مضطرب، ومتن الحديث منكر جدا، كأنه موضوع"۔

[2] المعجم الصغير: ١٦٠/٢، رقم: ٩٥٥، ت: محمد شكور محمود الحاج أمرير، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ۔

"المعجم الصغیر" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثنا محمد بن أحمد أبو النعمان بن شبل البصري، حدثنا أبي، حدثنا عم أبي محمد بن النعمان بن عبد الرحمن، عن يحيى بن العلاء البجلي، عن عبد الكريم أبي أمية، عن مجاهد، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له وكتب برا، لا يروى عن أبي هريرة إلا بهذا الإسناد، تفرد به النعمان بن شبل"۔

[3] المعجم الأوسط: ١٧٥/٦، رقم: ٦١١٤، ت: طارق بن عوض الله بن محمد، دار الحرمين ـ القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ

[4] الترغيب والترهيب: ٢٨٢/١، رقم: ٤٥١، وفيه أيضا: ١٢٦/٣، رقم: ٢٢١٧، ت: أيمن بن صالح بن شعبان دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ۔

قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت "التدوین"[1] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن نعمان پر مشترک ہو جاتی ہیں[2]۔

اہم نوٹ:

① اوپر ذکر کردہ سند محمد بن نعمان کے بعد متصل ہے، جبکہ حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "مکارم الأخلاق"[3] میں اور حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإیمان"[4] میں محمد بن نعمان سے معضلاً تخریج کی ہے۔

② "نوادر الاصول" میں "وكتب له براءة" (اور اس کے لئے بری الذمہ ہونا لکھ دیا جاتا ہے) کے الفاظ ہیں، جبکہ ذکر کردہ دیگر تمام مصادر میں "وكتب براً" (اور اسے فرمانبردار لکھ دیا جاتاہ) کے الفاظ ہیں، واللہ اعلم۔

---

[1] التدوين في أخبار قزوين: ۳۰۳/۱، وفيه أيضا: ۱۱۲/٤، ت:عزيز الله، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰٤هـ.

"التدوین" کی عبارت ملاحظہ ہو: "مما سمعه منه إملاء حدثه عن أبي جعفر محمد بن الشافعي المقرىء، أنبأ والدي، أنبأ أبو بدر محمد بن علي الفرضي، أنبأ أبو الفضل بن أبي الفضل الفراتي، أنبأ عبد الله بن يوسف بن بابويه، أنبأ عمران بن موسى، أنبأ محمد بن المسيب، ثنا محمد بن النعمان، عن يحيى بن العلاء، عن عبد الكريم، عن مجاهد، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من زار قبر أبويه أو أحدهما في كل جمعة غفر له، وكتب برا به".

[2] ان اسانید میں اضطراب ہے، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ طریق میں یحیی بن علاء، خالد بن عامر سے روایت کرتے ہیں، جبکہ دیگر طرق میں یحیی بن علاء، عبد الکریم ابو امیہ سے روایت کرتے ہیں۔

[3] مكارم الأخلاق: ص: ۸۳، رقم: ۲٤۹، ت: مجدي السيد إبراهيم، مكتبة القرآن ـ بولاق.

"مکارم الاخلاق" کی عبارت ملاحظہ ہو: "حدثني هاشم بن الحارث، نا عبد الله بن بكر السهمي، حدثني محمد بن النعمان، رفع الحديث إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: من زار قبر والديه أو أحدهما في كل جمعة مرة، غفر له، وكتب برا".

[4] شعب الإيمان: ۲۹۷/۱۰، رقم: ۷٥۲۲، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

روایت بطریق یحیی بن علاء پر ائمہ کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''هذا إسناد مضطرب، ومتن الحديث منكر جدا، كأنه موضوع''[1]. اس سند میں اضطراب ہے، اور حدیث کا متن منکر جداً ہے، گویا کہ من گھڑت کے مشابہ ہے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ''المعجم الصغير''[2] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

''لا يروى عن أبي هريرة إلا بهذا الإسناد، تفرد به النعمان بن شبل''.
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے یہ روایت مروی ہے، اس میں محمد بن نعمان متفرد ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ ''المغني''[3] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

''الطبراني في الصغير والأوسط من حديث أبي هريرة، وابن أبي الدنيا

---

[1] علل الحديث:٤٦٤/٥،رقم:٢١١٦،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[2] المعجم الصغير:١٦٠/٢،رقم:٩٥٥،ت:محمد شكور محمود الحاج أمرير،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] المغني عن حمل الأسفار:١٢٢٨/٢،رقم:٤٤٣١،مكتبة دار طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

في القبور من رواية محمد بن النعمان يرفعه، وهو معضل، ومحمد بن النعمان مجهول، وشيخه عند الطبراني يحيى بن العلاء البَجَلي متروك".

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" اور "صغیر" میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسے تخریج کیا ہے (یعنی مرفوعاً سند متصل کے ساتھ)، اور ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے "القبور" میں اسے محمد بن نعمان سے مرفوعاً تخریج کیا ہے، اور یہ معضل ہے، اور محمد بن نعمان مجہول ہے، اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں (یعنی سند متصل میں) اس محمد بن نعمان کا شیخ یحیی بن علاء بَجَلی ہے، اور وہ متروک ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير" [1] میں اور علامہ امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التنوير" [2] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف" [3] میں حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قلت: وكذلك رواه الحكيم في النوادر من حديث أبي هريرة، ورواه أيضا البيهقي من رواية محمد بن النعمان، ولفظ الجميع: فی كل جمعة مرة، وقال الذهبي في ذيل الديوان: محمد بن النعمان روى عنه محمد بن المثنى وغيره، لكن قال: مجهول، ويحيى بن العلاء الرازي البَجَلي روى له أبو داود وابن ماجه، قال أحمد: كذاب، يضع الحديث، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي".

---

[1] فيض القدير: ١٤١/٦، رقم: ٨٧١٨، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[2] التنوير شرح الجامع الصغير: ٢٤٣/١٠، رقم: ٨٦٩٩، ت: محمد إسحاق محمد إبراهيم، مكتبة دار السلام ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

[3] إتحاف السادة المتقين: ٢٧١/١٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

میں کہتا ہوں: اور اسی طرح حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر" میں اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے، نیز بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن نعمان کی روایت سے روایت کیا ہے، تمام کے الفاظ "في كل جمعة مرة" کے ہیں، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل الدیوان" میں کہا ہے: محمد بن نعمان سے محمد بن مثنی وغیرہ نے روایت کی ہے، لیکن فرمایا: یہ مجہول ہے، اور یحیی بن علاء رازی بجلی سے ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لیس بالقوی کہا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ"[1] میں روایت بطریق عمرو بن زیاد پر حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد بطور شاہد امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کو لاکر فرماتے ہیں:

"عبد الكريم ضعيف، ويحيى بن العلاء ومحمد بن النعمان مجهولان".

عبد الکریم ضعیف ہے، اور یحیی بن علاء اور محمد بن نعمان دونوں مجہول ہیں۔

اس کے بعد علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ محمد بن نعمان کے معضل طریق کو لائے ہیں۔

اہم نوٹ:

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن علاء کو مجہول کہا ہے، لیکن ان کے اس قول

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ٢/٣٦٦، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

میں نظر ہے، اس لئے کہ ائمہ رجال نے یحییٰ بن علاء پر شدید جرح ذکر کی ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[۱] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وجاء من حديث أبي بكر أخرجه ابن النجار في تاريخه، وذكره السيوطي في الدر المنثور، ولم يحكم عليه بشيء، والله تعالى أعلم". حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں تخریج کیا ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "در منثور" میں اسے ذکر کیا ہے، اور اس پر کوئی حکم نہیں لگایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہم نوٹ:

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ طریق عمرو بن زیاد کو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ کر ذکر کیا ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں: "حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کو ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں تخریج کیا ہے، اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "در منثور" میں اسے ذکر کیا ہے، اور اس پر کوئی حکم نہیں لگایا"[۲]۔

---

[۱] تنزيه الشريعة:٢/٢٧٣،رقم:٣١،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

[۲] علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "[حديث:] من زار قبر والديه أو أحدهما يوم الجمعة فقرأ يس غفر له. (عد) من حديث عائشة، وفيه عمرو بن زياد. (تعقب) بأن له شاهدا من حديث أبي هريرة بلفظ: من زار قبر أبويه أو أحدهما كل جمعة غفر له، وكتب بارا، أخرجه الطبراني في الأوسط والصغير، وفيه عبد الكريم بن أمية، وهو ضعيف، ومن مرسل محمد بن النعمان أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب القبور، ومن طريقه البيهقي في الشعب. (قلت:) وجاء من حديث أبي بكر أخرجه ابن النجار في تاريخه، وذكره

بظاہر علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اور حدیث ابی بکر رضی اللہ عنہ کو الگ الگ سمجھ رہے ہیں، حالانکہ یہ تسامح ہے، کیونکہ یہ حدیثِ ابی بکر رضی اللہ عنہ در حقیقت حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا عن ابی بکر رضی اللہ عنہ ہی ہے، جس کا ذکر پہلے گزرا ہے کہ اس میں عمرو بن زیاد موجود ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنثور" کے علاوہ "جمع الجوامع"[1] میں اس طریق کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"من زار قبر والديه أو أحدهما في كل جمعة فقرأ عنده يس، غفر الله له بعدد كل حرف منها، (عد، والخليلي، وأبو الفتوح عبد الوهاب بن إسماعيل الصيرفي في الأربعين)، وأبو الشيخ، والديلمي، وابن النجار، والرافعي عن عائشة، عن أبي بكر".

سند میں موجود راوی ابو سلم ویقال ابو عمرو یحیی بن علاء رازی بجلی (المتوفی مابین ۱۵۰ - ۱۶۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب، حدث في خلع النعلين نحو عشرين حديثا"[3]. یہ جھوٹ بولتا تھا، اس نے جوتا اتارنے سے متعلق بیس کے قریب احادیث بیان کی ہیں۔

السيوطي في الدر المنثور، ولم يحكم عليه بشيء، والله تعالى أعلم" (تنزيه الشريعة:۳۷۳/۲،رقم:۳۱، ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱۴۰۱هـ).

[1] جمع الجوامع:۲۴۴/۹،رقم:۲۱۶۳۷،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة ۱۴۲۶هـ

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں موصوف کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۵۰ اور ۱۶۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير:۲۴۴/۲،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۰۶هـ).

[3] تهذيب الكمال:۴۸۷/۳۱،رقم:۶۸۹۵،ت:بشار عواد،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۴۱۳هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے یحیی بن علاء کو "لیس بشيء" کہا ہے[1]۔

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے "لیس بثقة" کہا ہے[2]۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "يحيى بن العلاء الرازي كذاب، رافضي، يضع الحديث"[3]. یحیی بن علاء رازی کذاب، رافضی ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمہ اللہ نے "الكشف الحثيث"[4] میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ "التاريخ الكبير"[5] اور "التاريخ الصغير"[6] میں فرماتے ہیں: "وكيع يتكلم فيه". وکیع رحمہ اللہ اس کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک مقام پر اسے "متروك الحديث" کہا ہے[7]۔

---

[1] سؤالات ابن الجنيد:ص:٤٦٨،رقم:٧٩٢،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:٢٨٤/٢،رقم:٤٨٢٩،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

[3] سؤالات البرذعي:ص:٢٨٨،رقم:٤٩٨،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[4] الكشف الحثيث:ص:٢٨٠،رقم:٨٤٠،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] التاريخ الكبير:١٧٩/٨،رقم:١٢٤٠٧،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ

[6] التاريخ الصغير:١٣١/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[7] الكامل في الضعفاء:٢٣/٩،رقم:٢١٠٤،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں فرماتے ہیں:

"غير مقنع، حدثت عن عبد الرزاق، قال: سألت وكيعا عن يحيى بن العلاء: ما تقول فيه؟ قال: أما رأيت فصاحته؟ قلت على ذاك ما تنكرون منه؟ قال: يكفي أنه روى عشرين حديثا في خلع النعل على الطعام". "غیر مقنع" ہے، عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے یہ بات پہنچی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے یحیی بن علاء کے بارے میں پوچھا کہ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ نے اس کی فصاحت کو نہیں دیکھا؟ میں نے کہا: اسی بناء پر تم انکار کرتے ہو؟ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کافی ہے کہ اس نے کھانے میں جوتا اتارنے سے متعلق بیس احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر یحیی بن علاء کو "شيخ واهي" کہا ہے[2]۔

حافظ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "واهي الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "في حديثه ضعف"[4]. اس کی حدیث میں ضعف ہے۔

---

[1] أحوال الرجال:ص:١٤١،رقم:٢٧٦،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] تهذيب الكمال:٤٨٦/٣١،رقم:٦٨٩٥،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] سؤالات البرذعي لأبي زرعة:ص:١٤١،رقم:٢٧،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[4] الجرح والتعديل:١٨٠/٩،رقم:٧٤٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعفوه"[1] محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر اسے "ضعیف" کہا ہے[2]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفة والتاریخ"[3] میں اس کے بارے میں "یعرف وینکر" کہا ہے۔

حافظ ابو اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "غیره أوثق منه"[4]. دوسرے اس سے زیادہ ثقہ ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں اسے "متروك الحدیث" کہا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الکبیر"[6] میں محمد بن نعمان کے ترجمہ میں یحیی بن علاء کو "متروك الحدیث" کہا ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن علاء کو "متروك الحدیث [جدا]" کہا ہے[7]۔

---

[1] انظر تهذيب الكمال: ٤٨٧/٣١، رقم: ٦٨٩٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ

[2] انظر تهذيب الكمال: ٤٨٧/٣١، رقم: ٦٨٩٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ

[3] المعرفة والتاريخ: ١٤١/٣، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال: ٣٥٢/١٢، رقم: ٥١٨٢، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

"اکمال تہذیب الکمال" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وقال الحربي في كتاب العلل: غيره أوثق منه".

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٠٧، رقم: ٦٢٧، ت: محمد إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الضعفاء الكبير: ١٤٦/٤، رقم: ١٧١٢، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[7] الجرح والتعديل: ١٨٠/٩، رقم: ٧٤٤، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن علاء کو "لیس بالقوي" کہا ہے[1]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر یحیی بن علاء کے بارے میں کہا ہے: "تکلم فیه وکیع"[2]۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

حافظ ابو بشر دولابی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنی"[3] میں اسے "ضعیف" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[4] میں فرماتے ہیں: "کان ممن ینفرد عن الثقات بالأشیاء المقلوبات التي إذا سمعها من الحدیث صناعته سبق إلی قلبه أنه کان المعتمد لذلك، لا یجوز الاحتجاج به، کان وکیع شدید الحمل علیه"۔ یحیی بن علاء ان لوگوں میں سے ہے جو ثقات کے انتساب سے ایسی مقلوب اشیاء نقل کرنے میں متفرد ہیں جب اہل صناعت اُنہیں سنتے ہیں تو ان کے دل میں یہ بات سبقت کر جاتی ہے کہ یہ ان مقلوب روایات کو جان بوجھ کر لاتا ہے، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، وکیع رحمۃ اللہ علیہ ان کی شدید تضعیف کرتے تھے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[5] میں فرماتے ہیں: "ولیحیی بن العلاء غیر ما ذکرت، والذي ذکرت مع ما لم أذکر مما لا یتابع علیه، وکلها غیر محفوظة، ویحیی بن العلاء بین الضعف علی روایته وحدیثه"۔ یحیی بن علاء کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور جو احادیث میں نے ذکر کیں اور جو ذکر

---

[1] الجرح والتعدیل: ۹/۱۸۰، رقم: ۷٤٤، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱۳۷۲هـ.

[2] الجرح والتعدیل: ۹/۱۸۰، رقم: ۷٤٤، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱۳۷۲هـ.

[3] الکنی والأسماء: ص: ۷۷۹، ت: أبو قتیبة نظر محمد الفاریابي، دار ابن حزم ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۱هـ.

[4] المجروحین: ۳/۱۱٦، ت: محمود إبراهیم زاید، دار المعرفة ـ بیروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[5] الکامل في ضعفاء الرجال: ۹/۲۸، رقم: ۲۱۰٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الکتب العلمیة ـ بیروت.

نہیں کیں ان میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، اور یہ تمام کی تمام غیر محفوظ ہیں، اور یحیی بن علاء کی روایت اور حدیث میں ضعف واضح ہے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيه ضعف، منكر الحديث"[1] اس میں ضعف ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

حافظ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحلی"[3] میں یحیی بن علاء کو "ليس بالقوي" کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الکبری"[4] میں ایک روایت کے تحت یحیی بن علاء کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الموضوعات"[5] میں ایک دوسری حدیث کے تحت یحیی بن علاء کو "متهم" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[6] میں فرماتے ہیں: "أحد الأعلام

---

[1] إكمال تهذيب الكمال: ۳۵۲/۱۲، رقم: ۵۱۸۲، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ۲۰۰/۳، رقم: ۳۷٤۳، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[3] المحلى بالآثار: ۳۹۳/۹، ت: عبد الغفار سليمان البنداري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

[4] السنن الكبرى: ۵۷۳/۹، رقم: ۱۹۵٤۱، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

[5] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ۳۳٤، رقم: ۹۰٦، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[6] تاريخ الإسلام: ۵٤۲/٤، رقم: ٤۳۱، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

الجلة علی ضعفه". باوجود ضعیف ہونے کے جلیل القدر اعلام میں سے ہیں۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الکاشف"[1] میں فرماتے ہیں: "ترکوه". محدثین نے اسے ترک کیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنیر"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "یحیی بن العلاء (أبو عمرو) البَجَلي الرازي، وقد ضعفوه جدا". یحیی بن علاء ابو عمرو بجلی رازی کو محدثین نے ضعیف جداً قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقریب التهذیب"[3] میں فرماتے ہیں: "رمي بالوضع". حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں یحیی بن علاء بجلی رازی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "قال أحمد بن حنبل: كذاب، يضع الحديث، وقال ابن عدي: أحاديثه موضوعة، وقال في التقريب: رمي بالوضع". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی احادیث من گھڑت ہیں، اور "تقریب" میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا ہے کہ یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی

---

[1] الكاشف: ۳۷۲/۲، رقم: ٦٢٢٤، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جدة، الطبعة ١٤١٣هـ.

[2] البدر المنير: ٥٧٣/١، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ٥٩٥، رقم: ٧٦١٨، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] تنزيه الشريعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: ١٢٧/١، رقم: ٣١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابوالیمان محمد بن نعمان بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو شيخ مجهول"[1]۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[2] میں فرماتے ہیں: "عن يحيى بن العلاء، مجهول، ويحيى متروك الحديث، ولم يأت بالحديث غيره". محمد بن نعمان، یحیی بن علاء سے روایت کرتا ہے، اور یہ مجہول ہے، اور یحیی متروک الحدیث ہے، اور محمد بن نعمان، یحیی کے علاوہ سے حدیث نہیں لاتا۔

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث تخریج کر کے فرماتے ہیں: "ولا يعرف إلا به"[3]. اور یہ حدیث صرف اسی سے معروف ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[4] میں محمد بن نعمان کو "مجهول" کہا ہے۔

طریق یحیی بن علاء بجلی کا حکم

① حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس سند میں اضطراب ہے، اور

---

[1] الجرح التعديل:۱۰۸/۸،رقم:٤٦٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الضعفاء الكبير:۳۱٦/۳،رقم:۱۳۳۲،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الضعفاء الكبير:۳۱٦/۳،رقم:۱۳۳۲،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] المغني في الضعفاء:۳۸۳/۲،رقم:٦٠٤٨،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حدیث کا متن منکر جداً ہے، گویا کہ یہ من گھڑت کے مشابہ ہے"، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محمد بن نعمان مجہول ہے، اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس کا شیخ یحییٰ بن علاء بجلی ہے، اور وہ متروک ہے"۔

② نیز سند میں موجود راوی یحییٰ بن علاء کے بارے میں ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"یہ جھوٹ بولتا ہے" (امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء"، "لیس بثقہ" (حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب ہے، رافضی ہے، حدیث گھڑتا ہے" (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ)، "واہی الحدیث ہے" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)، "شیخ واہی" (حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث جداً" (حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ)، "یحییٰ بن علاء ان لوگوں میں سے ہے جو ثقات کے انتساب سے ایسی مقلوب اشیاء نقل کرنے میں متفرد ہیں جب اہل صناعت اُنہیں سنتے ہیں تو ان کے دل میں یہ بات سبقت کر جاتی ہے کہ یہ ان مقلوب روایات کو جان بوجھ کر لاتا ہے، اس سے احتجاج جائز نہیں ہے، وکیع رحمۃ اللہ علیہ ان کی شدید تضعیف کرتے تھے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے" (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ)، "متہم ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "محدثین نے اسے ضعیف جداً قرار دیا ہے" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑنے میں متہم ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

③ اور سند میں موجود راوی محمد بن نعمان کو حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مجہول کہا ہے۔

ان تمام تر تفصیلات کا نتیجہ یہ ہے کہ زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں اور حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ''شعب الایمان'' میں زیر بحث روایت کو بطریق محمد بن نعمان مرفوعاً تخریج کیا ہے، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''معضل'' قرار دے کر کہا ہے: ''محمد بن نعمان مجہول ہے، اور محمد بن نعمان کا شیخ، طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں یحیی بن علاء ہے، اور وہ متروک ہے''۔

نیز امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ مطلقاً متنِ حدیث کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ ''منکر جداً ہے، گویا کہ یہ من گھڑت کے مشابہ ہے''۔

الحاصل اس تفصیل کے مطابق اس معضل طریق سے بھی اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت دونوں سندوں کے ساتھ ''شدید ضعیف'' ہے، نیز امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً متنِ حدیث کو ''منکر جداً کہا ہے، اور من گھڑت کے مشابہ قرار دیا ہے''، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت کی تفصیل تو آپ کے سامنے آچکی ہے، البتہ اس مضمون پر

مشتمل ایک مرسل روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں تخریج کی ہے، جسے بیان کیا جاسکتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"قال: وحدثنا محمد، حدثني خالد بن خداش، نا عبد العزيز بن محمد الدراوردي، عن عبد العزيز بن أبي سلمة الماجشون، عن أيوب السختياني، عن محمد بن سيرين، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الرجل ليموت والداه وهو عاق لهما، فيدعو الله لهما من بعدهما فيكتبه الله من البارين".

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی شخص کے والدین فوت ہو جائیں اس حال میں کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو، وہ اپنے والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمانبردار لوگوں میں لکھ دیتے ہیں۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ابن أبي الدنيا فيه، وهو مرسل صحيح الإسناد". اسے ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا ہے، اور یہ مرسل صحیح الاسناد ہے۔
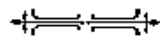
[1] شعب الإيمان: ۲۹۸/۱۰، رقم: ۷۵۲۳، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ.

[2] المغني عن حمل الأسفار: ص: ۱۲۲۸، رقم: ٤٤۳۲، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار الطبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

روایت نمبر ۲

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد یا اپنی والدہ یا اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ یا اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا، اور جس نے اپنے والدین کی قبر کی زیارت کی یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے“۔

حکم: حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے“، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کی کوئی اصل نہیں ہے“، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”ثنا أحمد بن حفص السعدي، ثنا إبراهيم بن موسى الوَرْدُولي، ثنا خاقان بن الأهتم السعدي، ثنا أبو مقاتل السمرقندي، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبر

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۵/۲، رقم: ۵۱۵، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

أبيه أو أمه أو عمته أو خالته أو أحد قراباته كانت له حجة مبرورة، ومن كان زائرا لهما حتى يموت زارت الملائكة قبره.

وهذا الحديث يرويه عن عبيد الله أبو مقاتل السمرقندي"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والد یا اپنی والدہ یا اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ یا اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا، اور جس نے اپنے والدین کی قبر کی زیارت کی یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے۔

اور یہ حدیث ابو مقاتل نے عبید اللہ سے روایت کی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، اسی طرح حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "البر والصلة"[2] اور "الموضوعات"[3] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق کے علاوہ سے بھی تخریج کی ہے، نیز یہی روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر

---

[1] الموضوعات:۲۴۰/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ۔

[2] كتاب البر والصلة:ص:۱٤۰،رقم:۱۹۷،ت:عادل عبد الموجود وعلي معوض،مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ۔

[3] الموضوعات:۲۳۹/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ۔

الأصول"[1] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ أصبهان"[2] میں اور علامہ نجم الدین عمر بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے "القند"[3] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی ابو مقاتل سمرقندی پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں:

"وكان عبد الرحمن بن مهدي يكذبه، قال نصر بن الحاجب المروزي: ذكرت أبا مقاتل لعبد الرحمن بن مهدي فقال: والله! لا تحل الرواية عنه، فقلت له: عسى أن يكون كتب له في كتابه وجهل ذلك، فقال: يكتب في كتابه الحديث، فكيف بما ذكرت عنه أنه قال: ماتت أمي بمكة، فأردت الخروج منها، فتكاربت، فلقيت عبيد الله بن عمر فأخبرته بذلك، فقال: حدثني نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار

---

[1] نوادر الأصول: ١/١٥٠، رقم: ٩٨، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر- بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
"نوادر الاصول" میں مذکورہ سند کے ساتھ زیر بحث روایت موقوفاً علی ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے، ملاحظہ ہو: "حدثنا صالح بن محمد، قال: حدثنا أبو مقاتل، عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: من زار قبر أبويه، أو أحدهما احتسابا، كان كعدل حجة مبرورة، ومن كان زوارا لهما، زارت الملائكة قبره".

[2] كتاب تاريخ أصبهان: ١/٣٠٠، رقم: ٥٢١، ت: سيد كسروي حسن، دار الكتب العربية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[3] القند في ذكر علماء سمرقند: ص: ٢٢٦، رقم: ٣٦٦، ت: يوسف الهادي، آينه ميراث - تهران، الطبعة الأولى ١٣٧٨هـ.

[4] المجروحين: ١/٢٥٦، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة- بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

قبر أمه كان كعمرة، قال: فقطعت الكراء وأقمت، فكيف يكتب هذا في كتابه؟ وكذلك وكيع بن الجراح كان يكذبه، [وليس لهذا الحديث أصل يرجع إليه]".

عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ ابو مقاتل کو جھوٹا کہتے تھے، نصر بن حاجب مروزی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے ابو مقاتل کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، میں نے ان سے کہا: شاید اس کی کتاب میں کوئی لکھ دیتا ہو اور اسے معلوم نہ ہو، تو عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی کتاب میں حدیث لکھ لی جاتی تھی، پھر آپ ان سے اسے روایت کرتے ہوئے کیا کہیں گے کہ میری والدہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو میں نے مکہ جانے کا ارادہ کر لیا، سو میں نے (سواری وغیرہ) کرائے پر لے لی، میں عبید اللہ بن عمر سے ملا تو میں نے اسے اس بارے میں بتایا، عبید اللہ بن عمر نے مجھے کہا کہ مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو یہ عمرہ کی طرح ہے، ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے کرایہ ختم کیا اور مقیم ہو گیا، تو یہ ابو مقاتل اپنی کتاب میں یہ کیسے لکھ رہا ہے؟ اور اسی طرح وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اسے جھوٹا کہتے تھے، اور اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "ذخیرة الحفاظ"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "وأبو مقاتل متروك الحديث". ابو مقاتل متروک الحدیث ہے۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ۲۲۸۹/٤، رقم: ٥٣٢١، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"قال أبو حاتم ابن حبان: ليس لهذا الحديث أصل يرجع إليه، وحفص يأتي بالأشياء المنكرة، وقال ابن مهدي: لا تحل الرواية عنه، قال المصنف: قلت: حفص هو اسم أبي مقاتل".

ابو حاتم ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے، اور حفص منکر چیزیں لاتا ہے، اور ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، مصنف (حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں: حفص یہ ابو مقاتل کا نام ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[3] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "البر والصلة"[4] میں زیر بحث روایت اور ایک

---

[1] الموضوعات:۲۴۰/۳،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة:۳٦٦/۲،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ۔بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[3] تذكرة الموضوعات:ص:۲۱۹،دار إحياء التراث العربي ۔بيروت،الطبعة الثانية ۱۳۹۹هـ.

[4] كتاب البر والصلة:ص:۱٤۰،رقم:۱۹۷،ت:عادل عبد الموجود وعلي معوض،مؤسسة الكتب الثقافية ۔ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

دوسری روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"هذان حديثان رويا لنا، وأنا أبرأ من عهدتهما". یہ دو حدیثیں ہمیں روایت کی گئی ہیں، اور میں ان دونوں کے ذمہ سے بری ہوں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"فيه: أبو مقاتل حفص السمرقندي متهم به، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر". اس میں ابو مقاتل حفص سمرقندی ہے، جو کہ اس حدیث میں متہم ہے، وہ اسے عبید اللہ، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کر رہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "(عد) من حديث ابن عمر، وفيه أبو مقاتل حفص السمرقندي". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے، اور اس میں ابو مقاتل حفص سمرقندی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ "الفوائد المجموعة"[3] میں زیر بحث روایت کے

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٣٤٦،رقم:٩٤١،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] تنزيه الشريعة:٣٦٣/٢،رقم:٧،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

[3] الفوائد الجموعة في الأحاديث الموضوعة:ص:٢٧١،رقم:٢٠٢،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي،

بارے میں فرماتے ہیں: "ولا أصل له ".اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

سند میں موجود راوی ابو مقاتل حفص بن سلم فزاری سمرقندی (المتوفی ۲۰۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل "[1] میں ابو درداء مروزی سے نقل فرماتے ہیں: "سألت أبا رجاء قتيبة بن سعيد عن حديث كور الزنابير، فقال: حدثنا أبو مقاتل السمرقندي، عن سفيان، عن الأعمش، عن أبي ظبيان، سئل علي [كذا في الأصل] عن كور الزنابير فقال: هم من صيد البحر، لا بأس به، قال: قلت: يا أبا مقاتل! هو موضوع، قال: بابا هو في كتابي، وتقول هو موضوع؟ قال: قلت: نعم، وضعوه في كتابك". میں نے ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بھڑوں کے چھتے والی حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ روایت ابو مقاتل سمرقندی نے ہمیں سفیان، عن اعمش، عن ابی ظبیان کی سند سے بیان کی ہے، اس سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہ سمندری شکار ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے ابو مقاتل! یہ من گھڑت ہے، ابو مقاتل نے کہا: بابا، یہ میری کتاب میں ہے، اور تم کہتے ہو کہ یہ من گھڑت ہے؟ قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں، لوگوں نے آپ کی کتاب میں اسے گھڑا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال "[2] میں فرماتے

دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٩٣/٣، رقم: ٥١٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] أحوال الرجال، ص: ٣٤٥، رقم: ٣٧٩، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ

ہیں: ”كان فيما حدثت ينشئ للكلام الحسن إسنادا“. مجھے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اچھے کلام کی سند بنالیتا تھا۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجرح والتعدیل“[1] میں ابو مقاتل سمرقندی کا ترجمہ قائم کرکے سکوت اختیار کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ”سنن“[2] میں فرماتے ہیں: ”أخبرني موسى بن حزام، قال: سمعت صالح بن عبد الله يقول: كنا عند أبي مقاتل السمرقندي، فجعل يروي عن عون بن أبي شداد الأحاديث الطوال الذي كان يروي في وصية لقمان، وقتل سعيد بن جبير، وما أشبه هذه الأحاديث، فقال له ابن أخي أبي مقاتل: يا عم! لا تقل حدثنا عون، فإنك لم تسمع هذه الأشياء، قال: يا بني! هو كلام حسن“.

مجھے موسیٰ بن حزام نے بتایا کہ میں نے صالح بن عبد اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ابو مقاتل سمرقندی کے پاس تھے، ابو مقاتل نے عون بن ابی شداد کے انتساب سے لمبی لمبی احادیث بیان کیں، جن میں وہ وصیت لقمان، قتل سعید بن جبیر اور ان جیسی احادیث بیان کرتے ہیں، اس پر ابو مقاتل کے بھتیجے نے کہا: اے چچا! آپ یہ مت کہیں کہ مجھے عون نے یہ حدیث بیان کی، کیونکہ آپ نے یہ چیزیں تو نہیں سنی، ابو مقاتل نے کہا: اے بیٹے! یہ اچھا کلام ہے۔

باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[1] الجرح والتعديل: ١٧٤/٣، رقم: ٧٤٨، وفيه أيضا: ١٨٧/٣، رقم: ٨١٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] سنن الترمذي: ٧٤٣/٥، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٩٥هـ.

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "كان صاحب تقشف وعبادة، ولكنه يأتي بالأشياء المنكرة التي يعلم من كتب الحديث أنه ليس لها أصل يرجع إليه، سئل بن المبارك عنه فقال: خذوا عن أبي مقاتل عبادته وحسبكم، وكان قتيبة بن سعيد يحمل عليه شديدا، ويضعفه بمرة، وقال: كان لا يدري ما يحدث به، وكان عبد الرحمن بن مهدي يكذبه.

قال نصر بن الحاجب المروزي: ذكرت أبا مقاتل لعبد الرحمن بن مهدي فقال: والله! لا تحل الرواية عنه، فقلت له: عسى أن يكون كتب له في كتابه وجهل ذلك، فقال: يكتب في كتابه الحديث، فكيف بما ذكرت عنه أنه قال: ماتت أمي بمكة، فأردت الخروج منها، فتكاريت، فلقيت عبيد الله بن عمر فأخبرته بذلك، فقال: حدثني نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبر أمه كان كعمرة، قال: فقطعت الكراء وأقمت، فكيف يكتب هذا في كتابه؟ وكذلك وكيع بن الجراح كان يكذبه، [وليس لهذا الحديث أصل يرجع إليه]".

یہ ادنی حالت پر کفایت کرنے والا اور عبادت گزار تھا، لیکن یہ ایسی منکر اشیاء لاتا تھا کہ جن کے بارے میں کتبِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ابو مقاتل سے اس کی عبادت لو، یہی تمہارے لئے کافی ہے، اور قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اس پر شدید حمل کرتے تھے، اور اسے ضعیف بمرۃ

---

[1] المجروحين: ۲۵٦/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے: یہ جانتا ہی نہیں کہ کیا بیان کر رہا ہے، اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اسے جھوٹا کہتے تھے۔

نصر بن حاجب مروزی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے ابو مقاتل کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، میں نے ان سے کہا: شاید اس کی کتاب میں کوئی لکھ دیتا ہو اور اسے معلوم نہ ہو، تو عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی کتاب میں حدیث لکھ لی جاتی تھی، پھر آپ ان سے اسے روایت کرتے ہوئے کیا کہیں گے کہ میری والدہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو میں نے مکہ جانے کا ارادہ کر لیا، سو میں نے (سواری وغیرہ) کرائے پر لے لی، میں عبید اللہ بن عمر سے ملا تو میں نے اسے اس بارے میں بتایا، عبید اللہ بن عمر نے مجھے کہا کہ مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو یہ عمرہ کی طرح ہے، ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے کرایہ ختم کیا اور مقیم ہو گیا، تو یہ ابو مقاتل اپنی کتاب میں یہ کیسے لکھ رہا ہے؟ اور اسی طرح وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اسے جھوٹا کہتے تھے، اور اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں ابو مقاتل کے ترجمہ میں زیر بحث اور چند دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأبو مقاتل هذا له أحاديث كثيرة، ويقع في أحاديثه مثل ما ذكرته أو أعظم منه، وليس هو ممن يعتمد على رواياته".
اس ابو مقاتل کی بہت سی احادیث ہیں، اور اس کی احادیث میں وہ چیز واقع ہوتی ہے جو

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۹۶/۳، رقم: ۵۱۵، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت .

میں نے ذکر کی ہے یا اس بھی بڑھ کر ہیں، اور یہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہے جن کی روایت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی سلیمانی عیسیٰ فرماتے ہیں: "حفص بن سلم الفزاري صاحب كتاب العالم والمتعلم في عداد من يضع الحديث"[1]۔ حفص بن سلم کتاب "العالم والمتعلم" کا مصنف ہے، یہ ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری عیسیٰ "المدخل"[2] میں فرماتے ہیں: "حدث عن عبيد الله بن عمر وأيوب السختياني ومسعر وغيره بأحاديث موضوعة، كذبه وكيع بن الجراح بالكوفة". اس نے عبید اللہ بن عمر، ایوب سختیانی اور مسعر وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں، وکیع بن جراح نے کوفہ میں اسے جھوٹا کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی عیسیٰ "المسند المستخرج"[3] میں فرماتے ہیں: "حدث عن أيوب السختياني، وعبيد الله بن عمر، ومسعر بالمناكير، تركه وكيع وكذبه". اس نے ایوب سختیانی، عبید اللہ بن عمر اور مسعر کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں، وکیع بن جراح نے اسے ترک کر دیا اور اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

---

[1] انظر ميزان الاعتدال: ۵۵۸/۱، رقم: ۲۱۲۰، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المدخل إلى الصحيح: ص: ۱۳۰، رقم: ٤٢، ت: ربيع بن هادي عمير المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٣/١، رقم: ٥٠، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: "مشهور بالصدق والعلم، غير مخرج في الصحيح، سمع هشام بن عروة وسهيل بن أبي صالح وأقرانهما بالحجاز، وبالكوفة مسعرا والثوري، وبالبصرة سليمان التيمي وأقرانهم، وكان (ممن) يفتي في أيامه، وله في العلم والفقه محل، يعني بجمع حديثه".
یہ صدق اور علم میں مشہور ہے، البتہ صحیح میں اس کی روایت تخریج نہیں کی گئی، اس نے ہشام بن عروہ، سہل بن ابی صالح اور ان کے اقران سے حجاز میں سنا ہے، اور کوفہ میں مسعر اور ثوری سے، بصرہ میں سلیمان تیمی اور ان کے اقران سے، اور یہ اپنے زمانہ میں فتوی دیتا تھا، اور اس کا علم وفقہ میں مقام تھا، یعنی جمع حدیث میں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[2] میں ابو مقاتل کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "إحكام النظر"[3] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأبو مقاتل هذا منكر الحديث جدا". اور یہ ابو مقاتل منکر الحدیث جداً ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[4] میں فرماتے ہیں: "وله مناكير". اس کی مناکیر ہیں۔

---

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:۹۷۵/۳،رقم:۹۰٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰۹هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:۳۲۸،رقم:۸۲۵ ،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ.

[3] إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر:ص:۳٥۹،رقم:۱۹۳،ت:إدريس الصمدي،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ۱٤۳۳هـ.

[4] تاريخ الإسلام:٥٦/٥،رقم:۹۰،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو مقاتل سمرقندی کو "میزان الاعتدال"[1] میں "أحد التلفی"، "المغني"[2] میں "أحد المتروكين"، "ديوان"[3] میں "واه" اور "تلخيص الموضوعات"[4] میں "متهم" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب التهذيب"[5] میں اسے "مقبول" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعه"[6] میں ابو مقاتل حفص بن سلم کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "كذبه وكيع وعبد الرحمن بن مهدي، وقال السليماني هو في عداد من يضع الحديث". وکیع اور عبد الرحمن بن مہدی نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور سلیمانی نے کہا ہے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے

[1] ميزان الاعتدال: ٥٧٧/٤، رقم: ١٠٦٣٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ٦١٣/٢، رقم: ٧٧٥٢، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] ديوان الضعفاء، ص: ٩٤، رقم: ١٠٥٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات، ص: ٣٤٦، رقم: ٩٤١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] تقريب التهذيب، ص: ٦٧٥، رقم: ٨٣٨٩، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة: ٥٤/١، رقم: ٣٦، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، وعبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

جس کی طرف رجوع کیا جائے"، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۴)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی والدہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہے“۔

حکم: حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے“، حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث منکر ہے“، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث منکر جداً ہے، اور اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے“، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ”الکامل“[1] میں ابو مقاتل سمرقندی کے ترجمہ میں تخریج فرماتے ہیں:

”حدثنا مكي بن عبدان، حدثنا محمد بن عقيل بن خويلد، حدثنا أبو صالح خلف بن يحيى قاضي الري، ثنا أبو مقاتل، عن عبد العزيز بن أبي رواد، عن عبد الله بن طاوس، عن أبيه، عن ابن عباس إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قبل بين عيني أمه كان له سترا من النار“.

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۹۵/۳،رقم:۵۱۵،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی والدہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[1] اور "البر والصلة"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے، نیز یہی روایت امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[3] میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی محمد بن عقیل بن خویلد پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[5] میں ابو مقاتل سمرقندی کے ترجمہ میں

---

[1] كتاب الموضوعات: ٨٦/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] كتاب البر والصلة: ص: ٦٧، رقم: ٤٧، ت: عادل عبد الموجود وعلي معوض، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[3] الأسامي والكنى: ٢٨٨/٤، رقم: ٣٤٠٦، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[4] شعب الإيمان: ٢٦٧/١٠، رقم: ٧٤٧٧، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٩٦/٣، رقم: ٥١٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا منكر إسنادا ومتنا، وعبد العزيز بن أبي رواد، عن طاووس ليس بمستقيم، وأبو مقاتل هذا له أحاديث كثيرة، ويقع في أحاديثه مثل ما ذكرته أو أعظم منه، وليس هو ممن يعتمد على رواياته".

یہ حدیث اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے، اور عبد العزیز بن ابی رواد جو طاووس سے روایت کرتا ہے، یہ مستقیم نہیں ہے، اور اس ابو مقاتل کی بہت سی احادیث ہیں، اور اس کی احادیث میں وہ چیز واقع ہوتی ہے جو میں نے ذکر کی ہے یا اس بھی بڑھ کر ہیں، اور یہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہے جن کی روایت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[1] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ "الأسامي"[3] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث منكر، والله يرحم خلف وأبا مقاتل". یہ حدیث منکر ہے، اور اللہ تعالیٰ خلف اور ابو مقاتل پر رحم کرے۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ٢٣٥٨/٤، رقم: ٥٤٧٣، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: ص: ٢٣١، رقم: ٣٦، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ

[3] الأسامي والكنى: ٢٨٨/٤، رقم: ٣٤٠٦، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإیمان"[1] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں: "إسناده غير قوي، والله أعلم". اس کی اسناد قوی نہیں ہے، واللہ اعلم۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[3] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[4] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"قال ابن عدي: هذا منكر إسنادا ومتنا، وأبو مقاتل لا يعتمد على روايته، قال عبد الرحمن بن مهدي: والله ما تحل الرواية عنه".

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے،

---

[1] شعب الإيمان: ٢٦٨/١٠، رقم: ٧٤٧٧، ت: مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] اللآلئ المصنوعة: ٢٥٠/٢، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٢٩٦/٢، رقم: ٥٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

[4] كتاب الموضوعات: ٨٦/٣، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

اور ابو مقاتل کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاتا، عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے۔

حافظ ابوالحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابوالحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "إحكام النظر"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"حديث منكر جدا، يرويه حفص بن سلم أبو مقاتل السمرقندي، عن عبد العزيز بن أبي داود، عن عبد الله بن طاوس، عن أبيه، عن ابن عباس، وأبو مقاتل هذا منكر الحديث جدا، والحديث المذكور ذكره أبو أحمد بن عدي، ولم يصح في هذا الباب".

یہ حدیث منکر جداً ہے، اسے حفص بن سلم ابو مقاتل سمرقندی نے عبد العزیز بن ابی داؤد، عن عبداللہ بن طاؤس، عن ابیہ، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے، اور یہ ابو مقاتل منکر الحدیث جداً ہے، اور مذکورہ حدیث ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے، اور اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

---

[1] إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر:ص:٣٥٨،رقم:١٩٣،ت:إدريس الصمدي،دار القلم ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٢٧٩،رقم:٧٥٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

"فيه: أبو مقاتل حفص السمرقندي متروك، عن عبد العزيز [بن] أبي رواد، عن [ابن] طاوس، عن أبيه، عن ابن عباس". اس میں ابو مقاتل حفص سمرقندی ہے، جو کہ متروک ہے، وہ اسے عبد العزیز بن ابی رواد، عن ابن طاؤس، عن ابیہ، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کر رہا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"فيه أبو مقاتل سمرقندي، لا تحل الرواية عنه، قلت: قال البيهقي: إسناده غير قوي". اس میں ابو مقاتل سمرقندی ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، میں کہتا ہوں: بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس روایت کی سند قوی نہیں ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[2] میں فرماتے ہیں:

"قضية صنيع المصنف أن مخرجيه سكتا عليه، وليس كذلك، بل تعقبه ابن عدي بقوله: منكر إسنادا ومتنا، وأبو مقاتل لا يعتمد على روايته، وقال البيهقي: إسناده غير قوي اه، وقال ابن الجوزي: موضوع فيه أبو مقاتل، لا تحل الرواية عنه اه، وفي الميزان: حفص بن سليم [كذا في الأصل، والصحيح: سلم] أبو مقاتل السمرقندي وهاه ابن قتيبة شديدا، وكذبه ابن مهدي، وقال السليماني: يضع الحديث، ثم ساق له هذا الخبر، قال في اللسان: عن الحاكم والنقاش

[1] تذكرة الموضوعات: ص: ٢٠٢، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ۔
[2] فيض القدير: ١٩٢/٦، رقم: ٨٩٠٦، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ۔

حدث بأحاديث موضوعة، وكذبه وكيع اه، ومن ثم حكم ابن الجوزي بوضعه، وتعقبه المؤلف فلم يصنع شيئا".

مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کے صنیع کا تقاضہ یہ ہے کہ اس حدیث کے تخریج کرنے والے (یعنی حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ) دونوں احباب نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعاقب اپنے اس قول کے ذریعے سے کیا ہے: یہ اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے، اور ابو مقاتل کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اس کی اسناد قوی نہیں ہے اھ، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ من گھڑت ہے، اس میں ابو مقاتل ہے، اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے اھ، اور "میزان" میں ہے کہ حفص بن سلم ابو مقاتل سمرقندی کو ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے شدید واہی کہا ہے، اور ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث گھڑتا ہے، پھر (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے) یہ خبر ذکر کی ہے، "لسان" میں حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور نقاش رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کہا ہے کہ یہ من گھڑت احادیث بیان کرتا ہے، اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے اھ، (علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اسی وجہ سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے، اور مؤلف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کا تعاقب کیا ہے، لیکن وہ کچھ نہیں کر سکے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو مقاتل حفص بن سلم فزاری سمرقندی (المتوفی ۲۰۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں ابو درداء مروزی سے نقل فرماتے

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۹۳/۳،رقم:۵۱۵،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ــ بيروت .

ہیں: "سألت أبا رجاء قتيبة بن سعيد عن حديث كور الزنابير، فقال: حدثنا أبو مقاتل السمرقندي، عن سفيان، عن الأعمش، عن أبي ظبيان، سئل علي [كذا في الأصل] عن كور الزنابير فقال: هم من صيد البحر، لا بأس به، قال: قلت: يا أبا مقاتل! هو موضوع، قال: بابا هو في كتابي، وتقول هو موضوع؟ قال: قلت: نعم، وضعوه في كتابك". میں نے ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بھڑوں کے چھتے والی حدیث کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ روایت ابو مقاتل سمرقندی نے ہمیں سفیان، عن اعمش، عن ابی ظبیان کی سند سے بیان کی ہے، اس سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ یہ سمندری شکار ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اے ابو مقاتل! یہ من گھڑت ہے، ابو مقاتل نے کہا: بابا، یہ میری کتاب میں ہے، اور تم کہتے ہو کہ یہ من گھڑت ہے؟ قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: جی ہاں، لوگوں نے آپ کی کتاب میں اسے گھڑا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں فرماتے ہیں: "كان فيما حدثت ينشئ للكلام الحسن إسنادا". مجھے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اچھے کلام کی سند بنالیتا تھا۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے "الجرح والتعديل"[2] میں ابو مقاتل سمرقندی کا ترجمہ قائم کرکے سکوت اختیار کیا ہے۔

---

[1] أحوال الرجال: ص: ٣٤٥، رقم: ٣٧٩، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] الجرح والتعديل: ١٧٤/٣، رقم: ٧٤٨، وفيه أيضا: ١٨٧/٣، رقم: ٨١٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "سنن"[1] میں فرماتے ہیں: "أخبرني موسى بن حزام، قال: سمعت صالح بن عبد الله يقول: كنا عند أبي مقاتل السمرقندي، فجعل يروي عن عون بن أبي شداد الأحاديث الطوال الذي كان يروي في وصية لقمان، وقتل سعيد بن جبير، وما أشبه هذه الأحاديث، فقال له ابن أخي أبي مقاتل: يا عم! لا تقل حدثنا عون، فإنك لم تسمع هذه الأشياء، قال: يا بني! هو كلام حسن".

مجھے موسیٰ بن حزام نے بتایا کہ میں نے صالح بن عبد اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم ابو مقاتل سمرقندی کے پاس تھے، ابو مقاتل نے عون بن ابی شداد کے انتساب سے لمبی لمبی احادیث بیان کیں، جن میں وہ وصیت لقمان، قتل سعید بن جبیر اور ان جیسی احادیث بیان کرتے ہیں، اس پر ابو مقاتل کے بھتیجے نے کہا: اے چچا! آپ یہ مت کہیں کہ مجھے عون نے یہ حدیث بیان کی، کیونکہ آپ نے یہ چیزیں تو نہیں سنی، ابو مقاتل نے کہا: اے بیٹے! یہ اچھا کلام ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "كان صاحب تقشف وعبادة، ولكنه يأتي بالأشياء المنكرة التي يعلم من كتب الحديث أنه ليس لها أصل يرجع إليه، سئل بن المبارك عنه فقال: خذوا عن أبي مقاتل عبادته وحسبكم، وكان قتيبة بن سعيد يحمل عليه شديدا، ويضعفه بمرة، وقال: كان لا يدري ما يحدث به، وكان عبد الرحمن بن مهدي يكذبه.

قال نصر بن الحاجب المروزي: ذكرت أبا مقاتل لعبد الرحمن بن

---

[1] سنن الترمذي: ۷٤۳/٥، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ مصر، الطبعة الثانية ١٣٩٥هـ.
[2] المجروحين: ٢٥٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

مهدي فقال: والله! لا تحل الرواية عنه، فقلت له: عسى أن يكون كتب له في كتابه وجهل ذلك، فقال: يكتب في كتابه الحديث، فكيف بما ذكرت عنه أنه قال: ماتت أمي بمكة، فأردت الخروج منها، فتكاربت، فلقيت عبيد الله بن عمر فأخبرته بذلك، فقال: حدثني نافع، عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من زار قبر أمه كان كعمرة، قال: فقطعت الكراء وأقمت، فكيف يكتب هذا في كتابه؟ وكذلك وكيع بن الجراح كان يكذبه، [وليس لهذا الحديث أصل يرجع إليه]".

یہ ادنی حالت پر کفایت کرنے والا اور عبادت گزار تھا، لیکن یہ ایسی منکر اشیاء لاتا تھا کہ جن کے بارے میں کتبِ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے، ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ابو مقاتل سے اس کی عبادت لو، یہی تمہارے لئے کافی ہے، اور قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اس پر شدید حمل کرتے تھے، اور اسے ضعیف بمرۃ قرار دیتے تھے، اور فرماتے تھے: یہ جانتا ہی نہیں کہ کیا بیان کر رہا ہے، اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اسے جھوٹا کہتے تھے۔

نصر بن حاجب مروزی کہتے ہیں کہ میں نے عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ سے ابو مقاتل کا تذکرہ کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس سے روایت کرنا حلال نہیں ہے، میں نے ان سے کہا: شاید اس کی کتاب میں کوئی لکھ دیتا ہو اور اسے معلوم نہ ہو، تو عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی کتاب میں حدیث لکھ لی جاتی تھی، پھر آپ ان سے اسے روایت کرتے ہوئے کیا کہیں گے ابو مقاتل کا کہنا ہے کہ میری والدہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا تو میں نے مکہ جانے کا ارادہ کر لیا، سو

میں نے (سواری وغیرہ) کرائے پر لے لی، میں عبید اللہ بن عمر سے ملا تو میں نے اسے اس بارے میں بتایا، عبید اللہ بن عمر نے مجھے کہا کہ مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جس نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو یہ عمرہ کی طرح ہے، ابو مقاتل کہتے ہیں کہ میں نے کرایہ ختم کیا اور مقیم ہو گیا، تو یہ ابو مقاتل اپنی کتاب میں یہ کیسے لکھ رہا ہے؟ اور اسی طرح وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ اسے جھوٹا کہتے تھے، اور اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں ابو مقاتل کے ترجمہ میں زیر بحث اور چند دیگر روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأبو مقاتل هذا له أحاديث كثيرة، ويقع في أحاديثه مثل ما ذكرته أو أعظم منه، وليس هو ممن يعتمد على رواياته". اس ابو مقاتل کی بہت سی احادیث ہیں، اور اس کی احادیث میں وہ چیز واقع ہوتی ہے جو میں نے ذکر کی ہے یا اس بھی بڑھ کر ہیں، اور یہ اُن لوگوں میں سے نہیں ہے جن کی روایت پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حفص بن سلم الفزاري صاحب كتاب العالم والمتعلم في عداد من يضع الحديث"[2]. حفص بن سلم کتاب "العالم والمتعلم" کا مصنف ہے، یہ ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٢٩٦/٣، رقم: ٥١٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] انظر ميزان الاعتدال: ٥٥٨/١، رقم: ٢١٢٠، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[1] میں فرماتے ہیں: "حدث عن عبيد الله بن عمر وأيوب السختياني ومسعر وغيره بأحاديث موضوعة، كذبه وكيع بن الجراح بالكوفة". اس نے عبید اللہ بن عمر، ایوب سختیانی اور مسعر وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں، وکیع بن جراح نے کوفہ میں اسے جھوٹا کہا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[2] میں فرماتے ہیں: "حدث عن أيوب السختياني، وعبيد الله بن عمر، ومسعر بالمناكير، تركه وكيع وكذبه". اس نے ایوب سختیانی، عبید اللہ بن عمر اور مسعر کے انتساب سے مناکیر بیان کی ہیں، وکیع بن جراح نے اسے ترک کر دیا اور اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[3] میں فرماتے ہیں: "مشهور بالصدق والعلم، غير مخرج في الصحيح، سمع هشام بن عروة وسهيل بن أبي صالح وأقرانهما بالحجاز، وبالكوفة مسعرا والثوري، وبالبصرة سليمان التيمي وأقرانهم، وكان (ممن) يفتي في أيامه، وله في العلم والفقه محل، يعني بجمع حديثه". یہ صدق اور علم میں مشہور ہے، البتہ صحیح میں اس کی روایت تخریج نہیں کی گئی، اس نے ہشام بن عروہ، سہل بن ابی صالح اور ان کے اقران سے حجاز میں سنا ہے، کوفہ

---

[1] المدخل إلى الصحيح:ص:١٣٠،رقم:٤٢،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] المسند المستخرج على صحيح مسلم:٦٣/١،رقم:٥٠،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] الإرشاد في معرفة علماء الحديث:٩٧٥/٣،رقم:٩٠٤،ت:محمد سعيد بن عمر إدريس،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

میں مسعر اور ثوری سے، بصرہ میں سلیمان تیمی اور ان کے اقران سے، اور یہ اپنے زمانہ میں فتوی دیتا تھا، اور اس کا علم و فقہ میں مقام تھا، یعنی جمع حدیث میں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الحفاظ"[1] میں ابو مقاتل کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابوالحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "إحكام النظر"[2] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وأبو مقاتل هذا منكر الحديث جدا". اور یہ ابو مقاتل منکر الحدیث جداً ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں فرماتے ہیں: "وله مناكير". اس کی مناکیر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو مقاتل سمرقندی کو "ميزان الاعتدال"[4] میں "أحد التلفى"، "المغني"[5] میں "أحد المتروكين"، "ديوان"[6] میں "واه" اور "تلخيص الموضوعات"[7] میں "متهم" کہا ہے۔

---

[1] تذكرة الحفاظ: ص: ٣٢٨، رقم: ٨٢٥، ت: حمدي بن عبد المجيد، دار الصميعي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر: ص: ٣٥٩، رقم: ١٩٣، ت: إدريس الصمدي، دار القلم - دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] تاريخ الإسلام: ٥٦٧/٥، رقم: ٩٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] ميزان الاعتدال: ٥٧٧/٤، رقم: ١٠٦٣٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

[5] المغني في الضعفاء: ٦١٣/٢، رقم: ٧٧٥٢، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[6] ديوان الضعفاء: ص: ٩٤، رقم: ١٠٥٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[7] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٣٤٦، رقم: ٩٤١، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التقریب"[1] میں اسے "مقبول" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیہ الشریعہ"[2] میں ابو مقاتل حفص بن سلم کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "كذبه وكيع وعبد الرحمن بن مهدي، وقال السليماني هو في عداد من يضع الحديث"۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔

سند میں موجود راوی ابو صالح خلف بن یحیی خراسانی بخاری عبدی قاضی ری المعروف بالدلال (المتوفی بعد ۲۲۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، كان كذابا، لا يشتغل به ولا بحديثه"[3]۔ یہ متروک الحدیث ہے، کذاب ہے، اس میں مشغول نہ ہوں اور نہ ہی اس کی حدیث میں مشغول ہوں۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء والمتروكين"[4] میں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5]، "المغني"[6]، "ديوان الضعفاء"[7] اور

---

[1] تقريب التهذيب:ص:٦٧٥،رقم: ٨٣٨٩،ت:محمد عوامه،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[2] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة: ٥٤/١،رقم:٣٦،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] الجرح والتعديل:٣٧٢/٣،رقم:١٦٩٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٣٧١هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:٢٥٦/١،رقم:١١٢١،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٦٦٣/١،رقم: ٢٥٥٠،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[6] المغني في الضعفاء:٣٢١/١،رقم: ١٩٤٤،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[7] ديوان الضعفاء:ص:١٢١،رقم:١٢٨١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

”تاريخ الإسلام“[1] میں، علامہ صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الوافي بالوفيات“[2] میں، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”توضيح المشتبه“[3] میں اور حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأجوبة المرضية“[4] میں حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنزيه الشريعه“[5] میں خلف بن یحیی خراسانی کو کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے“، حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث منکر ہے“، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ حدیث منکر جداً ہے، اور اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے“، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تاريخ الإسلام:٥٦٧/٥،رقم:١٣٠،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] الوافي بالوفيات:٢٢٣/١٣،رقم:٤٠٩١،ت:أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[3] توضيح المشتبة:٦٢/٤،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[4] الأجوبة المرضية:٤٩٩/٢،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:٥٨/١،رقم:٣٠،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت نمبر ④

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ اگر یہ حاملہ ہوگئی تو میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا، تو اللہ اسے لڑکا عطا فرمائیں گے، اور جس گھر میں محمد نام کا شخص ہوگا اللہ اس گھر میں خیر و برکت فرمائیں گے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“، ”جھوٹ“ کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت پانچ طرق سے منقول ہے: ① روایت بطریق عَنْبَر بن حسن ② روایت بطریق عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی ③ روایت بطریق ابو البختری وہب بن وہب ④ روایت بطریق محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدْعانی ⑤ روایت بطریق عثمان بن عطاء بن ابی مسلم خراسانی

ذیل میں درج بالا تمام طرق کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

① روایت بطریق عَنْبَر بن حسن

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الموضوعات“[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

---

[1] الموضوعات: ١/١٥٧، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦ھ۔

"أنبأنا ابن ناصر، قال: أنبأنا عبد الرحمن بن أبي عبد الله بن منده، قال: أنبأنا عبد الصمد بن محمد العاصمي، قال: أنبأنا إبراهيم بن أحمد المستملي، قال :حدثنا محمد بن أحمد بن شبيب، قال: حدثنا محمد بن عتاب، قال: حدثنا سليمان بن داود، قال: حدثنا عَبْثَر بن الحسن، قال: حدثنا يحيى بن سليم الطائفي، عن ابن أبي نجيح، عن مجاهد، عن المسور بن مخرمة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: ما من مسلم دنا من زوجته وهو ينوي إن حملت منه يسميه محمدا، إلا رزقه الله تعالى ذكرا، وما كان اسم محمد في بيت إلا جعل الله تعالى في ذلك البيت بركة".

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو کوئی مسلمان اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ اگر یہ حاملہ ہوگئی تو میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا، تو اللہ اسے نرینہ اولاد عطاء فرمائیں گے، اور جس گھر میں محمد نام کا شخص ہو اللہ اس گھر میں برکت فرمائیں گے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"وهذا لا يصح، قال أبو حاتم الرازي: يحيى بن سليم لا يحتج به،

[1] الموضوعات: ۱۵۷/۱، ت:عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸۶ھ۔

وسليمان مجروح، وعَبْثَر مجهول، وقد روي في هذا الباب أحاديث ليس فيها ما يصح".

یہ حدیث صحیح نہیں ہے، ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یحیی بن سلیم سے احتجاج کرنا درست نہیں ہے، اور سلیمان مجروح ہے، اور عبثر مجہول ہے، اس باب میں اور بھی روایات منقول ہیں ان میں کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ "المنار المنيف"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وفي ذلك جزء كله كذب". اس بارے میں ایک جزء تصنیف کیا گیا ہے جو تمام کا تمام جھوٹا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے[3]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[4] میں زیر بحث روایت کے

---

[1] اللآلئ المصنوعة:۹۸/۱،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

[2] المنار المنيف في الصحيح والضعيف:ص:٦١،رقم:۹٥،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ۱۳۹۰هـ.

[3] الأسرار المرفوعة في الأحاديث الموضوعة:ص:٤٣٥،ت:محمد بن لطفي الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ۱۳۹۱هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:۳٥،رقم:٥٤،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،مكتبة الرشد ـ رياض،

متعلق فرماتے ہیں: "هذا موضوع، وسنده مظلم". یہ روایت من گھڑت ہے، اور اس کی سند تاریک ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کیا ہے۔

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"موضوع، قال ابن قيم الجوزية: وفي ذلك جزء كله كذب، قلت: لكن جربته فوجدته كذلك، والله أعلم". یہ من گھڑت ہے، ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بارے میں ایک جزء تصنیف کیا گیا ہے جو تمام کا تمام جھوٹا ہے، میں کہتا ہوں: لیکن میں نے اس کا تجربہ کیا تو میں نے اسے ایسے ہی پایا ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عبثر بن حسن کا حکم

زیر بحث روایت بطریق عبثر بن حسن کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، لہذا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[1] تنزيه الشريعة: ١/١٧٤، رقم: ١٤، ت: عبد الله بن محمد الغماري، دار الكتب العلمية-بيروت، الطبعة ١٤٠١هـ.

[2] اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع: ١٦٤، رقم: ٤٨٨، ت: فواز أحمد زمرلي، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

② روایت بطریق عثمان بن عبد الرحمن وقاصی

حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل التسمیة"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"حدثنا [أبو] عبد الملك محمد بن أحمد بن يحيى الأقْليشي، ثنا أحمد بن سعيد، ثنا...... [كذا في الأصل] عبد الرحمن بن أبي الليث، ثنا أحمد بن عبد الرحمن بن وهب، ثنا عبد الله بن عثمان، [ثنا عثمان بن عبد الرحمن]، عن عمته عائشة، عن أبيها سعد بن أبي وقاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: هل امرأة من نسائكم حبلى؟ قال رجل: نعم يا رسول الله! امرأتي حامل، قال: إذا رجعت إلى بيتك فضع يدك على بطن زوجتك، وقل: بسم الله، اللهم إني أسميه محمدا فإنه يأتي به [كذا في الأصل] رجلا".

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: کیا تمہاری عورتوں میں سے کوئی حاملہ ہے؟ ایک شخص نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! میری عورت حاملہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آپ واپس گھر جاؤ تو اپنا ہاتھ اپنی بیوی کے پیٹ پر رکھو اور پڑھو: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! میں اس کا نام محمد رکھتا ہوں" تو لڑکا پیدا ہوگا۔

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[2] میں تخریج

---

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد:ص:۲۷،رقم:۱۸،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

[2] الموضوعات:۱/۱۵۵،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

کی ہے، دونوں سندیں سند میں موجود راوی عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی پر آکر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح، أما عثمان بن عبد الرحمن فقال يحيى: ليس بشيء، وقال مرة: كان يكذب، وضعفه ابن المديني جدا، وقال الدارقطني: متروك، وقال ابن حبان: يروي عن الثقات الموضوعات، وأحمد بن عبد الرحمن حدث بما لا أصل له".

یہ حدیث صحیح نہیں ہے، عثمان بن عبد الرحمن کے بارے میں یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ لیس بشیء ہے، اور ایک مرتبہ فرمایا: عثمان بن عبد الرحمن جھوٹ بولتا تھا، اور ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شدید تضعیف کی ہے، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متروک کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثقات کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے، اور (سند کا راوی) احمد بن عبد الرحمن ایسی احادیث بیان کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللآلئ المصنوعة"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الموضوعات: ۱۵۵/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية۔ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ۔

[2] اللآلئ المصنوعة: ۹۵/۱، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ۔

کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بطریق وہب بن وہب کو "اسوأ حالاً من ہذا" کہہ کر نقل کیا ہے، جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قال شيخ شيوخنا السخاوي في الأجوبة المرضية: روينا في جزء أبي شعيب عبد الله بن الحسن الحراني عن عطاء الخراساني أنه قال: ما سمي مولود في بطن أمه محمدا إلا ذكر انتهى، وهذا له حكم الرفع، لأنه لا يقال مثله من قبل الرأي، فيكون مرسلا، وليته ذكر السند إلى عطاء حتى عرفنا حال رجاله، وأما ما رواه ابن النجار عن علي رضي الله عنه قال: من كان له حمل فنوى أن يسميه محمدا حوله الله ذكرا وإن كان أنثى، فهو من طريق وهب، فلا يصلح شاهدا، وقد ذكره السيوطي في ذيل، وسيأتي، والله اعلم".

ہمارے شیخ کے شیخ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "الاجوبۃ المرضیۃ" میں فرماتے ہیں: ابو شعیب عبداللہ بن حسن حرانی، عن عطاء خراسانی کے "جزء" سے ہمیں یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں: "ماں کے پیٹ میں جس مولود (بچے) کا نام محمد رکھا گیا وہ لڑکا ہی پیدا ہوگا"، سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مکمل ہوئی، (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] تنزيه الشريعة: ١٧٢/١، رقم: ٩، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

فرماتے ہیں)اور یہ مرفوع کے حکم میں ہے،اس لئے کہ اس جیسی بات کوئی شخص رائے سے نہیں کہہ سکتا، لہذا یہ مرسل ہے، کاش کہ عطاء تک اس کی سند کو ذکر کرتے،تاکہ ہم اس کے رجال کو پہچان لیتے،بہر حال ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ کے انتساب سے روایت کی ہے، علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کے ہاں حاملہ ہو اور وہ یہ نیت کرلے کہ اس کا نام محمد رکھے گا اگرچہ وہ لڑکی ہو اللہ تعالی اسے لڑکے سے بدل دیں گے، یہ وہب کے طریق سے ہے، لہذا یہ شاہد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی،اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ذیل" میں ذکر کیا ہے،اور یہ عنقریب آئے گی، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

عطاء خراسانی کا قول سند کے ساتھ آگے آرہا ہے،ان شاءاللہ۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فيه عثمان الوقّاصي، متروك، وأحمد روى عجائب". اس میں عثمان وقّاصی ہے جو کہ متروک ہے،اور احمد عجائب روایت کرتا ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "الأجوبة المرضية"[2] میں ایک سوال کے جواب میں

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٣٣،رقم:٤٨،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] الأجوبة المرضية:ص:٩٨٩،رقم:٢٧٩،ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لا أصل له في المرفوع، نعم، روينا في جزء أبي شعيب عبد الله بن حسن الحراني، عن عطاء الخراساني، أنه قال: ما سمي مولود في بطن أمه محمدا إلا أذكر [كذا في الأصل]".

مرفوع میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، البتہ ابو شعیب عبد اللہ بن حسین حرانی، عن عطاء خراسانی کے "جزء" سے ہم تک یہ روایت نقل کی گئی ہے، وہ فرماتے ہیں: ماں کے پیٹ میں جس مولود (بچے) کا نام محمد رکھا گیا تو وہ لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

سند میں موجود راوی ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن بن عمر بن سعد بن ابی وقاص زہری وقّاصی مدینی (المتوفی ۱۶۰ — ۱۷۰ھ [1]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه، كان يكذب"[2]۔ اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا، یہ جھوٹ بولتا تھا۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وسألت أبي عن عثمان بن عبد الرحمن الوقاصي فضعفه جدا"[3]۔ میں نے اپنے والد سے عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کو شدید ضعیف قرار دیا۔

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الصغیر" میں ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن وقاصی کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۶۰ھ سے ۱۷۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ۱۳۹/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ).

[2] سؤالات ابن الجنيد: ص: ۳۳٤، رقم: ۲٤٥، ت: أحمد محمد نور سيف، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱٤۰۸هـ.

[3] تاريخ بغداد: ۱٥٦/۱۳، رقم: ٦۰۰٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

حافظ ابن برقی رحمۃ اللہ علیہ "التمییز"[1] میں فرماتے ہیں: "لیس هو بثقة، ولا يكتب حديثه". عثمان بن عبد الرحمن ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] عثمان بن عبد الرحمن کے بارے میں فرماتے ہیں: "تركوه".

نیز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الصغير"[3] میں فرماتے ہیں: "سكتوا عنه".

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[4] میں عثمان بن عبد الرحمن کو "ساقط" کہا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[5] میں عثمان بن عبد الرحمن کو "ذاهب الحديث" کہا ہے۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عبد الرحمن کو "ليس بشيء" کہا ہے[6]۔

---

[1] تمييز ثقات المحدثين وضعفائهم وأسمائهم وكناهم:ص:٦٤،رقم:١٨٠،ت:عامر حسن صبري التميمي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] التاريخ الكبير:٧٧/٦،رقم:٨٣٤١،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[3] التاريخ الصغير:١٤٨/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] أحوال الرجال:ص:٢١٧،رقم:٢١٥،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[5] الكنى والأسماء:٥٦٩/١،رقم:٢٣١٠،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[6] سؤالات أبي عبيد الآجري:٣٠٥/٢،رقم:١٩٣٤،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ وقّاصی کے بارے میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ذاهب الحديث، كذاب"[1]۔

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ "المعرفة"[2] میں فرماتے ہیں: "لا يكتب أهل العلم حديثه إلا للمعرفة، ولا يحتج بروايته"۔ اہل علم اس کی حدیث کو صرف معرفت کے لئے لکھتے تھے، اور اس کی روایت سے احتجاج نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عبدالرحمن کو "ليس بالقوي"[3] کہا ہے۔

امام ابو بکر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "مسند"[4] میں ایک روایت کے تحت عثمان بن عبدالرحمن کو "لين الحديث" کہا ہے۔

حافظ صالح جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يضع الحديث، وعلي بن عروة أكذب منه"[5]۔ وقّاصی حدیث گھڑتا تھا، اور علی بن عروہ اس سے بھی بڑا جھوٹا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[6] میں عثمان بن عبدالرحمن کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] الجرح التعديل: ١٥٧/٦، رقم: ٨٦٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ۔

[2] المعرفة والتاريخ: ٥٠/٣، ت: أكرم ضياء العمري، مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ۔

[3] تهذيب التهذيب: ١٣٤/٧، رقم: ٢٧٩، دائرة المعارف ـ الهند، الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ۔

[4] البحر الذخار المعروف بمسند البزار: ٢٥/٧، رقم: ٢٥٧٢، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ۔

[5] تاريخ دمشق: ٩١/٤٣، ت: رقم: ٤٩٨٦ محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ۔

[6] الضعفاء والمتروكين: ص: ٢١٥، رقم: ٤١٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[1]. وقّاصی ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ وقّاصی کے بارے میں فرماتے ہیں: "يحدث بأحاديث بواطيل"[2]. یہ باطل احادیث بیان کرتا ہے۔

حافظ ابو القاسم عبداللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے "قبول الأخبار"[3] میں وقّاصی کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي عن الثقات الأشياء الموضوعات، لا يجوز الاحتجاج به". وقّاصی ان لوگوں میں سے ہے جو ثقات کے انتساب سے من گھڑت اشیاء روایت کرتے ہیں، اس کی احادیث سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[5] میں فرماتے ہیں: "ولعثمان غير ما ذكرت من الحديث، وعامة أحاديثه مناكير، إما إسنادا وإما متنا". اور عثمان کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں، اور اس کی احادیث میں عام طور سے مناکیر ہیں، اسناد کے اعتبار سے یا متن کے اعتبار سے۔

---

[1] تهذيب التهذيب:۱۳٤/۷،رقم:۲۷۹،دائرة المعارف ــ الهند،الطبعة الأولى ۱۳۲۵هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال:۱٦٥/۹،رقم:۳٦۳۰،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ــ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[3] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۳۷۰/۲،رقم:۹۷۳،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ــ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[4] المجروحين:۹۸/۲،ت:محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ــ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال:۲۷۷/٦،رقم:۱۳۲۱،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ــ بيروت.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عبد الرحمن کو "متروك الحديث" کہا ہے[1]۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں ایک روایت کے تحت عثمان وقّاصی کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں ایک حدیث کے تحت وقّاصی کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ عبد الحق اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الأحكام الوسطى"[4] میں اسے "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان الاعتدال"[5] میں عثمان بن عبد الرحمن کو "ليس بثقة" اور "سير أعلام النبلاء"[6] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[7] میں فرماتے ہیں: "تركوه". محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

---

[1] إكمال تهذيب الكمال: ١٦٥/٩، رقم: ٣٦٣٠، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] سنن الدار قطني: ٢٠٧/٤، رقم: ٣٣٣٨، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ

[3] ذخيرة الحفاظ: ١٤٤٣/٣، رقم: ٣١٦٥، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] الأحكام الوسطى: ١٣٧/٣، ت: حمدي السلفي وصبحي السامرائي، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٤٤/٣، رقم: ٦٣٣٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[6] سير أعلام النبلاء: ٤٢٨/٩، رقم: ١٥٤، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.

[7] ديوان الضعفاء: ص: ٢٧٠، رقم: ٢٧٧٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "زاد المعاد"[1] میں فرماتے ہیں: "متروك بإجماعهم". باجماع محدثین متروک ہے۔

حافظ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ "نصب الراية"[2] میں وقّاصی کے بارے میں فرماتے ہیں: "أجمعوا على ترك الاحتجاج به". محدثین نے اس سے احتجاج کے ترک پر اجماع کیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[3] میں اسے "واهي" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[4] میں ایک روایت کے تحت عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف المهرة"[5] میں عثمان بن عبد الرحمن کو "ضعيف جدا" اور "تلخيص الحبير"[6] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[7] میں فرماتے ہیں: "متروك، وكذبه ابن معين". متروک ہے، ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

---

[1] زاد المعاد في هدي خير العباد:٣٢٨/٥،ت:شعيب الأرنؤوط وعبد القادر الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٨هـ.

[2] نصب الراية:٣٥٦/١،ت:محمد عوامة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] البدر المنير:٢٠٥/٧،ت:أبو محمد عبد الله بن سلمان،دار الهجرة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[4] مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:٩٣/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[5] إتحاف المهرة:٢٤٣/١٧،رقم:٢٢١٨٦،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[6] تلخيص الحبير:٣٢٤/٢،ت:أبو عاصم حسن بن عباس،مؤسسة قرطبة ـ مكة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[7] تقريب التهذيب:ص:٣٨٥،رقم:٤٤٩٣،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

حافظ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "البناية"[1] میں ایک روایت کے تحت عثمان وقّاصی کے بارے میں فرماتے ہیں: "أجمعوا على ترك الاحتجاج به". محدثین نے اس سے احتجاج کے ترک پر اجماع کیا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال يحيى مرة: يكذب، وقال ابن حبان: يروي الموضوعات عن الثقات". ایک مرتبہ یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ جھوٹ بولتا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

روایت بطریق عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کا حکم

زیر بحث روایت بطریق عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، لہذا زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

(۳) روایت بطریق ابو البختری وہب بن وہب

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[3] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] البناية شرح الهداية: ٢٠٢/٢، ت: أيمن صالح شعبان، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٨٤/١، رقم: ٢٥٠، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[3] انظر اللآلئ المصنوعة: ٩٥/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

"أنبأنا حامد بن محمد الصوفي، عن القاسم بن الفضل بن الفضل بن عبد الواحد، أنبأنا عبد الله بن الحسين، حدثنا القاسم بن الحسين السقطي، حدثنا علي بن الحسين بن راشد البغدادي، حدثنا أبو عبد الله محمد بن زيد بن مروان، حدثنا أبو جعفر الهروي، حدثنا أبو مصعب البجلي، حدثنا أحمد بن علي بن سفيان الجوهري، حدثنا يوسف بن يحيى الأصبهاني، حدثنا محمد بن سلام بن مسكين البغدادي، حدثنا وهب بن وهب، حدثنا جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي قال: من كان له حمل فنوى أن يسميه محمدا حوله الله ذكرا وإن كان أنثى".

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص کے ہاں حاملہ ہو اور وہ (پیٹ میں موجود حمل کا) محمد نام رکھنے کی نیت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکے سے بدل دیں گے اگرچہ وہ لڑکی ہو۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ"[1] میں روایت بطریق عثمان بن عبد الرحمن وقّاصی کے تحت زیر بحث روایت پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أسوأ حالا من هذا ما أخرجه ابن نجار في تاريخه". اِس سے زیادہ

[1] اللآلئ المصنوعة: ۹۵/۱،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ۔

بری حالت اُس حدیث کی ہے جسے ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں تخریج کیا ہے۔

اس کے بعد حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے وہب بن وہب کے حوالہ سے ایک دوسری روایت ذکر کی ہے، پھر فرماتے ہیں: "وهب كذاب، وضاع، والله أعلم". وہب کذاب ہے، حدیث گھڑنے والا ہے، واللہ اعلم[1]۔

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ "سبل الهدى"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهب هذا أبو البختري متهم، وقد أورد أثره هذا الشيخ في الموضوعات، وقال عقبه: وهب وضاع، كذاب". یہ وہب ابو البختری متہم ہے، اور شیخ (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) اس کے اثر کو "موضوعات" میں لائے ہیں، اور اس کے بعد فرمایا ہے: وہب حدیث گھڑنے والا ہے، جھوٹا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[3] میں زیر بحث روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قال وهب: فنويت سبعة كلهم سميتهم محمدا، قال: وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له ابن فسماه محمدا فليكرمه ولا يضربه ولا يشتمه، أما يستحيي أحدكم أن يقول: يا محمد! ثم يضربه. وهب كذاب، وضاع، والله أعلم" (اللآلئ المصنوعة: ٩٥/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ).

[2] سبل الهدى والرشاد: ٤١٥/١، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ.

[3] تنزيه الشريعة: ٢٢٦/١، رقم: ١٥٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

"(نجا) من حديث علي، وفيه وهب بن وهب". ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے، اور اس میں وہب بن وہب موجود ہے۔

سند میں موجود راوی ابوالبختری وہب بن وہب بن کثیر بن عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب قرشی مدنی قاضی (المتوفی ۲۰۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عبد الرحمن بن ابراہیم دحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال شعيب بن إسحاق: كذابا هذه الأمة وهب بن وهب، ورجل آخر [سماه]"[1]. اس امت کے دو جھوٹے ہیں: وہب بن وہب اور ایک دوسرا شخص، (دحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوسرے شخص کا نام بھی ذکر کیا۔

حافظ ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لم يكن بصاحب حديث"[2]. وہب بن وہب صاحبِ حدیث نہیں ہے۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الكبرى"[3] میں وہب بن وہب کے بارے میں فرماتے ہیں: "ولم يكن في الحديث بذاك، روى منكرات، فترك حديثه". یہ "لم یکن فی الحدیث بذاک" ہے، اس نے منکرات روایت کی ہیں، جس کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۵/۹، رقم: ۱۱۶، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ۳۲۴/٤، رقم: ۱۹۲۹، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الطبقات الكبرى: ۲٤٠/۷، رقم: ۳٤۹۱، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ "معرفة الرجال"[۱] میں ابو البختری کے بارے میں فرماتے ہیں: "كذاب، عدو الله، خبيث". کذاب ہے، اللہ کا دشمن ہے، خبیث ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "يضع الحديث"[۲]. یہ حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں: "كان يأخذ بيتا، فيتذكر عامة الليل يضع الحديث"[۳]. وہب بن وہب شب کو جاگ کر، رات کے اکثر حصہ میں سوچ سوچ کر حدیث گھڑتا تھا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: "كان يكذب على الرسول صلى الله عليه وسلم"[۴]. یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا کرتا تھا۔

حافظ ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لو اجتريت أن أقول لأحد: إنه يكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم، لقلت: أبو البَخْتَري"[۵]. اگر میں جرأت کرتے ہوئے کسی کے بارے میں یہ کہوں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے، تو میں کہوں گا: وہ ابو البختری ہے۔

حافظ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كذابا"[۶]. وہب بن وہب جھوٹا تھا۔

---

[۱] معرفة الرجال: ۵۱/۱، رقم: ۸، ت: محمد كامل القصار، مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ۱٤۰۵هـ.
[۲] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ۱۳٦/۱، رقم: ۸۲۳، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.
[۳] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٤۰۱/۱، رقم: ۲۷۱۷، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.
[۴] تاريخ بغداد: ٦۳۰/۱۵، رقم: ۷۲۷۵، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ
[۵] الجرح والتعديل: ۲٦/۹، رقم: ۱۱٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.
[۶] الجرح والتعديل: ۲٦/۹، رقم: ۱۱٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۲هـ.

حافظ عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ وہب بن وہب کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ذاك دجالا، أرى أنه يبعث يوم القيامة دجالا"[1]. یہ دجال ہے، اور میرا خیال ہے کہ قیامت کے دن یہ دجال اٹھایا جائے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أبو البَخْتَري أكذب الناس"[2]. ابو البختری انسانوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

علامہ ابو طالب احمد بن حمید مُشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أحمد بن حنبل يقول: كان أبو البَخْتَري يضع الحديث وضعا فيما يروى، وأشياء لم يروها أحد، قلت: الذي كان قاضيا؟ قال: نعم، وكنت عند أبي عبد الله وجاءه رجل فسلم عليه، وقال: أنا من أهل المدينة، وقال: يا أبا عبد الله! كيف كان حديث أبي البَخْتَري؟ فقال: كان كذابا يضع الحديث، فقال: أنا ابن عمه لحًّا، قال أبو عبد الله: الله المستعان، ولكن ليس في الحديث محاباة"[3].

میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: ابو البختری ایسی چیزوں سے متعلق احادیث گھڑتا ہے جو منقول ہیں اور ایسی اشیاء جو کسی نے بھی روایت نہیں کیں، میں نے کہا: یہ وہی ہے جو قاضی تھا؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جی ہاں، اور میں (علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ) ابو عبد اللہ کے پاس تھا ایک شخص آیا، اس نے سلام کیا، اور کہا: میں مدینہ والوں سے ہوں، اور کہا: اے ابو عبد اللہ! ابو البختری کی

[1] تاريخ بغداد: ٦٣١/١٥، رقم: ٧٢٧٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٦/٩، رقم: ١١٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٦٣/٨، رقم: ١٩٩٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حدیث کیسی ہے؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے، تو وہ شخص کہنے لگا: میں اس کا قریبی چچازاد ہوں، ابو عبداللہ نے فرمایا: اللہ مدد کرے، لیکن حدیث میں باہمی محبت نہیں ہے۔

حافظ ابراہیم بن اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ما سمعت أحمد بن حنبل يقول في رجل كذاب إلا في أبي البَخْتَري، يعني: القاضي"[1]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کسی شخص کے بارے میں کذاب کہتے ہوئے نہیں سنا، سوائے ابو البختری یعنی قاضی کے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب، ويحدث بما ليس له أصل"[2]. وہب بن وہب جھوٹ بولتا تھا، اور ایسی احادیث روایت کرتا تھا جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] میں وہب بن وہب کے بارے میں فرماتے ہیں: "سكتوا عنه، كان وكيع يرمي بالكذب". محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے، اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹ میں متہم قرار دیا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[4] میں ابو البختری

---

[1] تاريخ بغداد:١٥/٦٣٢،رقم:٧٢٧٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] الأسامي والكنى:٤١/٢،رقم:١٠٣٣،ت:أبي عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[3] التاريخ الكبير:٥٦/٨،رقم:١١٩١٩،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[4] أحوال الرجال:ص:٢٢٩،رقم:٢٣١،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

کے بارے میں فرماتے ہیں "كان يكذب". جھوٹ بولتا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنی"[1] میں وہب بن وہب کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "كذاب" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعديل"[3] میں فرماتے ہیں: "سمعت أبا زرعة، وذكرت له شيئا من حديث أبي البَخْتَري فقال: لا تجعل في حوصلتك شيئا من حديثه". میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، اور میں نے ابو البختری کی حدیث میں سے کچھ ذکر کیا تو فرمایا: تم اپنے پوٹے میں ابو البختری کی احادیث میں سے کچھ مت رکھو۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان كذابا"[4]. وہب بن وہب جھوٹا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں ابو البختری کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

قاضی وکیع ابو بکر محمد بن خلف ضبی رحمۃ اللہ علیہ "أخبار القضاة"[6] میں فرماتے

---

[1] الكنى والأسماء: ١٥٣/١، رقم: ٤٤١، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية — المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سؤالات البرذعي لأبي زرعة: ص: ٣٦٨، رقم: ٨٦٥، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة — القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[3] الجرح والتعديل: ٢٦/٩، رقم: ١١٦، دار الكتب العلمية — بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] الجرح والتعديل: ٢٦/٩، رقم: ١١٦، دار الكتب العلمية — بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ٢٤٤، رقم: ٦٠٥، ت: محمد إبراهيم زايد، دار المعرفة — بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] أخبار القضاة: ٢٤٤/١، عالم الكتب — بيروت.

ہیں: ’’ضعيف جدا، لا يكتب حديثه، ولكنه كان جوادا‘‘. شدید ضعیف ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، لیکن وہ سخی تھا۔

فقیہ ابو الطیب محمد بن مفضل بن سلمہ ضبی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’لما قدم أبو البَخْتَري الكوفة يريد بغداد، حدثهم بالكوفة بنسخة هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، وبنسخة عبيد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، فحملت النسختان إلى يحيى بن معين، فنظر فيهما، فقيل له: ما تقول؟ قال: كذاب، ولم يكن تبين له منه كذب، فقيل له: رأيته أو رأيت له كتابا قط؟ قال: [رأيت له كتابين]، قيل له: فرأيت في النسختين حديثا منكرا؟ قال: لا، فقيل له: فمن أين قلت [له] إنه كذاب؟ قال: لأن كل من كتب عن هشام بن عروة، قال: هشام يقول: أبي، عن عائشة إلا يحيى القطان، فكان يقول: أخبرك أبوك؟ فيقول له: أخبرني أبي، وكل من كتب عن عبيد الله كان عبيد الله يقول: نافع إلا يحيى القطان، فكان يقول لعبيد الله: أخبرني نافع، فيقول له: أخبرني نافع، في كل حديث، فرأيت أبا البختري حدث بالنسختين كما حدث بهما يحيى القطان، (فقلت:) إنه كذاب‘‘[1]

جب ابو البَختُری کوفہ آیا، وہ بغداد جانے کا اردہ رکھتا تھا، تو اس نے کوفہ میں ہشام بن عروہ، عن ابیہ، عن عائشہ کے نسخے سے حدیثیں بیان کیں، اور عبید اللہ بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر کے نسخے سے حدثیں بیان کیں، وہ دونوں نسخے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے جائے گئے تو انہوں نے ان دونوں نسخوں کو دیکھا، ان

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٨/٣٦٤،رقم: ١٩٩٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـبيروت .

سے پوچھا گیا: آپ کیا کہتے ہیں؟ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کذاب ہے، حالانکہ ان کے سامنے اس کا جھوٹ ظاہر نہیں ہوا تھا، ان سے پوچھا گیا: آپ نے اسے یا اس کی کوئی کتاب دیکھی ہے؟ تو فرمایا: میں نے اس کی دو کتابیں دیکھی ہیں، ان سے کہا گیا: آپ نے دونوں نسخوں میں کوئی منکر حدیث دیکھی، فرمایا: نہیں، ان سے پوچھا گیا: پھر آپ نے یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ کذاب ہے؟ تو یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وجہ یہ ہے کہ جس نے بھی ہشام بن عروہ سے لکھا ہے تو وہ کہتا ہے: ہشام کا کہنا ہے کہ میرے والد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، سوائے یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ کہتے تھے: تمہیں تمہارے والد نے خبر دی ہے؟ تو وہ یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتا: مجھے میرے والد نے خبر دی ہے، اور جو شخص عبید اللہ سے روایت کرتا ہے، وہ کہتا ہے: عبید اللہ، نافع کہتے تھے، سوائے یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ کے، وہ عبید اللہ سے کہتے تھے: مجھے نافع نے خبر دی ہے، تو عبید اللہ ہر حدیث میں یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے: مجھے نافع نے خبر دی ہے، پھر جب میں نے دیکھا کہ اس نے دونوں نسخے ایسے بیان کئے ہیں جیسے یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کئے تھے تو میں نے کہہ دیا کہ یہ کذاب ہے۔

حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "كذاب خبيث، كان عامة الليل يضع الحديث"[1] جھوٹا ہے، خبیث ہے، رات کے اکثر حصہ میں حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[2] میں ابو البختری کے ترجمہ میں چند روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "لا أعلم لأبي البَخْتَري حديثا مستقيما،

[1] لسان الميزان: ٤٠٢/٨، رقم: ٨٣٩٦، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] الضعفاء الكبير: ٣٢٥/٤، رقم: ١٩٢٩، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

كلها بالبواطيل"۔ میں نہیں جانتا کہ ابو البختری کی کوئی درست حدیث ہو، اس کی تمام کی تمام احادیث باطل ہیں۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ "المجروحين"[1] میں فرماتے ہیں: "وكان ممن يضع الحديث على الثقات، كان إذا جنه الليل سهر عامة ليله يتذكر الحديث ويضعه، ثم يكتبه ويحدث به، لا تجوز الرواية عنه ولا كتابة حديثه إلا على جهة التعجب"۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں پر احادیث گھڑتے ہیں، جب رات کو تاریکی چھا جاتی تو یہ رات کا اکثر حصہ جاگ کر حدیثیں سوچ سوچ کر گھڑتا تھا، پھر انہیں لکھتا اور بیان کرتا تھا، اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی حدیث کو لکھنا جائز ہے، سوائے تعجب کے۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ "الكامل"[2] میں فرماتے ہیں: "وأبو البَخْتَري جسور من جملة الكذابين الذين يضعون الحديث، وكان يجمع في كل حديث يريد أن يرويه أسانيد من جسارته على الكذب، ووضعه على الثقات"۔ اور من جملہ حدیث گھڑنے والوں، جھوٹ بولنے والوں میں ابو البختری سب سے زیادہ جسارت کرنے والا ہے، اور وہ جھوٹ میں جسارت کی وجہ سے جس حدیث کو روایت کرنا چاہتا اس کے ساتھ سندیں جوڑ کر اسے ثقہ لوگوں پر گھڑ دیتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ "الكامل"[3] میں مزید فرماتے ہیں: "ولأبي البَخْتَري

[1] المجروحين:٧٤/٣،ت:محمود إبراهيم زايد دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ۔

[2] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٣٥/٨،رقم:١٩٩٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت۔

[3] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٣٨/٨،رقم:١٩٩٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت۔

من الحدیث عن الثقات غیر ما ذکرت، وھو ممن یضع الحدیث"۔ ابوالبختری کی ثقات کے انتساب سے میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑتے ہیں۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[1] میں وہب بن وہب کو "ذاھب الحدیث" کہا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں وہب بن وہب کو "کذاب" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں وہب بن وہب کے بارے میں فرماتے ہیں: "روی عن الصادق جعفر بن محمد، وھشام بن عروة، وعبید اللہ بن عمر، ومحمد بن عجلان وغیرھم من أھل المدینة أحادیث موضوعة، لا ینبغي أن یکتب حدیثه"۔ وہب بن وہب نے صادق جعفر بن محمد، ہشام بن عروہ، عبید اللہ بن عمر، محمد بن عجلان اور ان کے علاوہ اہل مدینہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، مناسب نہیں ہے کہ اس کی حدیث کو لکھا جائے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[4] میں فرماتے ہیں:

---

[1] الأسامي والکنی: ۴۱/۲، رقم: ۱۰۳۳، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزھري، الفاروق الحدیثیة ـ القاھرة، الطبعة الأولی ۱۴۳۶ھـ۔

[2] الضعفاء والمتروکون: ۳۸۴، رقم: ۵۵۷، ت: موفق بن عبد اللہ، مکتبة المعارف ـ الریاض، الطبعة الأولی ۱۴۰۴ھـ۔

[3] المدخل إلی الصحیح: ص: ۲۲۱، رقم: ۲۱۳، ت: ربیع بن ھادي عمیر المدخلي، مؤسسة الرسالة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۴ھـ۔

[4] المسند المستخرج علی صحیح مسلم: ۱۵۷/۱، رقم: ، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعیل، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۷ھـ۔

"لا يكتب حديثه". اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمہ اللہ "ذخيرة الحفاظ"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "ووهب هذا كذاب، يضع الحديث". اور یہ وہب کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "ميزان الاعتدال"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان جوادا ممدحا، لكنه متهم في الحديث". سخی تھا، اس کی تعریف کی جاتی تھی، لیکن حدیث میں متہم ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "العبر"[3] میں فرماتے ہیں: "واتهم بالكذب". یہ متہم بالکذب ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ "سير أعلام النبلاء"[4] میں فرماتے ہیں: "من نبلاء الرجال، إلا أنه متروك الحديث". صاحب فضیلت لوگوں میں سے ہے، لیکن متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے "البدر المنير"[5] میں ابو البختری کو "كذاب، وضاع" کہا ہے۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٦٦٨، رقم: ٣٧٣٨، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٣٥٣/٤، رقم: ٩٤٣٤، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] العبر في خبر من غبر: ٢٦١/١، ت: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[4] سير أعلام النبلاء: ٣٧٤/٩، رقم: ١٢٠، ت: إبراهيم الزيبق، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

[5] البدر المنير: ٤٦٥/٤، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[1] میں ایک روایت کے تحت ابوالبختری کو "أحد الكذابين" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباري"[2] میں اسے "أحد الضعفاء المتروكين" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[3] میں اسے "كذاب" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں ابوالبختری کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال أحمد وغيره: كذاب، وضاع". احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے کذاب، وضاع کہا ہے۔

روایت بطریق ابوالبختری کا حکم

سند میں موجود راوی ابوالبختری وہب بن وہب کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"اس امت کے دو جھوٹے ہیں: وہب بن وہب اور ایک دوسرا شخص" (حافظ شعیب بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب ہے، اللہ کا دشمن ہے، خبیث ہے"، "یہ

---

[1] المغني عن حمل الأسفار:۹۹٤/۲،رقم:۳٦۲۱،ت:أبو محمد أشرف،مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] فتح الباري:۱۲۰/۷،ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

[3] تلخيص الحبير:۷٦/۲،ت:أبو عاصم حسن بن عباس ،مؤسسة قرطبة ـ مكة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] تنزيه الشريعة:۱۲۵/۱،رقم:۱۷،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

حدیث گھڑتا تھا"(یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "اگر میں جرأت کرتے ہوئے کسی کے بارے میں یہ کہوں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے، تو میں کہوں گا: وہ ابو البختری ہے"(حافظ ابو خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ)، "وہب بن وہب جھوٹا تھا"(حافظ اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ دجال ہے، اور میرا خیال ہے کہ قیامت کے دن یہ دجال اٹھایا جائے گا" (حافظ عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "ابو البختری انسانوں میں سب سے بڑا جھوٹا ہے"(امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "وہب بن وہب جھوٹ بولتا تھا، اور ایسی احادیث روایت کرتا تھا جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی تھی"(حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ)، "محدثین نے اس سے سکوت کیا ہے، اور وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹ میں متہم قرار دیا ہے"(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹ بولتا تھا"(حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے"(امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی، لیکن یہ سخی تھا" (قاضی وکیع ابو بکر محمد بن خلف ضبی رحمۃ اللہ علیہ)، "جھوٹا ہے، خبیث ہے، رات کے اکثر حصہ میں حدیث گھڑتا تھا" (حافظ ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نہیں جانتا کہ ابو البختری کی کوئی درست حدیث ہو، اس کی تمام کی تمام احادیث باطل ہیں"(حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں پر احادیث گھڑتے ہیں، جب رات کو تاریکی چھا جاتی تو یہ رات کا اکثر حصہ جاگ کر حدیثیں سوچ سوچ کر گھڑتا تھا، پھر انہیں لکھتا اور بیان کرتا تھا، اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی حدیث کو لکھنا جائز ہے، سوائے تعجب کے"(حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "اور ابو البختری

من جملہ حدیث گھڑنے والوں، جھوٹ بولنے والوں میں سب سے زیادہ جسارت کرنے والا ہے"(حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث ہے"(امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "وہب بن وہب نے صادق جعفر بن محمد، ہشام بن عروہ، عبید اللہ بن عمر، محمد بن عجلان اور ان کے علاوہ اہل مدینہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کی ہیں، مناسب نہیں ہے کہ اس کی حدیث کو لکھا جائے" (امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث میں متہم ہے"(حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب، وضاع ہے" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)، "احد الکاذبین" (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب ہے" (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)۔

وہب بن وہب ہی کی وجہ سے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کے ضعف شدید کی جانب اشارہ کیا ہے، لہذا یہ روایت اس طریق سے کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے زیر بحث روایت کو اس طریق بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

④ روایت بطریق محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی

حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل التسمية"[1] میں زیر بحث روایت ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

"وبإسناده [أي: أخبرنا أبو محمد الحسن بن إسماعيل بن محمد بن العباس الشركسي، أنبأ أبو حامد أحمد بن خلف الليثي الحيكاني، ثنا أبو عبد الله محمد بن

---

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد: ص:٢٣، رقم:١١، ت: مجدي فتحي السيد، دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

شعيب[الراشكي]، ثنا أبو علي أحمد بن محمد بن القاسم النسوي،] عن حميد بن زنجويه، قال: ثنا إسماعيل بن أبي أويس، حدثني محمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني، عن ابن جريج، يرفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من كان له ذو بطن فأجمع أن يسميه محمدا رزقه الله غلاما، وما كان اسم محمد في بيت إلا جعل الله في ذلك البيت بركة".

ابن جریج ؒ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: جس شخص کے ہاں حاملہ عورت ہو اور وہ اس (یعنی پیٹ میں موجود حمل) کا محمد نام رکھنے کا پختہ ارادہ کرلے تو اللہ تعالی اس کو لڑکا عطاء کریں گے، اور جس گھر میں بھی محمد نامی شخص ہوتا ہے تو اللہ تعالی اس گھر کو برکت سے نوازتے ہیں۔

اہم نوٹ:

تلاش بسیار کے باوجود سند میں موجود درج ذیل افراد کا ترجمہ کتبِ رجال میں نہیں مل سکا:

① ابو محمد حسن بن اسماعیل شرکسی ② ابو حامد احمد بن خلف لیثی ③ ابو عبداللہ محمد بن شعیب راشکی ④ ابو علی احمد بن محمد بن قاسم نسوی۔

سند میں موجود راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

اہم نوٹ: واضح رہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی کی تعیین میں ائمہ کا اختلاف ہے، چنانچہ ابن عدی ؒ "الکامل"[1] میں

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٧/٣٩٨،رقم:١٢٩٢،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

محمد بن عبد الرحمن جُدعانی کو منکر الحدیث نیز ائمہ کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد قيل: إن محمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني هو غير محمد بن عبد الرحمن أبو غِرازة، وقيل: أبو غِرَازة غير الجُدْعاني هذا، وجميعا ينسبان إلى جدعان، وجميعا من أهل المدينة، فإن كان غيره: فلأبي غِرازة عن القاسم، عن عائشة في الرفق يمن. حدثناه أحمد بن حفص عن إبراهيم الشافعي، عن أبي غِرازة.

وإن كان أبو غِرازة والجُدْعاني واحدا: فجميعا لهما غير ما ذكرت، فقد اشتبها، لأنهما كانا في وقت واحد بالمدينة، ويحتمل أن يكونا جميعا واحدا، ويحتمل أن يكون هذا غير ذاك، وقد ذكرت لكل واحد منهما ما انكر عليها".

اور کہا گیا ہے کہ محمد بن عبد الرحمن جُدعانی یہ محمد بن عبد الرحمن ابو غرازہ کے علاوہ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ ابو غرازہ، جُدعانی کے علاوہ ہے، اور یہ دونوں جُدعان کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور دونوں اہل مدینہ میں سے ہیں، اگر یہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہوں تو ابو غرازہ، عن القاسم، عن عائشہ کے طریق سے "فی الرفق یمن" روایت کرتا ہے، جسے احمد بن حفص نے ہمیں ابراہیم شافعی، عن ابی غرازہ کی سند سے روایت کیا ہے، اور اگر ابو غرازہ اور جُدعانی دونوں ایک ہی ہوں تو میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی ان دونوں کی روایات ہیں، چنانچہ یہ مشتبہ ہو گئے ہیں، اس لئے کہ یہ دونوں ایک ہی وقت میں مدینہ میں ہوتے تھے، اور یہ احتمال بھی

ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہوں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ایک دوسرے کا غیر ہوں، اوران دونوں میں سے ہر ایک پر جو انکار ہوا ہے میں نے اسے ذکر کر دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ "التاریخ الصغیر"[1] میں محمد بن عبد الرحمن جُدْعانی مکی کا ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں: "عن عبيد الله بن عمر، سمع منه إسماعيل بن أبي أويس، منكر الحديث". یہ عبید اللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے، اس سے اسماعیل بن ابی اویس نے سماعت کی ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔

واضح رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الصغیر"[2] میں محمد بن عبد الرحمن ابو غرارہ قرشی کا الگ ترجمہ قائم کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے "الضعفاء الكبير"[3] میں امام بخاری رحمہ اللہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] التاريخ الصغير: ١٩٦/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] التاريخ الصغير: ١٦٢/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

"التاریخ الصغیر" کی عبارت ملاحظہ ہو: "محمد بن عبد الرحمن أبو غِرَارة القرشي، وهو ابن أبي مليكة التيمي الجُدْعاني، روى عنه أبو عاصم ومسدد، سمع أباه، سمع القاسم عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي صلى الله عليه وسلم: الرفق يمن. نسبه إبراهيم الشافعي، وقال لي إسماعيل: سمعت محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني القرشي المُلَيكي منذ ستين سنة، عن عبيد الله وسليمان بن مرتاع [كذا في الأصل].

حدثني إبراهيم بن المنذر، ثنا عبد الرحمن بن أبي بكر المُلَيكي، عن امرأته جبرة، عن أبيها، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اطلبوا الخير عند حسان الوجوه. قال ابن عياش: عن جبرة بنت محمد بن ثابت بن سباع، عن أبيها مثله.

حدثني ابن منير، ثنا سلمه، ثنا عبد الله، ثنا عثمان بن الأسود، عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر، عن ابن عياش، عن النبي صلى الله عليه وسلم: آية ما بيننا وبين المنافقين لا يتضلعون من زمزم".

[3] الضعفاء الكبير: ١٠١/٤ رقم: ١٦٥٥، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ "الجرح والتعدیل"[1] میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جُدعانی کا ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں: "روى عن سليمان بن مرقاع الجَنْدِي، عن مجاهد، روى عنه عبد الحميد، واسمعيل ابنا أبي أويس، سمعت أبي يقول ذلك، وسألته عنه فقال: ضعيف الحديث". اس نے سلیمان بن مرقاع جَندی عن مجاہد کے طریق سے روایت کی ہے، اور اس سے عبد الحمید اور ابو اویس کے دونوں بیٹوں نے روایت کی ہے، (عبداللہ بن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے والد کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے، اور میں نے ان کے متعلق والد سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے[2]۔

اس کے بعد حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبد الرحمن ابو غرارہ قرشی جُدعانی تمیمی زوج جبرہ کے نام سے الگ ترجمہ قائم کیا ہے، جس میں ابو غرارہ کے بارے میں حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول "لا بأس به" نقل کیا ہے[3]۔

---

[1] الجرح والتعديل: ٣١١/٧، رقم: ١٦٩٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٣١١/٧، رقم: ١٦٩٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
بظاہر حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ترجمہ چند صفحات آگے جاکر مکرر قائم کیا ہے، ملاحظہ ہو: "محمد بن عبد الرحمن الجُدْعاني، روى عن عبيد الله بن عمر، روى عنه عبد الحميد، وإسمعيل ابنا أبي أويس، نا عبد الرحمن، قال: سمعت أبي يقول ذلك، وسألته عنه فقال: هو مكي، ضعيف الحديث، منكر الحديث" (الجرح والتعديل: ٣٢٤/٧، رقم: ١٧٤٨، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ).

[3] الجرح والتعديل: ٣١١/٧، رقم: ١٦٩٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں: "محمد بن عبد الرحمن أبو غِرارة القرشي الجُدْعاني التيمي زوج جبرة، وهو محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة، روى عن موسى بن عقبة، وعبيد الله بن عمر، ومحمد بن المنكدر، وروى عن أبيه، عن القاسم بن محمد، روى عنه أبو عاصم النبيل، وإسمعيل بن أبي أويس، ومسدد، وإبراهيم بن محمد الشافعي، والمقدمي، سمعت أبي يقول ذلك، نا عبد الرحمن، نا محمد بن

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں جُدعانی کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں ان الفاظ سے ترجمہ قائم فرماتے ہیں: "محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن أبي مليكة المُلَيْكي القرشي الجُدْعاني، كنيته أبو غِرارة، من أهل المدينة، زوج جبرة بنت محمد بن ثابت بن سباع، يروي عن أبيه وعبيد الله بن عمر، روى عنه أبو عاصم، وابن أبي أويس، كان ممن يروي المناكير عن المشاهير، وينفرد عن الثقات بالمقلوبات، لا يحتج به". محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی ملیکہ مُلیکی قرشی جُدعانی، ان کی کنیت ابو غرارہ ہے، جبرہ بنت محمد بن ثابت بن سباع کے خاوند ہیں، وہ اپنے والد اور عبید اللہ بن عمر سے روایت کرتا ہے، اور اس سے ابو عاصم اور ابن ابی اویس نے روایت کی ہے، یہ ان لوگوں میں سے ہے جو مشہور محدثین کے انتساب سے منکر روایات نقل کرتے ہیں، اور ثقہ راویوں سے مقلوبات نقل کرنے میں منفرد ہے، اس کی حدیث سے احتجاج کرنا درست نہیں ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[3] میں فرماتے ہیں: "عبد الرحمن بن أبي

حمويه بن الحسن، قال: نا أبو طالب، قال: سألت أحمد يعني ابن حنبل: عن أبي غِرارة محمد بن عبد الرحمن، قال: لا بأس به، من أهل مكة، نا عبد الرحمن، قال: سألت أبي عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر بن عبيد الله بن أبي مليكة، قال: كنيته أبو غِرارة، وهو شيخ، نا عبد الرحمن، قال: سئل أبو زرعة عن أبي غرارة، فقال: مكي، لا بأس به".

[1] الضعفاء والمتروكين: ٢١٤/١، رقم: ٥٣٩، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] المجروحين: ٢٦١/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الأنساب: ٤٣٢/١٢، رقم: ٣٩٣٦، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

بكر بن عبيد الله بن عبد الله بن أبي مليكة بن عبد الله بن جُدْعان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم بن مرة المليكي الجُدْعاني، يروي عن عمه ابن أبى مليكة، وطاؤس، والزهري، والقاسم، روى عنه ابنه محمد بن عبد الرحمن، منكر الحديث جدا، يتفرد عن الثقات بما لا يشبه حديث الأثبات، فلا أدري كثرة الوهم في أخباره منه أو من أبيه، على أن أكثر روايته ومدار حديثه يدور على أبيه، وأبوه فاحش الخطأ، فمن هاهنا اشتبه أمره، ووجب تركه"۔ عبد الرحمن بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن ابی میلکہ بن عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ملیکی جُدعانی، یہ اپنے چچا ابن ابی ملیکہ اور طاؤس، زہری اور قاسم سے روایت کرتا ہے، اور اس سے اس کے بیٹے محمد بن عبد الرحمن نے روایت کی ہے، یہ منکر الحدیث جداً ہے، وہ ثقات سے ایسی روایات نقل کرنے میں متفرد ہے جو اثبات کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں، اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کی اخبار میں وہم اس کی طرف سے ہے یا اس کے والد کی طرف سے ہے، اس کی اکثر روایات اور اس کی حدیث کا مدار اس کے والد پر ہوتا ہے، اور اس کا والد فاحش الخطاء ہے، اس لئے اس کا معاملہ مشتبہ ہو گیا، اور اس کا ترک کرنا واجب ہو گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ "تقریب التہذیب"[1] میں فرماتے ہیں: "قيل إن أبا غِرارة غير الجُدْعاني، فأبو غِرَارة لين الحديث، والجُدْعاني متروك، وهما من السابعة"۔ کہا جاتا ہے کہ ابو غرارہ جُدعانی کے علاوہ ہے، ابو غرارہ لین الحدیث ہے، اور جُدعانی متروک ہے، اور یہ دونوں ساتویں طبقے میں سے ہیں۔

---

[1] تقريب التهذيب:ص:۴۹۱/۲،رقم:۶۰۶۵،ت:محمد عوامة،دار الرشيد۔حلب،الطبعة الثالثة ۱۴۱۱ھ۔

روایت بطریق جُذعانی کا حکم

سند میں موجود راوی محمد بن عبد الرحمن جُذعانی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید صیغے استعمال کئے ہیں، جیسے:

"منکر الحدیث" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)، "متروک الحدیث" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "منکر الحدیث جداً" (حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ)، "جُذعانی متروک ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اور سند میں موجود درج ذیل افراد کا ترجمہ کتبِ رجال میں نہیں مل سکا:

① ابو محمد حسن بن اسماعیل شرکسی ② ابو حامد احمد بن خلف لیثی ③ ابو عبد اللہ محمد بن شعیب راشکی ④ ابو علی احمد بن محمد بن قاسم نسوی۔

نیز یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ قطع نظر کسی خاص سند کے متنِ حدیث کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "من گھڑت" اور "جھوٹ" کہہ چکے ہیں، چنانچہ زیر بحث روایت اس طریق سے بھی کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، لہذا اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑤ روایت بطریق عثمان بن عطاء بن ابی مسلم خراسانی

حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل التسمية"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کی ہے:

---

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد: ص: ۳۵، رقم: ۲۷، ت: مجدي فتحي السيد، دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

"حدثنا أبو العباس جعفر بن محمد الوراق، ثنا محمد بن علي بن الحسن، ثنا عبد المؤمن بن خلف، ثنا جدي الطفيل بن زيد، وثنا نصر بن عبد الكريم، ثنا محمد بن الفضل، عن عثمان بن عطاء، عن أبيه، قال: ما من امرأة حبلى جعلت في نفسها إن ولد لها غلاما أن تسميه محمدا إلا ولدت غلاما، وما من أهل بيت فيهم اسم محمد إلا لم يزالوا يتعارجون ما دام بين أظهرهم".

عطاء خراسانی کہتے ہیں: کوئی بھی حاملہ عورت یہ نیت کر لے اگر اس کا لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس کا نام محمد رکھے گی تو اس کا لڑکا ہی پیدا ہوگا، اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی فرد ہو تو اس کے ہوتے ہوئے وہ گھر والے مسلسل عروج میں رہیں گے۔

اہم تنبیہ:

واضح رہے کہ عطاء خراسانی نے اسے صریح مرفوع الفاظ سے ذکر نہیں کیا، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

تلاش بسیار کے باوجود سند میں موجود درج ذیل تین راویوں کا ترجمہ کتب رجال میں نہیں مل سکا ہے: ابو العباس جعفر بن محمد ورّاق، محمد بن علی بن حسن اور محمد بن فضل۔

سند میں موجود راوی ابو مسعود عثمان بن عطاء بن ابی مسلم خراسانی مقدسی (المتوفی ۱۵۵ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے عثمان بن عطاء کو "ضعيف الحديث"

کہا ہے [1]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت دحيما، وسألته عن عثمان بن عطاء، فقال: لا بأس به، فقلت: إن أصحابنا يضعفونه، فقال: وأي شيء حدث عثمان من الحديث [2]؟ واستحسن حديثه" [3]. میں نے دحیم رحمۃ اللہ علیہ سے عثمان بن عطاء کے بارے میں پوچھا تو دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ لا باس بہ ہے، تو میں نے کہا کہ ہمارے اصحاب تو ان کی تضعیف کرتے ہیں، تو دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عثمان نے کتنی حدیثیں بیان کی ہیں؟ دحیم رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان کی حدیث کو اچھا سمجھا۔

حافظ ابن برقی رحمۃ اللہ علیہ نے "التمییز" [4] میں عثمان بن عطاء کو "ليس بثقة" کہا ہے۔

حافظ عمرو بن علی فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان کو "منكر الحديث" کہا ہے [5]۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير" [6] میں عثمان بن عطاء کو "لیس

[1] سؤالات ابن الجنيد:ص:٣٩٣،رقم:٤٩٨،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الاسلام" میں حافظ دحیم رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ کی وضاحت ان الفاظ سے کی ہے: "وقال دحيم: لا بأس به، وأي شيء روى من الحديث؟ يعني أن الغالب على روايته التفسير، والمقاطيع" (تاريخ الإسلام:١٤٩/٤، رقم:١٩٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ).

[3] الجرح والتعديل:١٦٢/٦،رقم:٨٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] تمييز ثقات المحدثين وضعفائهم وأسمائهم وكناهم:ص:٦٥،رقم:١٨٣،ت:عامر حسن صبري التميمي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[5] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩١/٦،رقم:١٣٢٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[6] التاريخ الكبير:٨٢/٦،رقم:٨٣٦١،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

بذلك" کہا ہے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں فرماتے ہیں: "لیس بالقوي في الحدیث". حدیث میں لیس بالقوی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الکنی"[2] میں عثمان بن عطاء کو "ضعیف الحدیث" کہا ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یکتب حدیثه، ولا یحتج به"[3]. اس کی حدیث کو لکھا جائے گا، اور اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

حافظ ابوالحسن علی بن حسین بن جنید نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان کو "متروك" کہا ہے[4]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان کو "لیس بثقة" کہا ہے[5]۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عطاء کو "ضعیف جدا" کہا ہے[6]۔

حافظ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ عثمان بن عطاء کے بارے میں فرماتے ہیں: "لا أحتج

---

[1] أحوال الرجال:ص:٢٧٥،رقم:٢٨٧،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] الكنى والأسماء:٧٧٩/٢،رقم:٣١٧٥،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] الجرح التعديل:١٦٢/٦،رقم:٨٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[4] إكمال تهذيب الكمال:١٧١/٩،رقم:٣٦٤٠،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] تهذيب التهذيب:١٣٩/٧،رقم:٢٨٨،دائرة المعارف ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

[6] تهذيب التهذيب:١٣٩/٧،رقم:٢٨٨،دائرة المعارف ـ الهند،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ.

بحديثه"[1] میں اس کی حدیث سے احتجاج نہیں کرتا۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "أكثر روايته عن أبيه، وأبوه لا يجوز الاحتجاج بروايته لما فيها من المقلوبات التي وهم فيها، فلست أدري البلية في تلك الأخبار منه، أو من ناحية أبيه، وهذا شيء يشتبه إذا روى رجل ليس بمشهور بالعدالة عن شيخ ضعيف أشياء لا يرويها عن غيره، لا يتهيأ إلزاق القدح بهذا المجهول دونه، بل يجب التنكب عما رويا جميعا حتى يحتاط المرء فيه، لأن الدين لم يكلف الله عباده أخذة عن كل من ليس يعدل مرضي".

اور عثمان بن عطاء کی اکثر روایات اپنے والد کے طریق سے ہیں، اور اس کے والد کی روایات سے احتجاج جائز نہیں ہے، کیونکہ ان میں مقلوب روایات ہیں جن میں اس کو وہم ہوا ہے، اور میں نہیں جانتا کہ ان روایات میں مصیبت عثمان کی جانب سے ہے، یا اس کے والد کی جانب سے ہے، اور یہ چیز مشتبہ ہے کہ جب غیر مشہور بالعدالہ شخص شیخ ضعیف سے ایسی اشیاء روایت کرے جن کو اس کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا، تو شیخ کے بغیر اس مجہول کے ساتھ جرح کو چسپاں کرنا درست نہیں ہے، بلکہ جو کچھ ان دونوں نے روایت کیا ہے اس سے اجتناب کرنا واجب ہے، تاکہ آدمی اس معاملہ میں محتاط رہے، اس لئے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندے کو ہر اس شخص سے لینے کا مکلف نہیں بنایا جو عادل پسندیدہ نہ ہو۔

---

[1] تاريخ دمشق:٤٥١/٣٨، رقم:٤٦١٨، ت:عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
[2] المجروحين:١٠٠/٢، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں عثمان بن عطاء کے ترجمہ میں چند روایات نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولعثمان بن عطاء غير ما ذكرت من الحديث، وهو ممن يكتب حديثه". اور عثمان بن عطاء کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور وہ ایسے راویوں میں شمار ہوتے ہیں جن کی روایت کو لکھا جاتا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ عثمان کے بارے میں فرماتے ہیں: "حديثه ليس بالقائم"[2].

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[3] میں ایک حدیث کے تحت عثمان بن عطاء کو "ضعيف الحديث جدا" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[4] میں عثمان کے بارے میں فرماتے ہیں: "روى عنه أحاديث موضوعة، وأبوه وإن كان سكتوا عنه فليس بذلك". یہ اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے، اور اس کا والد "لیس بذاک" ہے، اگرچہ اس کے والد کے بارے میں ائمہ نے سکوت اختیار کیا ہے۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٢٩٣/٦،رقم:١٣٢٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] إكمال تهذيب الكمال:١٧١/٩،رقم:٣٦٤٠،ت:عادل محمد وأسامة بن إبراهيم،الفاروق الحديثة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] سنن الدار قطني:٢٠٨/٤،رقم:٣٣٣٩،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] المدخل إلى الصحيح:ص:١٦٥،رقم:١١٧،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[1] میں فرماتے ہیں: "عن أبيه أحاديث منكرة". اپنے والد کے انتساب سے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الإرشاد"[2] میں ایک روایت کے تحت عثمان بن عطاء کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[3] میں عثمان کو "ليس بالقوي" کہا ہے۔

حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم"[4] میں عثمان بن عطاء کی ایک حدیث نقل کرکے فرماتے ہیں: "والحديث غاية في الضعف، بضعف عثمان المذكور". یہ حدیث شدید ضعیف ہے عثمان مذکور کے ضعف کی وجہ سے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "الكاشف"[5] اور "ديوان الضعفاء"[6] میں فرماتے ہیں: "ضعفوه". محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔

---

[1] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٧٤/١، رقم: ١٥٦، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] الإرشاد: ٣١٨/١، رقم: ٥٣، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

[3] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٧٢٦، رقم: ٣٨٩٤، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] بيان الوهم والإيهام: ٦١/٢، رقم: ٣٢، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[5] الكاشف: ١١/٢، رقم: ٣٧٢٥، ت: محمد عوامه، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[6] ديوان الضعفاء: ص: ٢٧١، رقم: ٢٧٧٦، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص الموضوعات"[1] میں ایک روایت کے تحت "واہ" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تقریب التہذیب"[2] میں عثمان کو "ضعیف" کہا ہے۔

روایت بطریق عثمان بن عطاء خراسانی کا حکم

سند میں موجود راوی عثمان بن عطاء خراسانی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"لیس بثقہ" (حافظ ابن برقی رحمۃ اللہ علیہ وامام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ علی بن حسین بن جنید نخعی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً" (حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ)، "عثمان بن عطاء کی اکثر روایات اپنے والد کے طریق سے ہیں، اور اس کے والد کی روایات سے احتجاج جائز نہیں ہے، کیونکہ ان میں مقلوب روایات ہیں، جن میں اس کو وہم ہوا ہے، اور میں نہیں جانتا کہ ان روایات میں مصیبت عثمان کی جانب سے ہے یا اس کے والد کی جانب سے ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف الحدیث جداً" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ اپنے والد کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے" (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "واہ" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اس کے علاوہ سند میں موجود درج ذیل تین راویوں کا ترجمہ نہیں مل سکا ہے:

---

[1] تلخیص الموضوعات: ص: ۳۴۵، رقم: ۹۳۵، ت: أبو تمیم یاسر بن إبراهیم بن محمد، مکتبة الرشد ـ الریاض، الطبعة الأولی ۱۴۱۹هـ.

[2] تقریب التهذیب: ص: ۳۸۵، رقم: ۴۵۰۲، ت: محمد عوامة، دار الرشید ـ سوریا، الطبعة الثالثة ۱۴۱۱هـ.

ابوالعباس جعفر بن محمد وراق، محمد بن علی بن حسن اور محمد بن فضل۔

یہ بھی پہلے گزر چکا ہے کہ قطع نظر کسی خاص سند کے متنِ حدیث کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ "من گھڑت" اور "جھوٹ" کہہ چکے ہیں، اس لئے زیر بحث روایت اس طریق سے بھی ضعف شدید سے خالی نہیں ہوسکتی، لہذا اسے اس طریق سے بھی بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ پانچ سندوں سے منقول زیر بحث روایت "شدید ضعیف" ہے، حتیٰ کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت"، "جھوٹ" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
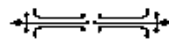
روایت نمبر⑤

روایت: ”نبی ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے محمد! کھڑے ہوجائیں، بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوجائیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہوگا وہ کھڑا ہوجائے گا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ اسے پکارا گیا ہے، چنانچہ محمد ﷺ کے اکرام کی وجہ سے انہیں نہیں روکا جائے گا“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

علامہ ابو المحاسن عبد الرزاق بن محمد بن ابو نصر طَبَسی رحمۃ اللہ علیہ ”الأربعین المستخرجة“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وقد أخبرنا الشيخ الإمام مفتي العصر أبو عبد الله محمد بن الفضل بن أحمد بن محمد الصاعدي الفَرَاوِي فيما قرأت عليه، قلت له: أخبرك الشيخ أبو سعيد محمد بن علي الخشاب الصوفي رحمه الله في كتابه فأقر به، أنا الأستاذ أبو عمرو أحمد بن أبي الفُرات الزاهد، قراءة عليه، قال: سمعت أبا الحسن محمد بن محمد بن يحيى بن محمد الخطيب بالمدينة في حانوته في مقرأته، مقابل مسجد النبي صلى الله عليه وسلم وحذاء قبره، يقول: سمعت جدي محمد بن سهيل بن إسحاق الفرائضي، أنا أبي، يقول: ويرفع

---

[1] الأربعين المستخرجة من الصحاح من روايات المحمدين: ۲/۱، رقم: ۱، مخطوط من الشاملة.

الحديث إلى النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا كان يوم القيامة نادى مناد: يا محمد! قم، فادخل الجنة بغير حساب، فيقوم كل من اسمه محمد، فيتوهم أن النداء له، فلكرامة محمد صلى الله عليه لا يمنعون".

نبی ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے محمد! کھڑے ہو جائیں، بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہو گا وہ کھڑا ہو جائے گا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ اسے پکارا گیا ہے، چنانچہ محمد ﷺ کے اکرام کی وجہ سے انہیں نہیں روکا جائے گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "هذا معضل، سقط منه عدة رجال، والله أعلم". یہ حدیث معضل ہے، اس میں کئی راوی ساقط ہیں، واللہ اعلم۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] اللآلئ المصنوعة: ٩٧/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ٢٢٦/١، رقم: ١٥٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

"(قلت) قال بعض أشياخي: هذا حديث موضوع بلا شك، والله أعلم".
میں کہتا ہوں: میرے بعض مشایخ نے فرمایا ہے: یہ حدیث بلا شبہ من گھڑت ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میرے بعض مشایخ نے فرمایا ہے: یہ حدیث بلا شبہ من گھڑت ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
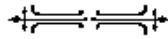
روایت نمبر (۶)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام برکت کے لئے محمد رکھا تو وہ شخص اور بچہ جنت میں ہوں گے“۔

حکم: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متن کو ”من گھڑت“ کہا ہے، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو فی نفسہ باطل ہوتی ہیں، اور اُن کا بطلان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

زیر بحث روایت تین طرق سے منقول ہے: (۱) روایت بطریق حامد بن حماد (۲) روایت بطریق محمد بن عبد اللہ شیبانی (۳) روایت بطریق ابراہیم بن حیان مدنی

روایت بطریق حامد بن حماد

زیر بحث روایت حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”فضائل التسمیة“[1] میں تخریج کی ہے:

---

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد:ص:٣٩،رقم:٣٠،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

"ابن بكير: حدثنا حامد بن حماد بن المبارك العسكري، ثنا إسحاق بن يسار [كذا في الأصل، والصحيح: سيار] أبو يعقوب النصيبي، حدثنا حجاج بن المنهال، حدثنا حماد بن سلمة، عن برد بن سنان، عن مكحول، عن أبي أمامة مرفوعا من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو ومولوده في الجنة".

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام برکت کے لئے محمد رکھا تو وہ شخص اور وہ بچہ جنت میں ہوں گے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحاديث الشيوخ الثقات" [1] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات" [2] میں اور حافظ محمد بن سعید ابن دبیثی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذيل تاريخ بغداد" [3] میں حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

---

[1] أحاديث الشيوخ الثقات: ۱۰۳۸/۳، رقم: ٤٥٣، ت: الشريف حاتم بن عارف العوني، دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة.

[2] كتاب الموضوعات: ۱۵۷/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] ذيل تاريخ مدينة السلام: ۲٦/۲، رقم: ٤٤٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ تونس، الطبعة الثانية ١٤٣٧ هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "في إسناد هذا الحديث من قد تكلم فيه". اس حدیث کی سند میں بعض متکلم فیہ راوی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا سابقہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں:

"قلت: المتهم بوضعه حامد بن حماد العسكري، فقال: ثنا إسحاق بن سيار، ثنا حجاج بن منهال، ثنا حماد بن سلمة، عن برد بن سنان، عن مكحول، عن أبي أمامة".

میں کہتا ہوں: حامد بن حماد عسکری اس روایت کو گھڑنے میں متہم ہے، حامد بن حماد نے کہا کہ مجھے اسحاق بن سیار نے حدثنا حجاج بن منہال، حدثنا حماد بن سلمہ، عن برد بن سنان، عن مکحول، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے یہ روایت بیان کی ہے۔

---

[1] كتاب الموضوعات: ١٥٧/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[2] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٣٥، رقم: ٥٣، ت: أبو تميم ياسر بن ابراهيم، مكتبة الرشد ـ رياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں حامد بن حماد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن إسحاق بن سيار النصيبي بخبر موضوع، هو آفته". اس نے اسحاق بن سیار کے انتساب سے ایک من گھڑت روایت بیان کی ہے، اس میں یہی آفت ہے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[2] میں اور علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث"[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[4] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا مثل [كذا في الأصل، والصحيح: أمثل] حديث ورد في الباب، وإسناده حسن، ومكحول من علماء التابعين وفقهائهم، وثقه غير واحد، واحتج به مسلم في صحيحه، وبُرْد روى له البخاري في الأدب والأربعة، ووثقه ابن معين والنسائي، وضعفه ابن المديني، وقال أبو حاتم: ليس بالمتين، قال مرة: كان صدوقا قدريا، وقال أبو زرعة: لا بأس به، والله أعلم".

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤٤٧/١، رقم: ١٦٧٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] لسان الميزان: ٥٣٧/٢، رقم: ٢٠٨٨، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] الكشف الحثيث: ص: ٨٨، رقم: ٢٠٦، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[4] اللآلئ المصنوعة: ٩٧/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

یہ اس باب میں امثل حدیث ہے، اور اس کی سند حسن ہے، اور (سند کا راوی) مکحول علماء تابعین اور فقہاء میں سے ہے، ایک سے زائد نے ان کی توثیق کی ہے، اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں ان سے احتجاج کیا ہے، اور (سند کے راوی) بُرد سے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ادب" میں اور (ائمہ) اربعہ نے روایت کی ہے، اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق کی ہے، اور ابن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تضعیف کی ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو "لیس بالمتین" کہا ہے، اور ایک مرتبہ فرمایا: یہ صدوق، قدری ہے، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لا بأس بہ کہا ہے، واللہ اعلم۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الحاوي"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "وسنده عندي على شرط الحسن". اور میرے نزدیک اس کی سند حسن کی شرط پر ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"(قلت): لا، فإن الذهبي قال في تلخيصه: المتهم بوضعه حامد بن حماد بن المبارك العسكري شيخ ابن بكير، وكذلك قال في الميزان في ترجمة حمادا، وقد ذكر هذا الحديث، وهو آفته، وأقره الحافظ ابن حجر في اللسان، لكني وجدت له طريقا أخرى أخرجه منها ابن بكير أيضا، والله أعلم".

---

[1] الحاوي للفتاوي: ٤٩/٢، ت: عبد اللطيف حسن عبد الرحمن، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢١هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ١٩٨/١، رقم: ٥٢، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تلخیص'' میں کہا ہے: اس حدیث کو گھڑنے میں حامد بن حماد بن مبارک عسکری متہم ہے، یہ ابن بکیر کا شیخ ہے، اور اسی طرح ''میزان'' میں حماد کے ترجمہ میں ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اور اس حدیث کو ذکر کیا ہے، اور (کہا ہے کہ) یہی اس میں آفت ہے، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''لسان المیزان'' میں اس کو برقرار رکھا ہے، لیکن میں نے اس کا ایک دوسرا طریق پایا ہے، اس کی تخریج بھی ابن بکیر نے کی ہے، واللہ اعلم۔

نیز علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ ''تنزیه الشریعة''[1] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''قال شیخنا الحلبي: لكن قال بعض الحفاظ وأصحها أي: أقربها إلى الصحة حديث: من ولد له مولود وسماه محمدا حبا لي وتبركا باسمي، كان هو ومولوده في الجنة، انتهى، رواه الرافعي عن أبي أمامة، كما في الجامع الكبير''.

ہمارے شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن بعض حفاظ نے کہا ہے کہ اس باب میں اصح یعنی جو حدیث صحت کے زیادہ قریب ہے وہ یہ حدیث ہے: ''جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام مجھ سے محبت کرتے ہوئے اور برکت کے لئے میرے نام کے ساتھ رکھا تو وہ شخص اور وہ بچہ جنت میں ہوں گے''، انتہی، اسے رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، جیسا کہ ''جامع کبیر'' میں ہے۔

---

[1] تنزيه الشريعة: ١/١٧٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية –بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ "سبل الھدی"[1] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وليس كذلك فإن في سنده أبا الحسن حامد بن حماد بن المبارك بن عبد الله العسكري، شيخ ابن بكير، قال الذهبي في الميزان والحافظ في اللسان: خبره هذا موضوع، وهو آفته، انتهى، وشيخه هذا إسحاق بن سيار مجهول".

ایسا نہیں ہے، کیونکہ اس کی سند میں ابوالحسن حامد بن حماد بن مبارک بن عبد اللہ عسکری ہے جو کہ ابن بکیر کا شیخ ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان" میں، اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان" میں فرمایا ہے: حامد کی یہ خبر من گھڑت ہے، اور وہی اس میں آفت ہے، انتہی، اور اس کا شیخ اسحاق بن سیار مجہول ہے۔

اہم نوٹ:

یہ بات قابل نظر ہے کہ سند کا راوی اسحاق بن سیار ابو یعقوب نصیبی مجہول ہے، بلکہ یہ ثقہ راوی ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[2] میں فرماتے ہیں:

"إسحاق بن سيار بن محمد: الإمام، الحافظ، الثبت، أبو يعقوب النصيبي".

---

[1] سبل الهدى والرشاد: ١/٤١٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود، علي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة ١٤١٤هـ

[2] سير أعلام النبلاء: ١٣/١٩٤، رقم: ١١١، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "شرح الزرقاني"[1] میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"كذا قال، وفيه نظر، فإنه لم ينفرد به، فقد أخرجه الحافظ ابن بكير أيضا عن شيخه محمد بن عبد الله الخضرمي، حدثنا حبيب بن نصر المهلبي، حدثنا عبد الصمد بن محمد العباداني، حدثنا منصور بن عكرمة، عن بُرْد بن سنان، عن مكحول، عن أبي أمامة الباهلي، رفعه به".

(محمد بن یوسف) شامی نے اسی طرح کہا ہے، اور اس میں نظر ہے، کیونکہ حامد بن حماد اس میں منفرد نہیں ہے، بلکہ حافظ ابن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ محمد بن عبد اللہ خضرمی سے بھی اس روایت کو حبیب بن نصر مہلبی، حدثنا عبد الصمد بن محمد العبادانی، حدثنا منصور بن عکرمۃ، عن برد بن سنان، عن مکحول، عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوعاً تخریج کیا ہے۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن عبد اللہ خضرمی جو ابن بکیر کے شیخ اور حبیب بن نصر کے تلمیذ ہیں، ان کے بارے میں ائمہ رجال میں سے کسی کا کوئی کلام نہیں ملتا تاہم یہ احتمال بھی ہے کہ یہ محمد بن عبد اللہ شیبانی ہو، کیونکہ عنقریب "تاریخ قزوین" کی سند میں آرہا ہے کہ حبیب بن نصر سے محمد بن عبد اللہ شیبانی

[1] شرح الزرقاني على المواهب: ۳۰۷/۷، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۷هـ.

نے یہ روایت نقل کی ہے، اور محمد بن عبد اللہ شیبانی کے حالات تفصیل سے آگے آرہے ہیں۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رجاله كلهم ثقات معروفون، ورمي بعضهم بالقدر، وهو غير قادح".

اس کے تمام رجال معروف ثقہ ہیں، اور بعض پر قدری ہونے کا اتہام ہے، اور یہ قدح کا موجب نہیں ہے۔

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "المنار المنیف"[2] میں زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو فی نفسہ باطل ہوتی ہیں، اور اُن کا بطلان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نہیں ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[3] میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] تذكرة الموضوعات: ص: ٨٩، دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[2] المنار المنيف في الصحيح والضعيف: ص: ٦١، رقم: ٩٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية - حلب، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

[3] الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: ص: ٤٣٥، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[1] میں زیر بحث روایت کو "من گھڑت" کہا ہے۔

سند میں موجود راوی ابوالحسن حامد بن حماد بن مبارک بن عبداللہ بندار عسکری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[2] میں حامد بن حماد کے بارے میں فرماتے ہیں: "عن إسحاق بن سيار النصيبي بخبر موضوع، هو آفته". اس نے اسحاق بن سیار سے ایک من گھڑت روایت بیان کی ہے، اس میں یہی آفت ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[3] میں، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکشف الحثیث"[4] میں، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[5] میں اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبل الهدی"[6] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] اللؤلؤ المرصوع:ص:٢٠٢،رقم:٦٣٢،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٤٤٧/١،رقم:١٦٧٢،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت .

[3] لسان الميزان: ٥٣٧/٢،رقم:٢٠٨٨،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[4] الكشف الحثيث:ص:٨٨،رقم:٢٠٦،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٤٧/١،رقم:٨،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[6] سبل الهدي والرشاد: ٤١٤/١،ت:عادل أحمد عبد الموجود،علي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[1] میں حامد بن حماد کے بارے میں فرماتے ہیں: "عن اسحاق بن سيار النصيبي بموضوع، فهو المتهم به". اس نے اسحاق بن سیار نصیبی کے انتساب سے ایک من گھڑت روایت بیان کی ہے، اس میں یہی متہم ہے۔

روایت بطریق حامد بن حماد کا حکم

زیر بحث روایت بطریق حامد بن حماد کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "من گھڑت" کہا ہے، نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو فی نفسہ باطل ہوتی ہیں، اور اُن کا بطلان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نہیں ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ زیر بحث روایت کو اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق محمد بن عبد اللہ شیبانی

حافظ عبد الکریم بن محمد رافعی رحمۃ اللہ علیہ "التدوین"[2] میں شارع بن عبد اللہ عمادی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

"ثنا أبو الحسن علي بن أحمد بن الشيخ أبي الحسن الخرقاني بها، ثنا

[1] المغني في الضعفاء: ۲۲۹/۱، رقم: ۱۲۷۲، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[2] التدوين في أخبار قزوين: ۳٤۳/۲، ت: عزيز الله العطاري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

أبو محمد بن عبد الملك بن جعفر، ثنا محمد بن عبد الله الشيباني، ثنا أبو أحمد حبيب بن نصر، ثنا عبد الصمد بن محمد بن مقاتل، ثنا منصور بن عكرمة بن [كذا في الأصل: وفي ما ذكره الزرقاني: عن] أبي العلاء [أي: برد] بن سنان، عن مكحول، عن أسامة [كذا في الأصل، والصحيح: أبي أمامة] رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أنه قال: من ولد له مولود ذكر فسماه محمدا حبا لي وتبركا باسمي هو ومولود في الجنة"۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام برکت کے لئے میری محبت میں میرے نام سے رکھا تو وہ شخص اور وہ بچہ جنت میں ہونگے۔

ابو احمد حبیب بن نصر بن زیاد مہلبی

مذکورہ سند کے راوی حبیب بن نصر کا ترجمہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ الإسلام"[2] میں قائم کیا ہے، لیکن جرح وتعدیل نقل نہیں کی ہے۔

سند میں موجود راوی ابوالمفضل محمد بن عبداللہ بن محمد شیبانی (المتوفی ۳۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[3] فرماتے ہیں: "وكان يروي

---

[1] تاريخ بغداد: ٩/١٦٤، رقم: ٤٣٠٧، ت: دكتور بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٢٣/٢٠٧، رقم: ٣٢٣، ت: عمر عبد السلام تدمري، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة ١٤١١هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٣/٤٩٩، رقم: ١٠٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

غرائب الحديث، وسؤالات الشيوخ، فكتب الناس عنه بانتخاب الدارقطني، ثم بان كذبه، فمزقوا حديثه، وأبطلوا روايته، وكان بعد يضع الأحاديث للرافضة، ويملي في مسجد الشرقية“.

اور یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاریخ دمشق“[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”میزان الاعتدال“[2] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ”لسان المیزان“[3] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”وقال الأزهري: كان يحفظ، وأساء الثناء عليه، وقال: كان دجالا كذابا، ما رأيت له أصلا قط، واتهمه الدارقطني بالتركيب، وقال العتيقي: كان كثير التخليط“.

اور ازہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حافظ تھا، اور اس کی برائی بیان کی، اور پھر فرمایا:

---

[1] تاريخ دمشق: ١٦/٥٤، رقم: ٦٥٦٥، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٦٠٨/٣، رقم: ٧٨٠٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

[3] لسان الميزان: ٢٥٤/٧، رقم: ٧٠١٨، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب کی وجہ سے اس کو متہم قرار دیا، اور عتیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ "کثیر التخلیط" ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام"[1] میں مزید یہ بھی فرماتے ہیں: "وكان حافظا عارفا بالفن، أخباريا مصنفا، لكن لحقه الإدبار". اور یہ حافظ اور فن کو جاننے والا تھا، اخباری اور مصنف تھا، لیکن اس کو پلٹنا لاحق ہو گیا۔

حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "كان يضع الحديث، وقد كتبت عنه، وكان له سمت ووقار"[2]. وہ حدیث گھڑتا تھا، اور میں نے اس سے احادیث کو لکھا ہے، اور یہ سنجیدہ اور وقار والا تھا۔

حافظ ابوذر ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كتبت عنه في المعجم للمعرفة، ولم أخرج عنه في تصانيفي شيئا، وتركت الرواية عنه، لأني سمعت الدارقطني يقول: كنت أتوهمه من رهبان هذه الأمة، وسألته الدعاء لي، فنعوذ بالله من الحور بعد الكور، وقال أبو ذر: يعني سبب ذلك، أنه قعد للرافضة، وأملى عليهم أحاديث ذكر فيها مثالب الصحابة، وكانوا يتهمونه بالقلب والوضع...."[3].

"میں نے "معجم" میں معرفت کے لئے اس کی روایات کو لکھا ہے، اور میں نے اپنی تصانیف میں اس کی کوئی حدیث بھی تخریج نہیں کی، اور میں نے اس سے

[1] تاريخ الإسلام: ٦٢٤/٨، رقم: ٢٧٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٥٠٠/٣، رقم: ١٠٣٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] لسان الميزان: ٢٥٥/٧، رقم: ٧٠١٨، ت: عبد الفتاح أبو غده، دار البشار الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

روایت لینا ترک کر دیا تھا، اس لئے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمارہے تھے: میں گمان کرتا تھا کہ یہ اس امت کے راہبوں میں سے ہے، اور میں نے اسے اپنے لئے دعا کا بھی کہا تھا، ہم صلاح کے بعد فساد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور ابو ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی اس کی وجہ یہ بنی کہ یہ رافضیوں کے واسطہ بیٹھ کر انھیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب پر مشتمل احادیث لکھواتا تھا، اور محدثین اس کو قلب اور وضع کی وجہ سے متہم قرار دیتے ہیں۔۔۔"۔

روایت بطریق محمد بن عبداللہ شیبانی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو المفضل محمد بن عبداللہ بن محمد شیبانی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"یہ غریب احادیث اور شیوخ کے سوالات روایت کرتا ہے، لوگوں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے انتخاب کی بناء پر اس سے احادیث کو لکھا، پھر ان کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوا تو لوگوں نے اس کی احادیث کو پھاڑ دیا، اور اس کی روایات کو باطل قرار دیا، اور اس کے بعد یہ رافضیوں کے لئے احادیث گھڑ کر شرقیہ مسجد میں لکھواتا تھا" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "ازہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حافظ تھا، اور اس کی برائی بیان کی، اور پھر فرمایا: یہ دجال اور جھوٹا تھا، میں نے کبھی بھی اس کی اصل نہیں دیکھی، اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ترکیب کی وجہ سے اس کو متہم قرار دیا" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا تھا" (حافظ حمزہ بن محمد بن طاہر دقاق رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے "معجم" میں معرفت کے لئے اس کی روایات کو لکھا

ہے، اور میں نے اپنی تصانیف میں اس کی کوئی حدیث بھی تخریج نہیں کی، اور میں نے اس سے روایت لینا ترک کر دیا تھا، اس لئے کہ میں نے دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرما رہے تھے: میں گمان کرتا ہوں کہ یہ اس امت کے راہبوں میں سے ہے، اور میں نے اسے اپنے لئے دعا کا بھی کہا تھا، ہم صلاح کے بعد فساد سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اور ابوذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، یعنی اس کی وجہ یہ بنی کہ یہ رافضیوں کے واسطہ بیٹھ کر انھیں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب پر مشتمل احادیث لکھواتا تھا، اور محدثین اس کو قلب اور وضع کی وجہ سے متہم قرار دیتے ہیں۔۔۔" (حافظ ابوذر ہروی رحمۃ اللہ علیہ)، الحاصل یہ روایت اس سند سے کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اس روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابراہیم بن حیان مدنی

زیر بحث روایت حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "فضائل التسمیة"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا أبو بكر محمد بن أحمد بن خلف الوراق، ثنا إبراهيم بن محمد بن محمد بن عبد الله المُطَوِّعِي، ثنا أبي، ثنا عيسى بن محمد البَرْمَكِي، ثنا علي بن إسماعيل الخَلْقَاني، ثنا إبراهيم بن حيان [الأوسي]، ثنا حماد بن سلمة، عن أيوب، عن إبراهيم، عن علقمة، عن ابن مسعود،

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد:ص:٢١،رقم:٧،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سمى ولده باسمي حبا لي، كان هو وولده معي في الجنة".

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے بچے کا نام میری محبت میں میرے نام سے رکھا تو وہ شخص اور بچہ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے۔

سند میں موجود راوی ابراہیم بن حیان بن حکیم بن علقمہ اوسی مدنی انصاری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[1] میں ابراہیم بن حیان کو "ضعیف الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[2] میں ابراہیم بن حیان کے ترجمہ میں دو روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذان الحديثان مع أحاديث غيرها بالأسانيد التي ذكرها إبراهيم بن حيان عامتها موضوعة مناكير، وهكذا سائر أحاديثه". یہ دو حدیثیں دوسری احادیث کے ساتھ اُن اسانید کے ساتھ جنہیں ابراہیم بن حیان نے ذکر کیا ہے، ان میں اکثر من گھڑت مناکیر ہیں، اور اسی طرح اس کی دیگر احادیث ہیں۔

حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ نے "الإكمال"[3] میں، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١٠/١، رقم: ٨٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ٤١١/١، رقم: ٨٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

[3] الإكمال في رفع الإرتياب: ٣١٣/٢، الفاروق الحديثية - القاهرة.

"الضعفاء"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخیرۃ الحفاظ"[3] میں ایک روایت کو "موضوع منکر" کہنے کے بعد فرماتے ہیں: "والحمل فیه علی إبراهيم". اس میں حمل ابراہیم پر ہے۔

حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ "المقاصد الحسنة"[4] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "المتهم بالوضع". حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[5] میں ابراہیم بن حیان کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "قال ابن عدي: أحاديثه موضوعة". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی احادیث من گھڑت ہیں۔

روایت بطریق ابراہیم بن حیان مدنی کا حکم

سند میں موجود راوی ابراہیم بن حیان اوسی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ٣١/١، رقم: ٥٢، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٢٨/١، رقم: ٧٧، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ذخيرة الحفاظ: ٢٢٣٤/٤، رقم: ٥١٩٣، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] المقاصد الحسنة: ص: ٦٧٨، ت: محمد عثمان الخشت، دار الكتاب العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[5] تنزيه الشريعة: ٢١/١، رقم: ٢٠، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

”یہ دو حدیثیں دوسری احادیث کے ساتھ اُن اسانید کے ساتھ جنہیں ابراہیم بن حیان نے ذکر کیا ہے، ان میں اکثر من گھڑت مناکیر ہیں، اور اسی طرح اس کی تمام احادیث ہیں“ (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، نیز حافظ ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، ”حدیث گھڑنے میں متہم ہے“ (حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ)، چنانچہ زیر بحث روایت اس طریق سے بھی ”ضعف شدید“ سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

تفصیل گزر چکی ہے کہ یہ روایت تین طرق سے منقول ہے، جس کے متن کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے ”من گھڑت“ کہا ہے، نیز حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو فی نفسہ باطل ہوتی ہیں، اور اُن کا بطلان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام نہیں ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر⑦

روایت: ""رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دو شخص اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا، وہ دونوں کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کس وجہ سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہوئے ہیں، جبکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ ہمیں جنت کی اجازت دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے بندو داخل ہو جاؤ، میں نے قسم کھائی ہے کہ احمد و محمد نام کا کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا""۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ""فضائل التسمية""[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

""حدثنا أحمد بن نصر بن عبد الله بن الفتح، ثنا جدي صدقة بن موسى الغَنَوي، ثنا أبي، ثنا حميد الطويل، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يوقف عبدان بين يدي الله، فيأمر بهما إلى الجنة، فيقولان: ربنا بم استأهلنا دخول الجنة، ولم نعمل عملا تجازينا به

[1] فضائل التسمية بأحمد ومحمد:١٦/١،رقم:١،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

الجنة؟ [فيقول الله: أدخلا عبدي]، فإني آليت على نفسي [أن يدخل النار] [كذا في الأصل، والصحيح: أن لا يدخل النار] من اسمه أحمد ومحمد".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن دو شخص اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، ان دونوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا، وہ دونوں کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کس وجہ سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہوئے ہیں، جبکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ ہمیں جنت کی اجازت دیں؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میرے بندو داخل ہو جاؤ، میں نے قسم کھائی ہے کہ احمد و محمد نام کا کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت قاضی ابو بکر محمد بن عبد الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحاديث الشيوخ الثقات"[1] میں، حافظ ابو احمد ابن فاخر رحمۃ اللہ علیہ نے "موجبات الجنة"[2] میں اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الموضوعات"[3] میں حافظ ابو عبد اللہ ابن بکیر صیرفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

نیز یہی روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة"[4] میں ذکر کی ہے۔

---

[1] أحاديث الشيوخ الثقات:١٠٤١/٣،رقم:٤٥٤،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة.

[2] موجبات الجنة: ٢٠٨/١،رقم:٣٠٨،مخطوط من الشاملة.

[3] الموضوعات: ١٥٧/١،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس:٤٤٧/٨،رقم:٣٤٤٦،ت:حسن علي ورسمه،جمعية دار البر ـ دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا أصل له، قال ابن حبان: صدقة بن موسى لا يحتج به، لم يكن الحديث من صناعته، كان إذا روى قلب الأخبار". اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدقہ بن موسی سے احتجاج نہ کیا جائے، صناعت حدیث اس کا کام نہیں ہے، جب یہ روایت کرتا ہے تو اخبار میں قلب کرتا ہے۔

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اللآلئ المصنوعة"[2] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا

واضح رہے کہ "الغرائب الملتقطہ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا راوی "حمید الطویل" کے بجائے "عبد العزیز" مذکور ہے، عبارت ملاحظہ ہو: "قال: حدثنا حمد بن نصر الحافظ إملاء، أخبرنا أبو سعيد ابن أبي منصور القاضي، حدثنا الحسن بن الحسين، حدثنا أحمد بن عبد الله النهرواني، حدثنا صدقة بن موسى، حدثنا أبي، حدثنا عبد العزيز، عن أنس بن مالك رفعه: يوقف عبدان بين يدي الله عز وجل يوم القيامة، فيأمر بهما إلى الجنة، فيقولان: يا ربنا! بما استأهلنا منك الجنة، ولم نعمل عملا يجازينا الجنة؟ فيقول الله عز وجل لهما: عبداي ادخلا الجنة، فإني آليت على نفسي أن لا يدخل النار من اسمه أحمد ومحمد".
شیخ سعید بن بسیونی زغلول کے "الفردوس بمأثور الخطاب" کے حاشیہ میں بحوالہ "زہر الفردوس" یہی سند نقل کی گئی ہے، دیکھئے: (الفردوس بمأثور الخطاب: ٥٣٥/٥، رقم: ٩٠٠٦، ت: سعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[1] الموضوعات: ١٥٧/١، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.
[2] اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة: ٩٧/١، ت: أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٧هـ.

کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"(قلت) قال الذهبي: الآفة فيه من شيخ ابن بكير، وهو الذراع، كذاب، قال: وصدقة وأبوه لا يعرفان، وقال في اللسان: قال الخطيب: صدقة روى عنه أحمد بن عبد الله الذراع أحاديث منكرة، والحمل فيها على الذراع، وصدقة شيخ مجهول".

میں (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں ابن بکیر رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ "ذراع" کی طرف سے آفت ہے، اور یہ ذراع کذاب ہے، اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدقہ اور ان کے والد معروف نہیں ہیں، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ "لسان" میں فرماتے ہیں: خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدقہ سے احمد بن عبداللہ ذراع منکر احادیث نقل کرتا ہے، اور ان روایات میں حمل ذراع پر ہے، اور صدقہ شیخ مجہول ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الموضوعات"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"سنده مظلم، وهو موضوع على حميد الطويل، عن أنس". اس کی سند تاریک ہے، اور یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے حمید الطویل پر گھڑی گئی ہے۔

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ "اللؤلؤ المرصوع"[2] میں زیر بحث روایت سے متعلق

---

[1] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٣٤،رقم:٥٢،ت:ياسر بن إبراهيم،دار الرشد ـ الرياض،الطبعة ١٤١٩هـ.
[2] اللؤلؤ المرصوع:ص:٤٨،رقم:٧٥،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

فرماتے ہیں: ”لا أصل له“. اس کی کوئی اصل نہیں۔

سند موجود راوی ابو بکر احمد بن نصر بن عبداللہ بن فتح ذراع نہروانی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كذاب، دجال“.[1] یہ کذاب، دجال ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ”الموضوعات“[2] میں ایک حدیث کے تحت ذراع کے بارے میں فرماتے ہیں: ”كان كذابا، يضع الحديث“. وہ جھوٹا ہے، حدیث گھڑتا تھا۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ”تاريخ بغداد“[3] میں فرماتے ہیں: ”وفي حديثه نكرة تدل على أنه ليس بثقة“. اس کی حدیث میں نکارت ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔

نیز حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تاريخ بغداد“[4] میں ایک دوسرے مقام پر احمد بن عبداللہ کو ”غير ثقة“ کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”ميزان الاعتدال“[5] میں فرماتے ہیں: ”فأتى بمناكير تدل على أنه ليس بثقة“. یہ ایسی مناکیر لاتا ہے جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ ثقہ

---

[1] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي: ۹۱/۱، رقم: ۲٦٦، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[2] الموضوعات: ۳٤۲/۱، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٤۱۲/٦، رقم: ۲۹۰۲، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[4] تاريخ بغداد: ۲٦۱/۹، رقم: ٤۳٦٥، ت: بشار عواد، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ۱٦۱/۱، رقم: ٦٤٤، ت: علي البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱۳۸۲هـ.

نہیں ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني "[1] میں فرماتے ہیں: "وضاع مفتر ". یہ روایات گھڑنے والا اور افتراء باز ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ الإسلام "[2] میں فرماتے ہیں: "وهو متهم، يأتي بالطامات، فليحذر منه ". متہم ہے، طامات لاتا ہے، اس سے بچو۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر اسے " كذاب، وضاع، دُجَيْجِيْل " کہا ہے[3]۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "توضيح المشتبة "[4] میں فرماتے ہیں: "روى عن الحارث بن أبي أسامة وطبقته أباطيل ". یہ حارث بن ابی اسامہ اور ان کے طبقہ کے رواۃ کے انتساب سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "الإصابة "[5] میں فرماتے ہیں: "أحد الكذابين ". جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكشف الحثيث "[6] میں احمد بن نصر کو

---

[1] المغني في الضعفاء: ۹۷/۱، رقم: ٤٧٧، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٢٣٧/٨، رقم: ١٤٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] انظر توضيح المشتبة: ٧٢/٤، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[4] توضيح المشتبة: ٧٢/٤، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[5] الإصابة: ١٨٥/٢، رقم: ٢١٢٨، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[6] الكشف الحثيث: ص: ٦٠، رقم: ١١٠، ت: صبحي السامرائي، مكتبة النهضة العربية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

متہم بالوضع راویوں میں شمار کرکے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کئے ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعة"[1] میں احمد بن نصر ذراع کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "قال الدارقطني: دجال". دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دجال ہے۔

روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "من گھڑت" کہا ہے، اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی اصل نہیں ہے"، لہذا زیر بحث روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---
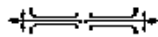
[1] تنزیه الشریعة: ۳۵/۱، رقم: ۲۳٤، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف، عبد الله محمد الصدیق، دار الکتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ۱٤۰۱هـ

روایت نمبر ⑧

روایت: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! اے محمد! میں کسی ایسے شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے اپنا نام آپ کے نام سے رکھا ہو“۔

حکم: باطل، من گھڑت

روایت کا مصدر

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ”معجم الشیوخ“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وبه: [أي: أخبرنا علي بن محمد، وأيوب بن نعمة، قالا: أنا عبد الله الخشوعي، أنا يحيى الثقفي، أنا أبو علي الحداد، حضورا، ح وأخبرنا إسحاق الصفار، أنا ابن خليل، أنا مسعود الجمال، أنا الحداد، أنا أبو نعيم الحافظ، أنا أحمد بن القاسم اللُكّي، نا أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط الأشجعي، سنة اثنتين وسبعين ومائتين بمصر، حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال:] قال الله: وعزتي وجلالي! لا أعذب أحدا سمي باسمك بالنار، يا محمد!“.

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! اے محمد! میں کسی ایسے شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے اپنا نام آپ کے نام سے رکھا ہو۔

[1] معجم الشيوخ: ٤٣/٢، ت: محمد الحبيب الهيلة، مكتبة الصديق ـ المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الغرائب الملتقطة"[1] میں نقل کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "معجم الشيوخ"[2] میں زیر بحث روایت اور دیگر روایات تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"فهذه أحاديث أباطيل، ونسخة نبيط نسخة موضوعة بلا ريب، فلا تغتروا بعلوها، فاللُّكّي تكلم فيه ابن ماكولا وغيره، وشيخه أحمد أحسبه هو واضع النسخة". یہ احادیث باطل ہیں، اور نبیط کا نسخہ بلاشبہ من گھڑت ہے، چنانچہ اس کے عالی ہونے کی وجہ سے اس سے دھوکہ میں نہ پڑیں، (سند میں موجود راوی) "لِکّی" کے بارے میں ابن ماکولا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کلام کیا ہے، اور میرے خیال میں اس کا شیخ احمد اس نسخہ کا گھڑنے والا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں سند کے راوی احمد بن اسحاق اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَرِیط کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن أبيه، عن جده بنسخة فيها بلايا...". "احمد عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک نسخہ

---

[1] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس: ٤٧٧/١، رقم: ١٨٩، ت: العربي الدائز الفرياطي، جمعية دار البر ـ دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[2] معجم الشيوخ: ٤٣/٢، ت: محمد الحبيب الهيلة، مكتبة الصديق ـ المملكة العربية السعودية، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٨٢/١، رقم: ٢٩٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

نقل کرتا ہے، جس میں بلایا ہیں۔۔۔"۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت اور دیگر روایات ذکر کی ہیں، پھر فرماتے ہیں:

"سمعناها من طريق أبي نعيم عن اللكي عنه: لا يحل الاحتجاج به، فإنه كذاب". ہم نے ان روایات کی سماعت ابو نعیم، عن اللکی، عن احمد بن اسحاق کے طریق سے کی ہے، اس کی روایت سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے، اس لئے کہ احمد بن اسحاق کذاب ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان الميزان"[1] میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

سند میں موجود راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَرِیط اشجعی (المتوفی ۲۸۷ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[2] میں فرماتے ہیں: "صاحب النسخة المشهورة الموضوعة". اس نے ایک مشہور نسخہ گھڑا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ميزان الاعتدال"[3] میں سند کے راوی احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نُبَیط بن شَرِیط کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "عن أبيه، عن جده بنسخة

---

[1] لسان الميزان: ٤٠٤/١، رقم: ٣٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ٦٦٨/٦، رقم: ٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٨٢/١، رقم: ٢٩٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

فیها بلایا..."۔ "احمد عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے ایک نسخہ نقل کرتا ہے، جس میں بلایا ہیں۔۔۔"۔

اس کے بعد حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت اور دیگر روایات ذکر کی ہیں، پھر فرماتے ہیں:

"سمعناها من طریق أبي نعیم عن اللُّكّي عنه: لا یحل الاحتجاج به، فإنه كذاب"۔ ہم نے ان روایات کی سماعت ابو نعیم، عن الُلکی، عن احمد بن اسحاق کے طریق سے کی ہے، اس کی روایت سے احتجاج کرنا حلال نہیں ہے، اس لئے کہ احمد بن اسحاق کذاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "لسان"[1] میں، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[2] میں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[3] میں اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیه الشریعة"[4] میں اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[5] میں فرماتے ہیں: "ساقط، ذو أوابد"۔ ساقط

---

[1] لسان المیزان: ٤٠٤/١، رقم: ٣٩١، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] مجمع الزوائد: ١٤٦/١، دار الكتاب العربي ـ بیروت، الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

[3] الزیادات على الموضوعات: ٧٨٣/٢، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الریاض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[4] تنزیه الشریعة: ٢٥/١، رقم: ٨٣، ت: عبد الوهاب عبد اللطیف، عبد الله محمد صدیق، دار الكتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الثانیة ١٤٠١هـ.

[5] المغني في الضعفاء: ٥٩/١، رقم: ٢٤٣، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمیة ـ بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

ہے، عجائبات والا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ "دیوان الضعفاء"[1] میں لکھتے ہیں: "متروك، له نسخة". یہ متروک ہے، اس کا ایک نسخہ ہے۔

حافظ ابن عبدالہادی دمشقی رحمہ اللہ "طبقات علماء الحديث"[2] میں فرماتے ہیں: "وهو صاحب النسخة الموضوعة، وكان يدعي أنه ولد سنة سبعين ومئة، لا يعتمد عليه". اس کا ایک گھڑا ہوا نسخہ ہے، اور یہ اس کا دعوی کرتا تھا کہ اس کی ولادت سن ایک سو ستر ہجری کی ہے، اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ "الفوائد المجموعة"[3] میں فرماتے ہیں: "ومنها: نسخة أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط بن شريط، عن أبيه، عن جده، كلها موضوعة". اور ان من گھڑت نسخوں میں احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن نبیط بن شریط کا ایک نسخہ ہے جسے وہ عن ابیہ، عن جدہ کے طریق سے نقل کرتا ہے، یہ تمام تر من گھڑت ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے زیر بحث روایت کو باطل احادیث میں شمار کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---
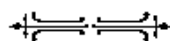
[1] ديوان الضعفاء: ص: ٢، رقم: ٩، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[2] طبقات علماء الحديث: ٣٤٨/٢، ت: أكرم البوشي، إبراهيم الزيبق، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

[3] الفوائد المجموعة: ٤٢٥، ت: عبد الرحمن بن يحيى المعلمي. دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

روایت نمبر (۹)

روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "نعم المذكر السبحة". تسبیح بہترین یاد دلانے والی چیز ہے"۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے زیر بحث روایت "الغرائب"[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"قال: أخبرنا عبدوس، أخبرنا ابن فنجويه، حدثنا علي بن أحمد بن نصرويه، حدثنا محمد بن هارون بن عيسى بن منصور، حدثني محمد بن علي بن حمزة العلوي، حدثني عبد الصمد بن موسى، حدثتني زينب بنت سليمان، قال: حدثتني أم الحسن بنت جعفر بن الحسين، عن أبيها، عن جدها، عن علي، رفعه: نعم المذكر السبحة، وإن أفضل ما يسجد عليه الأرض وما أنبتته الأرض".

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ تسبیح بہترین یاد دلانے والی چیز ہے، اور سب سے افضل چیز جس پر سجدہ کیا جائے وہ زمین ہے، اور وہ چیز ہے جس کو زمین نے اگایا ہو۔

---

[1] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس:٤٤٢/٦،رقم:٢٥٤٢،ت:فيصل محمد علي العقيلي،جمعية دار البر-دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ محمد بن امیر ازہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "نزهة الفكر في سبحة الذكر"[1] میں "مسند الفردوس"

---

[1] انظر مجموعة رسائل اللكنوي: ۱۳۱/۱، ت: نعيم أشرف نور أحمد، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي، الطبعة الثالثة ۱٤۲۹هـ.

حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "كذا أورده السيوطي مشيرا إلى إثبات المقصد بالقول النبوي، لكن تعقبه شيخ شيخي شيخي محمد بن الأمير الأزهري في رسالته التي ذكر فيها أسانيده باحتمال أن يكون المراد بالسبحة الصلاة، وبعدم صحة الحديث حيث قال بعد ذكر الحديث المسلسل بالمسبحة للسيوطي: رسالة لطيفة سماه المنحة في السبحة، ذكر فيها تسبيح جماعة من الصحابة بالنوى، أو بخيط فيه عقد كأبي هريرة وغيره، وذكر فيه إطلاعه صلى الله عليه وسلم على من أعد نوى لتسبيحه فقال: أعلمك أكثر من ذلك وأسهل، سبحان الله عدد ما خلق، ويحمل على عادته الشريفة من التيسير على أمته، وذكر فيها حديثا أخرجه الديلمي في مسند الفردوس بسند طويل عن علي رضي الله عنه مرفوعا: نعم المذكر السبحة. ولا تظهر صحته، ويحتمل تفسير السبحة بالصلاة النافلة كما هو أحد معانيه، انتهى.

قلت: يؤيد هذا الاحتمال ورود استعمال السبحة في هذا المعنى في كثير من المرويات مع أنه لم تكن السبحة المعروفة في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم كما قال علي القاري في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح في شرح حديث: من توضأ فأحسن الوضوء، ثم أتى الجمعة فاستمع وأنصت، غفر له ما بينه وبين الجمعة وزيادة ثلاثة أيام، ومن مس الحصى فقد لغا. أخرجه أبو داود وغيره، المراد بمس الحصى تسوية الأرض للسجود، فإنهم كانوا يسجدون عليها، وقيل: تقليب السبحة وعدها، ذكره الطيبي، وفيه: أن السبحة المعروفة لم تكن في زمن النبي صلى الله عليه وسلم، انتهى.

وقد يقال: عدم كون السبحة المتداولة في العهد النبوي لا يمنع حمل السبحة الواقعة في الحديث المذكور عليها، فقد أخبر النبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم عن كثير من الأشياء التي حدثت بعده، فيحتمل أن يكون هذا منها، وأما عدم الصحة فلا يقدح في المرام، لأن الحديث الضعيف معتبر في فضائل الأعمال على ما صرح به جماعة من الأعلام، ومن ثم أورده السيوطي في معرض الاستدلال، وكذا علي القاري حيث قال في المرقاة في باب الذكر بعد الصلاة: صح أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يعد الذكر بيمينه، وورد أنه قال: واعقدوه بالأنامل، فإنهن مسؤولات مستنطقات.

وجاء بسند ضعيف عن علي مرفوعا: نعم المذكر السبحة. وفي رواية: أنه كان يسبح بالنوى، وقال ابن حجر: الروايات في التسبيح بالنوى والحصى كثيرة عن الصحابة وبعض أمهات المؤمنين، بل رآها النبي صلى الله عليه وسلم وأقرها، انتهى".

کی سند نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"كذا أورده السيوطي مشيرا إلى إثبات المقصد بالقول النبوي، لكن تعقبه شيخ شيخي محمد بن الأمير الأزهري في رسالته التي ذكر فيها أسانيده باحتمال أن يكون المراد بالسبحة الصلاة، وبعدم صحة الحديث ...".

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے مقصود کے اثبات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لائے ہیں، لیکن میرے شیخ کے شیخ الشیخ محمد بن امیر ازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُس رسالہ میں جس میں اسانید ذکر کی گئی ہیں سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر تعاقب کیا ہے اس احتمال کی وجہ سے کہ "سبحہ" سے مراد نماز بھی ہو سکتی ہے، اور روایت کی عدم صحت کے ساتھ بھی تعاقب کیا ہے۔۔۔"۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "المرقاة"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "وجاء بسند ضعيف عن علي رضي الله عنه مرفوعا: نعم المذكر المسبحة".

علی رضی اللہ عنہ سے بسند ضعیف مرفوعاً مروی ہے: بہترین یاد دلانے والی چیز تسبیح ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "نزهة الفكر"[2] میں اس روایت کے بارے میں شیخ محمد بن محمد امیر زہری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل کرکے فرماتے ہیں:

---

[1] مرقاة المفاتيح: ٤٢/٣، رقم: ٩٦٧، ت: جمال عيتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] انظر مجموعة رسائل اللكنوي: ١٣٢/١، ت: نعيم أشرف نور أحمد، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي، المطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ.

"وأما عدم الصحة فلا يقدح في المرام، لأن الحديث الضعيف معتبر في فضائل الأعمال على ما صرح به جماعة من الأعلام، ومن ثم أورده السيوطي في معرض الاستدلال...". "اور صحت حدیث کا نہ ہونا مقصود میں جرح کا سبب نہیں، اس لئے کہ ضعیف حدیث اعمال کے فضائل میں معتبر ہوتی ہے، جس کی صراحت ائمہ حدیث کی ایک جماعت نے کی ہے، یہی وجہ ہے کہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے استدلال کے مقام پر ذکر کیا ہے۔۔۔"۔

سند میں موجود راوی ابو اسحاق محمد بن ہارون بن عیسی بن ابراہیم بن عیسی بن ابی جعفر منصور المعروف بابن بریہ ہاشمی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد ابن بریہ ہاشمی کو "لاشيء" کہا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[3] میں محمد بن ہارون کے بارے میں فرماتے ہیں: "وفي حديثه مناكير كثيرة". اس کی احادیث میں کثیر تعداد میں منکر روایات ہیں۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[4] میں حسن بن قحطبہ بن شبیب

---

[1] سؤالات حمزة بن يوسف: ص: ۹۸، رقم: ٤٦، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٥٧/٤، رقم: ٨٢٧٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] تاريخ بغداد: ٥٦٥/٤، رقم: ١٧٢٨، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] تاريخ بغداد: ٤١٥/٨، رقم: ٣٩٠٠، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

کے ترجمہ میں حدیث "الجبن داء" کے تحت ابن بریہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "ذاهب الحديث، يتهم بالوضع". یہ ذاہب الحدیث ہے، حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ دمشق"[1] میں حسین بن احمد بن محمد کے ترجمہ میں حدیث "الجبن داء" کے تحت ابن بریہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث". یہ حدیث گھڑتا ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[2] میں فرماتے ہیں: "وفي حديثه مناكير كثيرة". اس کی حدیث میں بکثرت مناکیر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] اور "ديوان"[4] میں محمد بن ہارون ہاشمی کے بارے میں فرماتے ہیں: "ضعفه الدار قطني". دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "لسان الميزان"[5] میں محمد بن ہارون کی حدیث "الجبن داء" نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "هذا من موضوعاته". یہ

---

[1] تاريخ دمشق: ٢٨/١٤، رقم: ١٤٩٩، ت: محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة ١٤١٦هـ.

[2] الأنساب: ١٩٣/٢، رقم: ٤٧٢، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

[3] المغني في الضعفاء: ٣٨٣/٢، رقم: ٦٠٥٦، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٣٧٨، رقم: ٤٠٢٠، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] لسان الميزان: ٥٥٥/٧، رقم: ٧٥١٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

اس کی من گھڑت روایات میں سے ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سابقہ کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ سند میں موجود راوی محمد بن ہارون کے بارے میں ائمہ حدیث نے شدید الفاظ سے جرح کی ہے، مکرر ملاحظہ ہو:

"لا شیء" (امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے)، "ذاہب الحدیث ہے، حدیث گھڑنے میں متہم ہے" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا ہے" (حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ)، اور خاص اس تناظر میں کہ محمد بن ہارون اس روایت کو نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، لہذا یہ روایت کسی بھی صورت میں ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دے کر فضائل کے باب میں معتبر قرار دیا ہے، لیکن اس قول میں نظر ہے، کیونکہ حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سند میں موجود راوی محمد بن ہارون پر شدید جرح ان الفاظ سے کی ہے جیسے: "لاشئ ہے"، "ذاہب الحدیث ہے، حدیث گھڑنے میں متہم ہے"، "حدیث گھڑتا ہے"، نیز علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح کے مطابق ایسی ضعیف روایت جس کی سند میں کوئی کذاب، متہم یا متروک راوی ہو وہ فضائل کے باب میں بھی قابل عمل و معتبر نہیں ہوتی ہے۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

"قلت: فيه أنظار شتى، فإن مجرد جهالة بعض الرواة وإن لم يقتض كون الحديث موضوعا، لكن القرائن الحالية الملحقة بها تقتضي ذلك، فإن الحديث إذا لم يكن له سند جيد لم يخل طريق من طرقه من مجهول وضعيف وساقط ونحو ذلك من المجروحين، وكان في نفس المتن مالا يخلو من ركاكة، دل ذلك على كونه موضوعا، وأما العمل بالضعيف في فضائل الأعمال فدعوى الاتفاق فيه باطلة، نعم هو مذهب الجمهور، لكنه مشروط بأن لا يكون الحديث ضعيفا شديد الضعف، فإذا كان كذلك لم يقبل في الفضائل أيضا، وقد بسطت هذه المسألة في رسالتي الأجوبة الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة، وفي تعليقات رسالتي تحفة الطلبة في مسح الرقبة المسماة بتحفة الكملة"[1]۔

میں کہتا ہوں: اس کے بہت سارے نظائر ہیں، بلا شبہ محض بعض راویوں کا مجہول ہونا اگرچہ حدیث کے من گھڑت ہونے کا تقاضہ نہیں کرتا، لیکن اس کے ساتھ ایسے قرائن ملے ہوئے ہوتے ہیں جو اس کا تقاضہ کرتے ہیں، چنانچہ اگر کسی حدیث کی سند جید نہ ہو، اور اس کے طرق میں کوئی طریق بھی مجہول، ضعیف، ساقط اور اس جیسے مجروح راویوں سے خالی نہ ہو، اور نفس متن رکاکت سے خالی نہ ہو تو یہ اس کے من گھڑت ہونے کی دلیل ہے، اور رہی بات فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی، تو اس میں اتفاق کا دعوی کرنا باطل ہے، ہاں! وہ جمہور کا

---

[1] الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:ص:۸۱،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بيسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰۵هـ.

مذہب ہے، لیکن وہ اس بات سے مشروط ہے کہ وہ ضعیف حدیث ''شدید ضعیف'' نہ ہو، سو اگر ایسا ہو تو اس حدیث کو فضائل میں بھی قبول نہیں کیا جائے گا، اور میں اس مسئلے کو تفصیل سے اپنے رسالہ ''اجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ'' میں اور اپنے رسالہ ''تحفۃ الطلبۃ فی مسح الرقبۃ'' کی تعلیقات بنام ''تحفہ کملہ'' میں ذکر کر چکا ہوں۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ہی ''الآثار المرفوعۃ''[1] میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''قلت: لقد تساهل في آخر كلامه، فإن حديث صلاة الرغائب موضوع باتفاق أكثر المحدثين أو كلهم، ولا عبرة بمن خالفهم كائنا من كان، ولا بذكر من ذكره كائنا من كان، والموضوع لا يجوز العمل به، على أن الضعيف الذي صرحوا بجواز العمل به وقبوله هو الذي لا يكون شديد الضعف، بأن لا يخلو سند من أسانيده من كذاب أو متهم أو متروك أو نحو ذلك، على ما بسطته في رسالتي الأجوبه الفاضلة للأسئلة العشرة الكاملة، والحديث الذي نحن فيه إن لم يكن موضوعا فلا شبهة في كونه شديد الضعف، غير قابل للاحتجاج به، فلا يجوز العمل به في فضائل أيضا لأحد، لا في خاصة نفسه ولا بأمر غيره''۔

میں کہتا ہوں: بلا شبہ انہوں نے اپنے کلام کے آخر میں تساہل سے کام لیا ہے، چنانچہ صلاۃ رغائب کی حدیث اکثر محدثین یا تمام محدثین کے اتفاق سے من گھڑت ہے، اور ان سے اختلاف کرنے والے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا جو کوئی بھی

---

[1] الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: ص: ٧٤، ت: أبو هاجر محمد السعيد بن بيسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

ہو،اور نہ ہی اس حدیث کو ذکر کرنے والوں کا اعتبار کیا جائے گا چاہے کوئی بھی ہو، اور من گھڑت حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں،مزید یہ کہ وہ ضعیف حدیث جس کے عمل پر جواز اور اس کے قبول کی صراحت کی گئی ہے یہ وہ ضعیف حدیث ہے جس کا ضعف شدید نہ ہو،اس طور پر کہ اس کی اسانید میں سے کوئی بھی سند کذاب، متہم، متروک یا اس جیسے راوی سے خالی نہ ہو، جس کا ذکر میں اپنے رسالے ''اجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ'' میں تفصیل سے کر چکا ہوں، اور ہماری زیر بحث حدیث اگرچہ من گھڑت نہیں ہے، لیکن اس کے شدید ضعیف، احتجاج کے قابل نہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، چنانچہ اس پر فضائل میں بھی عمل کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں، نہ بذاتِ خود اور نہ ہی کسی کے کہنے پر۔
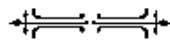
روایت نمبر (۱۰)

روایت: ''نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر قدم کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اگر کوئی آدمی محبت و عقیدت کی وجہ سے کسی عالم کے ماتھے یا سر پر بوسہ دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر بال کے بدلہ میں اس کو نیکی عطا فرماتے ہیں''۔

حکم: شدید ضعیف، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو طاہر سِلَفِی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ ''الطیوریات''[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

''أخبرنا أحمد، حدثنا أحمد بن إبراهيم بن فراس بمكة، حدثنا محمد بن إبراهيم الدَّيْبُلي، حدثنا إبراهيم بن عبد الرحيم البصري باليمن، حدثنا محمد بن الصلت العثماني، حدثنا جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من اتكأ على يده عالم كتب الله له بكل خطوة عتق رقبة، ومن قبل رأس عالم كتب الله له بكل شعرة حسنة''.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی عالم کے ہاتھ کو پکڑا (یعنی سہارا دیا) تو اللہ تعالی اس کو ہر قدم کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا اجر دیں گے، اور جس نے کسی عالم کے سر کا بوسہ لیا تو اللہ تعالی اس کو ہر بال کے بدلہ میں نیکی عطا کریں گے۔

---

[1] الطيوريات: ٢٢٥/١، رقم: ١٥٤، ت: دسمان يحيى معالي، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

اہم نوٹ:

"الغرائب الملتقطہ" میں بھی مذکورہ سند موجود ہے، اور دونوں سندیں سند میں موجود راوی احمد بن ابراہیم بن فراس پر مشترک ہو جاتی ہیں، لیکن سند کے اشتراک کے باوجود دونوں کے متن میں کافی فرق ہے، واللہ اعلم[1]۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم جویبر بن سعید ازدی بلخی مفسر (المتوفی مابین ۱۴۰ — ۱۵۰ھ[2]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "عبيدة، وجويبر، وابن سالم، وجابر الجعفي، قريب بعضهم من بعض، ويراهم يحيى ضعفاء"[3].
عبیدہ، جویبر، ابن سالم اور جابر جعفی، ان میں سے بعض بعض کے قریب ہیں، (حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ ان سب کو ضعیف سمجھتے تھے۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء"[4]. جویبر "لیس بشیء" ہے۔

---

[1] الغرائب الملتقطة: ٥٤٤/٤،رقم:١٥٨٩،ت:إيسروان سفيان،جمعية دار البر ـ دبي،الطبعة الأولى١٤٣٩هـ.
"الغرائب الملتقط" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قال: أنا حمد بن نصر، أنا أبو مسلم بن غزو النهاوندي، أنا أبو الحسن بن فراس، نا أبو جعفر محمد بن إبراهيم الديبلي، نا إبراهيم بن عبد الرحيم، نا محمد بن الصلت، عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ذنب العالم ذنب واحد، وذنب الجاهل ذنبان، قيل: ولم يا رسول الله؟ قال: العالم يعذب على ركوبه الذنب، والجاهل يعذب على ركوبه الذنب، وتركه العلم".

[2] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الصغیر" میں جویبر بن سعید کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٥٤/٢،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ).

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٤٠٧/١،رقم: ٢٧٦٤،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

[4] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٠٦/١،رقم:١٣٤٣،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1]، "التاریخ الصغیر"[2] اور "الضعفاء الصغیر"[3] میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت أعرف جويبرا بحديثين، يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعفه". میں جویبر کو دو حدیثوں سے پہچانتا ہوں، یعنی پھر اس کے بعد یحیی رحمۃ اللہ علیہ نے اِن احادیث کی تخریج کی، (اور پھر انھوں نے) جویبر کی تضعیف کی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جويبر ما كان عن الضحاك فهو على ذاك أيسر، وما كان يسند عن النبي صلى الله عليه وسلم فهي منكرة"[4]. جویبر جو ضحاک سے نقل کرے اس کا معاملہ آسان ہے، اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرے تو وہ منکر ہے۔

حافظ یحیی قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تساهلوا في أخذ التفسير عن قوم، لا يوثقونهم في الحديث، ثم ذكر ليث بن أبي سليم وجويبر، والضحاك، ومحمد بن السائب، وقال: هؤلاء لا يحمد حديثهم، ويكتب التفسير عنهم"[5].

یہ لوگ تفسیر لینے کے معاملہ میں تساہل کرتے ہیں، حدیث کے معاملہ میں

---

[1] التاريخ الكبير: ٢٣٦/٢، رقم: ٢٣٨٣، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[2] التاريخ الصغير: ١٠٠/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الضعفاء الصغير: ص: ٣١، رقم: ٥٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] الجرح التعديل: ٥٤١/٢، رقم: ٢٢٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[5] ميزان الاعتدال: ٣٩١/١، رقم: ١٥١٧، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

ان کی توثیق نہیں کرتے، پھر لیث بن ابی سلیم، جویبر، ضحاک اور محمد بن سائب کا ذکر کیا، اور فرمایا: یہ لوگ حدیث میں محمود نہیں ہیں، اور ان سے تفسیر لکھی جائے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[1] میں جویبر بن سعید، عبیدہ بن مُعتّب اور کلبی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سمعت من حدثني عن ابن حنبل، أنه قال: لا يشتغل بحديثهم". میں نے اس شخص سے سنا جس نے مجھے ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے بتایا: وہ (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث میں مشغول نہ ہوا جائے۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته يعني أباه عن جويبر بن سعيد؟ فضعفه جدا، قال: وسمعت أبي، يقول: جويبر أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير"[2]. میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر کے بارے میں پوچھا؟ تو انھوں نے جویبر کو شدید ضعیف قرار دیا، نیز میں نے اپنے والد کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جویبر، ضحاک سے کثرت سے نقل کرتا ہے، یہ ضحاک سے منکر خبریں نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو "ليس بالقوي" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ياسين بن معاذ، وعباد بن كثير،

---

[1] أحوال الرجال:ص:٦٩،رقم:٤٠،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[2] تاريخ بغداد:١٨١/٨،رقم:٣٦٩٥،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح التعديل:٥٤١/٢،رقم:٢٢٤٦،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

وجويبر، لا يحتج بحديثهم"[1]. یاسین بن معاذ، عباد بن کثیر اور جویبر، ان سب کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة"[2]. ضحاک سے مقلوب اشیاء روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمہ اللہ نے "الأسامي"[3] میں "ذاهب الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے "الضعفاء"[4] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک دوسرے مقام پر "ليس بثقة" کہا ہے[5]۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمہ اللہ "قبول الأخبار"[6] میں فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء". جویبر لیس بشیء ہے۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والضعف على حديثه ورواياته بين"[7]. اس کی حدیث اور اس کی روایات میں ضعف واضح ہے۔

---

[1] سؤالات البرذعي:ص:٤٩٥،رقم:١٠٥٧،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] المجروحين: ٢١٧/١،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الأسامي والكنى: ٧٥/١،رقم:٢٣،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين:ص:٧٣،رقم:١٠٦،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[5] تهذيب الكمال: ١٧٠/٥،رقم:٩٨٥،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[6] قبول الأخبار ومعرفة الرجال: ١٩١/٢،رقم:٢٨٩،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

[7] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٤١/٢،رقم:٣٢٩،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں جویبر کو "متروك" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جویبر کے بارے میں لکھتے ہیں: "أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر"[2] میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر کے متعلق "الكاشف"[3] میں "تركوه"، "ديوان الضعفاء"[4] میں "متروك الحديث"، "المقتنى"[5] میں "تالف" اور "العلو"[6] میں "واه" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الترجيح"[7] میں ایک روایت کے تحت جویبر بن سعید کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "التقريب"[8] میں "ضعيف جدا"،

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱۷۱، رقم: ۱٤۷، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] كتاب الموضوعات: ۲/۲۰٤، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[3] الكاشف: ۱/۲۹۸، رقم: ۸۲٦، ت: محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب، مؤسسة علوم القرآن ـ جدة.

[4] ديوان الضعفاء: ص: ٦٨، رقم: ۷۹۹، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[5] المقتنى في سرد الكنى: ۱/۵۲، رقم: ۲۲، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[6] العلو للعلي الغفار: ص: ۱۱۳، رقم: ۳۰۳، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[7] الترجيح لحديث صلاة التسبيح: ص: ۳۵، ت: محمود سعيد ممدوح، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

[8] تقريب التهذيب: ص: ۱٤۳، رقم: ۹۸۷، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

"العجاب"[1] میں "واہ" اور "الأمالي المطلقة"[2] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعه"[3] میں جویبر بن سعید کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "صاحب الضحاك، متروك، واتهمه ابن الجوزي، قلت: رأيت بخط الحافظ ابن حجر في فوائد متفرقة على ظهر تلخيص الموضوعات لابن درباس، ما نصه: جويبر والضحاك وإن كانا مجروحين، لم يتهما بكذب، والله أعلم".

یہ صاحبِ ضحاک ہے، متروک ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم قرار دیا ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: میں نے ابن درباس رحمۃ اللہ علیہ کی "تلخیص الموضوعات" کی پشت (یعنی حاشیہ) پر موجود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے متفرق فوائد میں دیکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: جویبر اور ضحاک پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، لیکن یہ دونوں جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہیں، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی ابراہیم بن عبد الرحیم بصری اور محمد بن صلت عثمانی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

---

[1] العجاب في بيان الأسباب: ۲۱۱/۱، ت: عبد الحكيم محمد الأنيس، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔
[2] الأمالي المطلقة: ص: ٦۱، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٦ھ۔
[3] تنزيه الشريعة: ٤٦/۱، رقم: ٤۱، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھ۔

روایت کا حکم

اس روایت کی سند میں موجود راوی جویبر بن سعید کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

''لیس بشیء'' (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)، ''ضعیف جداً'' (امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ)، ''ذاہب الحدیث'' (حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک الحدیث''، ''لیس بثقۃ'' (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، ''متروک'' (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ)، ''میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں'' (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، ''ترکوہ''، ''متروک الحدیث''، ''واہ'' (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، ''ضعیف جداً''، ''واہ''، ''احد المتروکین'' (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اور یہ روایت اس خاص تناظر میں کہ جویبر بن سعید اسے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، چنانچہ یہ روایت ''ضعفِ شدید'' سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (١١)

روایت: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' كاد الحليم أن يكون نبيا''.
قریب ہے کہ حلیم (بردبار) نبی ہوتا''۔

حکم: حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیرِ بحث روایت کو ''لایصح'' کہہ کر اس کے ''ضعفِ شدید'' کی جانب اشارہ کیا ہے، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرتے ہوئے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سند کو ''مظلم'' اور یزید رقاشی کو ''واہی'' کہہ کر اس کے ''ضعفِ شدید'' کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیرِ بحث روایت حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ بغداد''[1] میں ابو عبد اللہ محمد بن سعید بُزوری کے ترجمہ میں ان الفاظ سے تخریج کی ہے:

''أخبرنا محمد بن علي بن يعقوب المعدل، قال: أخبرنا محمد بن عبيد الله بن محمد بن الفتح، قال: حدثنا أبو عبد الله محمد بن سعيد البُزُوري، قال: حدثنا عباس بن محمد، قال: حدثنا قَبِيصة، قال: حدثنا سفيان الثوري، عن الربيع بن صَبِيْح، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك، قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: الحليم رشيد في الدنيا، رشيد في الآخرة.

[1] تاريخ بغداد: ٢٤٨/٣، رقم: ٨٤٤، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

وبإسناده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كاد الحليم أن يكون نبيا"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: حلیم (بردبار) دنیا میں رشید اور آخرت میں بھی رشید ہوگا۔

اور اسی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ حلیم (بردبار) نبی ہوتا۔

بعض دیگر مصادر

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت "العلل المتناهية"[1] میں حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل المتناهية"[2] میں زیر بحث روایت کی تخریج کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ويزيد الرقاشي متروك، قال شعبة: لأن أزني أحب إلي من أن أحدث عنه، والربيع

[1] العلل المتناهية:۲۴۶/۲،رقم:۱۲۲۱،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى۱۳۹۹هـ.

[2] العلل المتناهية:۲۴۷/۲،رقم:۱۲۲۱،ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان، الطبعة الأولى۱۳۹۹هـ.

بن صبيح قد ضعفه النسائي وابن معين".

یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے، اور یزید رقاشی متروک ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یزید سے روایت کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ میں زنا کرلوں (یعنی میرے لئے اس سے روایت کرنا اس قدر ناپسندیدہ ہے)، اور ربیع بن صبیح کو نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے "أسنى المطالب"[1] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص العلل"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"سنده مظلم، وفيه يزيد الرقاشي واه، عن أنس". اس کی سند مظلم ہے، اور اس میں یزید رقاشی ہے جو کہ واہی ہے، اور اسے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[3] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

[1] أسنى المطالب:۲۰۷،رقم:۱۰۲۶،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تلخيص العلل المتناهية:۱/۱۰۱۲،رقم:۷۳۸،ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٠هـ.

[3] فيض القدير:٤/٥٤١،رقم:٦١٩٨،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

"(خط) في ترجمة محمد البزدوي [كذا في الأصل، والصحيح: البُزُوري] (عن أنس)، وفيه يزيد الرقاشي متروك، والربيع بن صبح [كذا في الأصل، والصحيح: صَبِيح] ضعفه ابن معين وغيره، ومن ثم أورده ابن الجوزي في الواهيات، وقال: لا يصح".

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بُزوری کے ترجمہ میں اسے تخریج کیا ہے، اور اس میں یزید رقاشی ہے جو کہ متروک ہے، اور ربیع بن صَبِیح کو ابن معین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے، اور اسی وجہ سے ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اسے "واہیات" میں تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ "المداوي"[۱] میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو نقل کیا ہے، پھر علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ روایتِ ضب بطریق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نقل کر کے فرماتے ہیں:

"وهو موضوع، مركب، كما قال البيهقي والذهبي، والمتهم به شيخ الطبراني، لأن الباقون ثقات". اور یہ روایت من گھڑت ہے، مرکب ہے، جیسا کہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، اور اس میں طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ متہم ہے، کیونکہ باقی سب ثقہ ہیں۔

واضح رہے کہ حدیثِ ضب (گوہ) کی تفصیل دوسری جلد میں گزر چکی ہے، اور عنقریب اس کا خلاصہ بھی آ رہا ہے، ان شاء اللہ۔

---

[۱] المداوي: ۸/۵، رقم: ٦١٩٨، دار الكتبي - القاهرة، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

سند میں موجود راوی ابو عمرو یزید بن ابان رقاشی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ فضل بن موسی سِیْنَانی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں: " أتيت يزيد الرقاشي وهو يقص، فجلست في ناحية أستاك، فقال لي: أنت هاهنا؟ قلت: أنا هاهنا في سنة، وأنت في بدعة"[1]. میں یزید رقاشی کے پاس آیا، وہ قصے بیان کر رہے تھے، میں ایک کونے میں ہو کر مسواک کرنے لگا، یزید رقاشی نے مجھ سے کہا: تم یہاں ہو؟ میں نے کہا: میں یہاں سنت میں مشغول ہوں، اور تم بدعت میں مشغول ہو۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ " الطبقات الکبری "[2] میں فرتے ہیں: "وكان ضعيفا قدريا". یہ ضعیف تھا، قدری تھا۔

امام فلاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " كان يحيى بن سعيد لا يحدث عن يزيد الرقاشي، وكان عبد الرحمن يحدث عنه"[3]. یحیی بن سعید، یزید رقاشی سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے، جبکہ عبد الرحمن ان سے احادیث روایت کرتے تھے۔

علامہ ابو طالب احمد بن حمید مُشْکَانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأحمد بن حنبل: فيزيد الرقاشي لم ترك حديثه، بهوى كان فيه؟ قال: لا، ولكن كان

---

[1] المجروحين: ۹۸/۳، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[2] الطبقات الكبرى: ۱۸۲/۷، رقم: ۳۱۸۸، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۱۸هـ.

[3] الجرح والتعديل: ۲۵۱/۹، رقم: ۱۰۵۳، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

منكر الحديث، وكان شعبة يحمل عليه، وكان قاصا"[1]. میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یزید رقاشی کی احادیث کیوں ترک کی گئی ہیں، اس ہوی (بدعت) کی وجہ سے جو ان میں موجود تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ وہ منکر الحدیث ہے، اور شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان پر حمل فرماتے تھے، اور یہ قصہ گو تھا۔

حافظ عبداللہ بن احمد اپنے والد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں: "يزيد الرقاشي فوق أبان بن أبي عياش، وكان يضعفه، وقال: كان شعبة يشبهه بأبان بن أبي عياش"[2]. یزید رقاشی، ابان بن ابی عیاش سے بڑھ کر ہے، اور میرے والد ان کی تضعیف کرتے تھے، اور فرماتے کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، یزید رقاشی کو ابان بن ابی عیاش کے مشابہ قرار دیتے تھے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أما يزيد الرقاشي: فليس بشيء، هو ضعيف"[3]. یزید رقاشی لیس بشیء، ضعیف ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "رجل صالح، لكن حديثه ليس بشيء"[4]. یہ نیک شخص ہے، لیکن اس کی حدیث لیس بشیء ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے "الكنى"[5] میں اسے "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] الجرح والتعديل:۲۵۱/۹،رقم:۱۰۵۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ۱۳۷۱ھـ

[2] الجرح والتعديل:۲۵۲/۹،رقم:۱۰۵۳،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدرآباد الدكن،الطبعة الأولى ۱۳۷۱ھـ

[3] معرفة الرجال برواية ابن محرز:۷۱/۱،رقم:۱۶۷،ت:محمد كامل القصار،مطبوعات مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ۱٤۰۵ھـ.

[4] المجروحين:۹۸/۳،ت:محمود ابراهيم زايد،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ۱٤۱۲ھـ.

[5] الكنى والأسماء:ص:۵۷۱،رقم:۲۳۲۳،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱٤۰٤ھـ .

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں یزید کو "متروك [الحديث]" کہا ہے۔

حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان واعظا بكاء، كثير الرواية عن أنس بما فيه نظر، صاحب عبادة، وفي حديثه صنعة"[2]. یہ واعظ، بہت زیادہ رونے والا شخص تھا، انس رضی اللہ عنہ سے کثرت سے روایات نقل کرتا تھا جس میں نظر ہے، عبادت گزار تھا، اور اس کی حدیث میں کچھ کاریگری ہے۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أزني أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي"[3]. میں زنا کروں، مجھے یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لأن أقطع الطريق أحب إلي من أن أروي عن يزيد الرقاشي"[4]. میں راہزنی کروں مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں یزید رقاشی سے روایت کروں۔

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رجل صالح، سمعت يحيى بن معين ذكره فقال: رجل صدق"[5]. یہ نیک شخص ہے، میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو

---

[1] الضعفاء والمتروكين:٢٥٣،رقم:٦٧٣،ت:بوران الضناوي،كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] الجرح والتعديل:٢٥٢/٩،رقم:١٠٥٣،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٢٧١هـ

[3] الضعفاء الكبير:٣٧٣/٤، رقم:١٩٨٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] الضعفاء الكبير:٣٧٣/٤، رقم:١٩٨٣،ت:عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[5] سؤالات أبي عبيد الآجري،ص:٣٦٠،رقم:٤٩١،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.

فرماتے ہوئے سنا کہ یہ سچا شخص ہے۔

حافظ یعقوب بن سفیان فَسَوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " فيه ضعف "[1] اس میں ضعف ہے۔

حافظ ابواحمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو "متروك الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ " المجروحين "[3] میں فرماتے ہیں: "وكان من خيار عباد الله، من البكائين بالليل في الخلوات، والقائمين بالحقائق في السبرات، ممن غفل عن صناعة الحديث وحفظها، واشتغل بالعبادة وأسبابها حتى كان يقلب كلام الحسن فيجعله عن أنس عن النبي عليه الصلاة والسلام وهو لا يعلم، فلما كثر في روايته ما ليس من حديث أنس وغيره من الثقات بطل الاحتجاج به، فلا تحل الرواية عنه إلا على سبيل التعجب، وكان قاصا، يقص بالبصرة ويبكي الناس، وكان شعبة يتكلم فيه بالعظائم".

اللہ کے نیک بندوں میں سے تھا، رات کی تنہائی میں بہت زیادہ رونے والوں، ٹھنڈی صبح میں حقائق کے ساتھ قیام کرنے والوں میں تھا، حدیث کے حفظ اور اس میں مہارت سے بے خبر تھا، عبادت اور اس کے اسباب میں اتنا مشغول تھا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو انس رضی اللہ عنہ کا کلام سمجھ کر نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف بے خبری میں منسوب کر دیتا تھا، جب اس کی روایات میں کثرت سے انس رضی اللہ عنہ وغیرہ ثقات کی روایات میں ایسا ہوا تو اب اس سے احتجاج باطل ہے، اس سے روایت

---

[1] تهذيب الكمال: ٦٩/٣٢، رقم: ٦٩٥٨، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ۔
[2] تهذيب الكمال: ٦٩/٣٢، رقم: ٦٩٥٨، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ۔
[3] المجروحين: ٩٨/٣، ت: محمود ابراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ۔

سوائے تعجب کے حلال نہیں ہے، وہ قصہ گوئی کرتا تھا، بصرہ میں لوگوں کو قصے سنا سنا کر رلاتا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق بڑی بڑی باتیں کہی ہیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں فرماتے ہیں: "وليزيد الرقاشي أحاديث صالحة، عن أنس وغيره، ونرجو أنه لا بأس به برواية الثقات عنه من البصريين والكوفيين وغيرهم". یزید رقاشی کی انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے صالح احادیث ہیں، اور مجھے امید ہے کہ یہ لا بأس بہ ہے اُن روایات میں جو اس سے بصری، کوفی وغیرہ ثقہ لوگ روایت کریں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[2] میں لکھتے ہیں: "العابد، عن أنس، قال النسائي وغيره: متروك". عابد ہے، یہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، نسائی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسے متروک کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاشف"[3] میں اسے "ضعیف" اور "تلخیص المستدرك"[4] میں "واہ" کہا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ "البداية والنهاية"[5] میں ایک روایت کے تحت یزید بن ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "فإنه غير مقبول الرواية عند الأئمة".

---

[1] الكامل: ۱۳۱/۹، رقم: ۲۱۵۸، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] المغني في الضعفاء: ۵۳۴/۲، رقم: ۷۰۸۳، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[3] الكاشف: ۳۸۰/۲، رقم: ٦۲۷۷، ت: محمد عوامة، دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده، الطبعة الأولى ۱٤۱۳هـ.

[4] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين: ۵۹۷/۲، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، دار المعرفة ـ بيروت.

[5] البداية والنهاية: ٤۱۷/۷، ت: عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر ـ مصر، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.

ائمہ کے نزدیک اس کی روایت مقبول نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کو "تقریب التهذیب"[1] میں "زاهد، ضعیف" کہا ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "لا یصح" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرتے ہوئے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سند کو "مظلم" اور یزید رقاشی کو "واہی" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ

زیر بحث روایت "کاد الحلیم ان یکون نبیا" ایک طویل روایت کا جزء ہے جو حدیثِ ضب (گوہ) کے نام سے معروف ہے، حدیث ضب کی تحقیق حصہ دوم میں

---

[1] تقریب التهذیب:ص:۵۹۹،رقم:۷٦۸۳،ت:محمد عوامة،دار الرشید ۔سوریا،الطبعة الثالثة ۱٤۱۱ھ۔

تفصیل سے گزر چکی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت دو سندوں سے مروی ہے: ① طریق حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ② طریق حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ۔

یہ روایت دونوں سندوں سے "شدید ضعیف" ہے، اور محدثین کی ایک جماعت حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صاف "من گھڑت" بھی کہا ہے، اس لئے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے اسے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
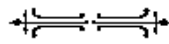
روایت نمبر (۱۲)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک میں دس فائدے ہیں: منہ کو صاف کرتی ہے، اور اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور شیطان کو ناراض کرتی ہے، اور فرشتوں کی محبوب چیز ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کو خوشبودار بناتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور کڑواہٹ کو زائل کرتی ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے، اور سنت کی موافقت کرتی ہے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

اہم فائدہ: واضح رہے کہ زیر بحث حدیث میں مذکور صرف دو فوائد ثابت ہیں، یعنی: ”مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے“، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے۔

زیر بحث روایت آٹھ طرق سے منقول ہے:

(۱) روایت بطریق معلی بن میمون (۲) روایت بطریق خلیل بن مرہ (۳) روایت بطریق جویبر (۴) روایت بطریق ابو نضر کنانہ بن جبلہ (۵) روایت بطریق عمرو بن جمیع (۶) روایت بطریق عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ (۷) روایت بطریق ابو صالح جہنی (۸) روایت بطریق ابو محمد حکمی

ذیل میں ہر ایک طریق کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

روایت بطریق معلی بن میمون

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ”سنن“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] سنن الدار قطني: ۹۲/۱، رقم: ۱٦۰، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

"حدثنا عثمان بن أحمد الدقاق، حدثنا محمد بن أحمد بن الوليد بن برد الأنطاكي، حدثنا موسى بن داود، حدثنا معلى بن ميمون، عن أيوب، عن عكرمة، عن ابن عباس قال: في السواك عشر خصال: مرضاة للرب تعالى، ومسخطة للشيطان، ومفرحة للملائكة، جيد للثة، ويذهب بالحفر، ويجلو البصر، ويطيب الفم، ويقلل البلغم، وهو من السنة، ويزيد في الحسنات".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مسواک میں دس خصلتیں ہیں: اللہ تعالی کی خوشنودی کا سبب ہے، شیطان کو غصہ دلانے والی ہے، فرشتوں کو خوش کرنے کا سبب ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور دانتوں کی زردی دور کرتی ہے، نظر کو تیز کرتی ہے، منہ کو پاک کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، اور وہ سنت بھی ہے، اور نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناهية"[1] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[2] میں زیر بحث روایت تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] العلل المتناهية: ۳۳۵/۱، رقم: ۵۴۸، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[2] سنن الدار قطني: ۹۲/۱، رقم: ۱۶۰، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۴هـ.

"معلى بن ميمون ضعيف، متروك". معلی بن میمون ضعیف، متروک ہے۔

حافظ مغلطائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنظوم"[1] میں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف المهرة"[2] میں اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[3] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[4] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال الدار قطني: معلى بن ميمون ضعيف متروك، وقال ابن عدي: أحاديثه مناكير غير محفوظة".

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے صحیح نہیں ہے، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: معلی بن میمون ضعیف، متروک ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی احادیث منکر غیر محفوظ ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص العلل"[5] میں زیر بحث روایت کے بارے

---

[1] الدر المنظوم من كلام المصطفى المعصوم: ١٣٩/١، رقم: ٣٨، ت: حسن عبجي.

[2] إتحاف المهرة: ٤٦٩/٧، رقم: ٨٢٤١، ت: يوسف عبد الرحمن المرعشلي، مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

[3] فيض القدير: ٤٥١/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[4] العلل المتناهية: ٣٣٥/١، رقم: ٥٤٨، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ

[5] تلخيص العلل المتناهية: ٤٩٩/١، رقم: ٢٧٤، ت: أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة

میں فرماتے ہیں:

"فیه معلی بن میمون واه، عن أیوب، عن عکرمة، عن ابن عباس".

اس میں معلی بن میمون واہی ہے، جو اس روایت کو ایوب، عن عکرمہ، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کرتا ہے۔

سند میں موجود راوی معلی بن میمون مجاشعی ویقال خصّاف بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "منکر الحدیث" کہا ہے[1]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "متروك" کہا ہے[2]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[3] میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[4] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "منکر الحدیث، لا یتابع علی حدیثه، ولا یعرف إلا به".

منکر الحدیث ہے، اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور اس کی معرفت اسی سے ہوتی ہے۔

المنورة،الطبعة ۱۴۰۰ھـ.

[1] سؤالات أبي عبید الآجري:ص:۲۸۲،رقم:۳۹۹،ت:محمد علي قاسم العمري،الجامعة الإسلامیة ـ المدینة المنورة.

[2] انظر میزان الاعتدال:۱۵۲/۴،رقم:۸۶۷۸،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بیروت .

[3] المغني في الضعفاء:۴۲۱/۲،رقم:۶۳۶۲،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھـ.

[4] الضعفاء الکبیر:۲۱۶/۴،رقم:۱۸۰۴،ت:عبد المعطي أمین قلعجي،دار الکتب العلمیة ـ بیروت،الطبعة الأولی ۱۴۰۸ھـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "ضعيف الحديث" کہا ہے [1]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات" [2] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "يخطئ إذا حدث من حفظه". جب یہ اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتا ہے تو خطا کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل" [3] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "ولمعلى بن ميمون غير ما ذكرت من الأحاديث، والذي ذكرته والذي لم أذكره كلها غير محفوظة مناكير، ولعل الذي لم أذكره أنكر من الذي ذكرته، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما إلا أن أحاديثه رأيتها غير محفوظة، فشرطت في أول الكتاب أن أذكر كل من هو بصورته".

معلی بن میمون کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، اور وہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں اور وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں کیں وہ سب غیر محفوظ مناکیر ہیں، اور شاید وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں کیں وہ احادیث زیادہ منکر ہیں ان سے جو میں نے ذکر کی ہیں، اور میں نے اس راوی کے بارے میں متقدمین کا کوئی کلام نہیں پایا، تاہم میں نے اس کی احادیث کو غیر محفوظ پایا ہے، اور میں نے کتاب کے شروع میں شرط لگائی تھی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جو اس جیسا ہو۔

---

[1] الجرح التعديل: ٣٣٥/٨، رقم: ١٥٤٣، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الثقات: ٤٩٣/٧، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٩٨/٨، رقم: ١٨٥٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابن قیسرانی رحمہ اللہ نے "ذخیرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام دار قطنی رحمہ اللہ نے اپنی "سنن"[2] میں زیر بحث روایت کی تخریج کرنے کے بعد معلی بن میمون کو "ضعیف، متروك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "ديوان الضعفاء"[3] میں امام دار قطنی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "ميزان الاعتدال"[4] میں عمر بن داؤد کے ترجمہ میں معلی بن میمون کو "ضعيف" کہا ہے۔

حافظ عراقی رحمہ اللہ نے "ذيل ميزان الاعتدال"[5] میں سنان بن ابی سنان کے ترجمہ میں ایک روایت کے تحت معلی بن میمون کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے "مجمع الزوائد"[6] میں ایک حدیث کے تحت معلی بن میمون کو "متروك" کہا ہے۔

---

[1] ذخيرة الحفاظ:٦٢٢/٢،رقم:١٠٥٦،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] سنن الدار قطني:٩٢/١،رقم:١٦٠،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] ديوان الضعفاء والمتروكين:ص:٣٩٤،رقم:٤١٩٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] ميزان الاعتدال:١٩٣/٣،رقم:٦٠٩٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] ذيل ميزان الاعتدال:١٢١/١،رقم:٤٣٤،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ

[6] مجمع الزوائد:٢٣٧/١،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

روایت بطریق معلی بن میمون مجاشعی کا حکم

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج روایت کے بعد سند کے راوی معلی بن میمون کو "ضعیف، متروک" کہہ کر اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر حافظ مغلطای رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اعتماد کیا ہے، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لایصح" کہہ کر اس کے "ضعف شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس طریق سے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق خلیل بن مرہ ضبعی

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں خلیل بن مرہ کے ترجمہ میں تخریج فرماتے ہیں:

"ثنا إسحاق بن إبراهيم الغزي، ثنا محمد بن أبي السري، ثنا بقية، عن الخليل بن مرة، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالسواك، فإنه مطهرة للفم، [و] مرضاة للرب عز وجل، مفرجة للملائكة، يزيد في الحسنات، وهو السنة، يجلو البصر، ويذهب الحفر، ويشد اللثة، ويذهب البلغم، ويطيب الفم".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۵۰۷/۳، ت: عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

مسواک کو لازم پکڑو، اس لئے کہ یہ منہ کو صاف کرنے کا سبب ہے، اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کا سبب ہے، فرشتوں کو خوش کرنے کا سبب ہے، نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے، اور یہ سنت ہے، نظر کو تیز کرتی ہے، اور دانتوں کی زردی دور کرتی ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور منہ کو صاف کرتی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الإيمان"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے، اور علامہ ابو الخیر احمد بن اسماعیل قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر السواك"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

روایت بطریق خلیل بن مرہ ضبعی پر ائمہ کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "شعب الإيمان"[3] میں زیر بحث روایت تخریج کرکے فرماتے ہیں:

"وهو مما تفرد به الخليل بن مرة، وليس بالقوي في الحديث". اور یہ روایت ان روایات میں سے ہے جن میں خلیل بن مرہ متفرد ہے، اور وہ حدیث میں لیس بالقوی ہے۔

علامہ ابو الخیر احمد بن اسماعیل قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "مختصر السواك"[4] میں اور

[1] شعب الإيمان: ٢٨١/٤، رقم: ٢٥٢١، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔

[2] مختصر السواك: ص: ٢، رقم: ٢، مخطوط من الشاملة.

[3] شعب الإيمان: ٢٨٢/٤، رقم: ٢٥٢١، ت: عبد العلي عبد الحميد حامد، مكتبة الرشد۔ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔

[4] مختصر السواك: ص: ٢، رقم: ٢، مخطوط من الشاملة.

حافظ ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ نے "السواك وما أشبه ذاك"[1] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ "طرح التثريب"[2] میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وقد قال فيه أبو زرعة: شيخ صالح، وقال ابن عدي: يكتب حديثه، وضعفه الجمهور، وصدر الحديث صحيح، رواه النسائي، وابن خزيمة، وابن حبان في صحيحيهما من حديث عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب. وذكره البخاري في كتاب الصيام تعليقا مجزوما به".

اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کو "شیخ صالح" کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث لکھی جائے گی، اور جمہور نے اس کی تضعیف کی ہے، اور حدیث کا ابتدائی حصہ (یعنی پہلے دو اجزاء) صحیح ہے، اسے نسائی رحمۃ اللہ علیہ، ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے تخریج کیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے، اور اللہ جل شانہ کی خوشنودی کا سبب ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "کتاب الصیام" میں تعلیقاً جزم کے صیغے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

---

[1] السواك وما أشبه ذاك، ص: ٧٤، ت: أحمد العيسوي وأبو حذيفة إبراهيم بن محمد، دار الصحابة للتراث ـ بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

[2] طرح التثريب: ٦٧/٢، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنیر"[1] میں زیر بحث روایت کے بارے میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"(قلت: هو كما قال، فقد ضعفه يحيى بن معين والنسائي، وقال البخاري: منكر الحديث). وقال ابن حبان: منكر الحديث عن المشاهير، كثير الرواية عن المجاهيل، وقال أبو زرعة: شيخ صالح، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي، وقال ابن عدي: ليس بمتروك".

میں (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: یہ بات ایسے ہی ہے جیسے بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے، چنانچہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کی تضعیف کی ہے، اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مشاہیر کے انتساب سے منکر الحدیث ہے، مجاہیل کے انتساب سے کثیر الروایہ ہے، اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ شیخ صالح ہے، اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لیس بالقوی کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ متروک نہیں ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"رواه الخليل بن مرة: عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس. والخليل

---

[1] البدر المنير: ٢/٢٣، ت: أبو محمد عبد الله، مصطفى أبو الغيط، أبو عمار ياسر، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٥٩٦، رقم: ٣٥٤٢، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

عنده مناكير، قاله البخاري".

اسے خلیل بن مرہ نے عطاء بن ابی رباح، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے، اور خلیل کے پاس مناکیر ہیں، یہ بات بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ "الإمام"[1] میں زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "والخليل بن مرة تكلم فيه". اور خلیل بن مرہ پر کلام کیا گیا ہے۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فيض القدير"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"(أبو الشيخ) ابن حبان [كذا في الأصل، والصحيح: حيان] (في) كتاب (الثواب وأبو نعيم في) كتاب فضل (السواك) من طريق الخليل ابن مرة، وفيه كما قال الولي العراقي ضعف". اسے ابو الشیخ ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1] الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: ٣٤٩/١، مخطوط من الشاملة.
حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "روى أبو نعيم من حديث الخليل بن مرة، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: في السواك عشر خصال: يطيب الفم، ويشد اللثة، ويجلو البصر، ويذهب البلغم، ويذهب الحفر، ويوافق السنة، ويفرح الملائكة، ويرضي الرب، ويزيد في الحسنات. رواه عن أبي أحمد محمد بن أحمد بن عبد الله بن صالح البخاري، عن الحسن بن علي ـ ح ـ. وعن أبي محمد ابن حيان، عن محمد بن جعفر الجمال، عن يحيى بن معلى بن منصور، ثنا حيوة بن شريح، ثنا محمد بن حمير، ثنا الخليل بن مرة، وقال في آخره: زاد أبو محمد ابن حيان في حديثه: ويصحح المعدة. قلت: والخليل بن مرة تكلم فيه".

[2] فيض القدير: ٤٥١/٤، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

"کتاب الثواب" میں، اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "فضل السواک" میں تخریج کیا ہے، اور اس میں ضعف ہے، جیسا کہ ولی عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ "إتحاف"[1] میں روایت بطریق خلیل بن مرہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وأخرجه ابن عدي من رواية الخليل بن مرة، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس، بلفظ: مطهرة للفم، مرضاة للرب، مفرحة للملائكة. قال: والخليل عنده مناكير، قاله البخاري".

اور اسے ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ، عن عطاء بن ابی رباح، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے، رب کی رضا کا سبب ہے، ملائکہ کو خوش کرنے والی ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور خلیل کے پاس مناکیر ہیں، یہ بات بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے۔

سند میں موجود راوی خلیل بن مرہ ضُبَعِی بصری (المتوفی ۱۶۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کو "ضعیف" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ أسماء الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "ذم أبو زكريا الخليل بن مرة". ابو زکریا (یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ) نے خلیل بن مرہ کی

---

[1] إتحاف السادة المتقين: ۵۵۶/۲، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ۱۴۳۳ھ۔

[2] انظر المجروحين: ۲۸۶/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱۴۱۲ھ۔

[3] تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: ص: ۸۵، رقم: ۱۷۹، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ۔

مذمت بیان کی ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "ذکر من اختلف العلماء"[1] میں روایت کرتے ہیں: "أن أحمد بن حنبل سئل عن الخليل بن مرة، فقال ثقة، ما رأيت أحدا يتكلم فيه، ورأيت حديثه عن قتادة ويحيى بن أبي كثير صحاحا، وإنما استغنى عنه البصريون، لأنه كان خاملا، ولم أر أحدا تركه". احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے خلیل بن مرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ثقہ ہے، میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس کے بارے میں کلام کرتا ہو، اور میں نے قتادہ اور یحیی بن ابی کثیر سے اس کی صحیح احادیث دیکھی ہیں، اور بصری اس سے مستغنی تھے، کیونکہ یہ گمنام تھا، اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اسے ترک کیا ہو۔

اس کے بعد حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعن يحيى بن معين أنه ذم الخليل بن مرة، وهذا الخلاف في الخليل بن مرة يوجب التوقف فيه، لأن الخليل بن مرة قد روى أحاديث صحاحا، وروى أحاديث منكرة، وهو عندي إلى الثقة أقرب"[2]. اور یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کی مذمت کی ہے، اور خلیل بن مرہ کے بارے میں یہ اختلاف اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ اس کے بارے میں توقف کیا جائے، کیونکہ خلیل بن مرہ نے صحیح احادیث بھی روایت کی ہیں، اور منکر احادیث بھی روایت کی ہیں، اور یہ میرے نزدیک ثقہ

---

[1] ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث فيه:ص:٥٢،رقم:١١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[2] ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث فيه:ص:٥٣،رقم:١١،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کے متعلق ثقہ ہونے کا قول امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے ذکر کیا ہے، جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی کتب میں یہ قول نہیں مل سکا۔

اسی طرح حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ أسماء الثقات"[1] میں یہی قول حافظ احمد بن صالح مصری رحمۃ اللہ علیہ کے انتساب سے بھی ذکر کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"الخليل بن مرة ثقة، قال أحمد بن صالح: ما رأيت أحدا يتكلم فيه، ورأيت أحاديثه عن قتادة ويحيى بن أبي كثير صحاحا، وانما استغنى عنه البصريون، لأنه كان خاملا، ولم أر أحدا تركه، وهو ثقة". خلیل بن مرہ ثقہ ہے، احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اس کے بارے میں کلام کرتا ہو، اور میں نے قتادہ اور یحیی بن ابی کثیر سے اس کی صحیح احادیث دیکھی ہیں، اور بصری اس سے مستغنی تھے، کیونکہ یہ گمنام تھا، اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اسے ترک کیا ہو، اور یہ ثقہ ہے۔

امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فيه نظر"[2]. اس میں نظر ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[3] میں فرماتے ہیں: "فيه نظر". اس میں نظر ہے۔

---

[1] تاريخ أسماء الثقات: ص: ۷۹، رقم: ۳۳۲، ت: صبحي السامرائي، الدار السلفية ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[2] الضعفاء الكبير: ١٩/٢، رقم: ٤٣٤، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[3] التاريخ الكبير: ١٧٦/٣، رقم: ٣٥٧٣، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاریخ الکبیر"[1] میں ازہر بن عبد اللہ عن تمیم داری کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "ولا يصح حديث الخليل". اور خلیل کی حدیث صحیح نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر خلیل بن مرہ کو "منكر الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بقوي في الحديث، هو شيخ صالح"[3]. حدیث میں قوی نہیں ہے، وہ شیخ صالح ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے خلیل بن مرہ کو "شيخ صالح" کہا ہے[4]۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ "سنن"[5] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "والخليل بن مرة ليس بالقوي عند أصحاب الحديث، قال محمد بن إسماعيل: هو منكر الحديث". اور خلیل بن مرہ اصحاب حدیث کے نزدیک لیس بالقوی ہے، محمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[6] میں خلیل بن مرہ کو "ضعيف" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[7] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث عن المشاهير، كثير الرواية عن المجاهيل". یہ مشاہیر کے انتساب سے منکر الحدیث

---

[1] التاريخ الكبير: ٤٢٣/١، رقم: ١٤٦٥، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
[2] سنن الترمذي: ٥١٥/٥، ت: إبراهيم عطوه عوض، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٩٥هـ.
[3] الجرح والتعديل: ٣٧٩/٣، رقم: ١٧٢٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[4] انظر الجرح والتعديل: ٣٧٩/٣، رقم: ١٧٢٩، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
[5] سنن الترمذي: ٥١٤/٥، رقم: ٣٤٧٣، ت: إبراهيم عطوه، مطبعة مصطفى البابي ـ القاهرة، الطبعة الثانية ١٣٩٥هـ.
[6] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٧٣، رقم: ١٧٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
[7] المجروحين: ٢٨٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

ہے، مجاہیل کے انتساب سے کثیر الروایہ ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں خلیل بن مرہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "وللخليل أحاديث غير ما ذكرته أحاديث غرائب، وهو شيخ بصري، وقد حدث عنه الليث وأهل الفضل، ولم أر في أحاديثه حديثا منكرا قد جاوز الحد، وهو في جملة من يكتب حديثه، وليس هو متروك الحديث". اور خلیل کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی غریب احادیث ہیں، اور وہ شیخ بصری ہے، اس سے لیث اور اہل فضل نے حدیث روایت کی ہے، اور میں نے اس کی احادیث میں ایسی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی جو حد سے تجاوز کر چکی ہو، اور وہ فی الجملہ ایسے راویوں میں سے ہے جن کی احادیث لکھی جاتی ہیں، اور وہ متروک الحدیث نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکامل"[2] میں جعفر بن سلیمان ضبعی کے ترجمہ میں ایک روایت کے تحت خلیل بن مرہ کو "ضعیف جداً" قرار دیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "البعث والنشور" میں ایک روایت کے تحت خلیل بن مرہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "فيه نظر"[3]۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ"[4] میں ایک روایت کے

---

[1] الكامل في الضعفاء:٥٠٩/٣،رقم:٦١٠،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الكامل في الضعفاء:٣٨٢/٢،رقم:٣٤٣،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[3] البعث والنشور:ص:٢٥٥،رقم:٥٠٨،ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول الإبياني،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ

[4] تذكرة الحفاظ:ص:٦٥،رقم:١٣٣،ت:حمدي بن عبد المجيد،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

تحت خلیل بن مرہ کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن بشکوال رحمہ اللہ نے "شیوخ لابن وهب"[1] میں خلیل بن مرہ کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "میزان"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان من الصالحين". اور یہ صالحین میں سے تھا۔

نیز حافظ ذہبی رحمہ اللہ "ديوان الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "ضعفه ابن معين". ابن معین رحمہ اللہ نے خلیل بن مرہ کو ضعیف قرار دیا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے "البدر المنير"[4] میں ایک روایت کے تحت خلیل بن مرہ کو "واه" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے خلیل بن مرہ کو "تقريب التهذيب"[5] میں "ضعيف" کہا ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "التلخيص الحبير" میں ایک مقام پر خلیل بن مرہ کو "منكر الحديث"[6] اور دوسرے مقام پر "واه" کہا ہے[7]۔

---

[1] شيوخ عبد الله بن وهب القرشي: ص:۹۱، رقم:٤٨، ت: عامر حسن صبري، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٦٦٧/١، رقم: ٢٥٧٢، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] ديوان الضعفاء: ص: ١٢٢، رقم: ١٢٩٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مطبعة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة.

[4] البدر المنير: ٢٢٦/٧، ت: أبو محمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[5] تقريب التهذيب: ص: ١٩٦، رقم: ١٧٥٧، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] تلخيص الحبير: ٥٣/٢، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[7] تلخيص الحبير: ١٩١/٣، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

اہم نوٹ:

① ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

② زیر بحث سند میں خلیل بن مرہ سے بقیہ بن ولید باوجود صدوق وحافظ ہونے کے اس روایت کو عنعنہ کے ساتھ روایت کر رہا ہے، اور بقیہ کا ضعفاء سے تدلیس کرنا معروف امر ہے، واللہ اعلم[1]۔

---

[1] **بقية بن الوليد [م، عو] بن صائد، أبو يحمد الحميري الكلاعي المتيمي الحمصي الحافظ، أحد الاعلام:** ولد سنة عشر ومائة، وروى عن محمد بن زياد الألهاني، وبحير بن سعد، والزبيدي، وخلق كثير، وعنه ابن جريج، والأوزاعي، وشعبة، وثلاثتهم شيوخه، وابن راهويه، وعلي بن حجر، وكثير بن عبيد،وخلائق، قال ابن المبارك: صدوق، لكن يكتب عمن أقبل وأدبر، وقال أحمد: هو أحب إلي من إسماعيل بن عياش، وقال يحيى بن معين: عند بقية ألفا حديث صحاح، عن شعبة، وكان يذاكر شعبة بالفقه، قال غير واحد من الائمة: بقية ثقة إذا روى عن الثقات، وقال ابن عدي: إذا روى عن أهل الشام فهو ثبت، وقال النسائي وغيره: إذا قال حدثنا وأخبرنا فهو ثقة، وقال غير واحد: كان مدلسا، فإذا قال عن، فليس بحجة، قال ابن حبان: سمع من شعبة ومالك وغيرهما أحاديث مستقيمة، ثم سمع من أقوام كذابين عن شعبة ومالك، فروى عن الثقات بالتدليس ما أخذ عن الضعفاء، وقال أبو حاتم: لا يحتج به، وقال أبو مسهر: أحاديث بقية ليست نقية، فكن منها على تقية، قال حيوة بن شريح: سمعت بقية يقول: لما قرأت على شعبة أحاديث بحير بن سعد قال: يا أبا يحمد! لو لم أسمعها منك لطرت، وقال أبو إسحق الجوزجاني: رحم الله بقية ما كان يبالي إذا وجد خرافة عمن يأخذه، فإن حدث عن الثقات فلا بأس به، وقال عبد الله بن أحمد: سألت أبي عن ضمرة وبقية، فقال:ضمرة أحب إلينا من الثقات المأمونين، رجل صالح، لم يكن بالشام رجل صالح يشبهه، رحمه الله .

ابن عدي، حدثنا عبد الرحمن بن القاسم، حدثنا أبو مسهر، حدثنا بقية، عن محمد بن زياد، عن أبي راشد، قال: أخذ بيدي أبو أمامة، وقال: أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي، ثم قال: يا أبا أمامة! إن من المؤمنين من يلين له قلبي. وقال أبو التقي اليزني: من قال إن بقية قال: حدثنا فقد كذب، ما قال قط إلا حدثني فلان، وقال حجاج بن الشاعر: سئل ابن عيينة عن حديث من هذه الملح، فقال أبو العجب: أخبرنا بقية بن الوليد، أخبرنا، وقال ابن خزيمة: لا أحتج ببقية، حدثنا أحمد بن الحسن الترمذي، سمعت أحمد بن حنبل يقول: توهمت أن بقية لا يحدث المناكير إلا عن المجاهيل، فإذا هو يحدث المناكير عن المشاهير، فعلمت من أين أتى، قال

ابن حبان: دخلت حمص وأكبر همي شأن بقية فتتبعت حديثه، وكتبت النسخ على الوجه، وتتبعت ما لم أجد يعلو، فرأيته ثقة مأمونا، ولكنه كان مدلسا يدلس عن عبيد الله بن عمر، وشعبة، ومالك، ما أخذه عن مثل المجاشع بن عمرو، والسري بن عبد الحميد، وعمر بن موسى الميتمي وأشباههم، فروى عن أولئك الثقات الذين رآهم ما سمع من هؤلاء الضعفاء عنهم، فكان يقول: قال عبيد الله، وقال مالك، فحملوا عن بقية، عن عبيد الله، وبقية عن مالك، وأسقط الواهي بينهما فالتزق الوضع ببقية، وتخلص الواضع من التوسط.

وكان ابن معين يوثقه، وقال مضر بن محمد الأسدي: سألت يحيى بن معين عن بقية، فقال: ثقة إذا حدث عن المعروفين، ولكن له مشايخ لا يدري من هم، إلى أن قال ابن حبان: حدثنا سليمان بن محمد الخزاعي بدمشق، حدثنا هشام بن خالد، حدثنا بقية، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس مرفوعا: من أدمن على حاجبيه بالمشط عوفي من الوباء. وهذا من نسخة كتبناها بهذا الإسناد، كلها موضوعة، يشبه أن يكون بقية سمعه من إنسان واه عن ابن جريج، فدلس عنه، والتزق به. وبه: إلى النبي صلى الله عليه وسلم: إذا جامع أحدكم زوجته فلا ينظر إلى فرجها، فإن ذلك يورث العمى. وبه: قال عليه الصلاة والسلام: تربوا الكتاب وسحوه من أسفله، فإنه أنجح للحاجة. وبه: من أصيب بمصيبة فاحتسب ولم يشك إلى الناس كان حقا على الله أن يغفر له. أحمد بن يونس الحمصي، أنبأنا الوليد بن مسلم، عن بقية، عن ابن جريج، عن عطاء، عن ابن عباس رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في دم الحبون.

هشام بن عبد الملك اليزني، أنبأنا بقية، حدثني مالك بن أنس، عن عبد الكريم الهمداني، عن أبي حمزة، قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن رجل نسي الأذان والإقامة، فقال: إن الله تجاوز عن أمتي السهو في الصلاة. عبد الكريم هو الجزري، وأبو حمزة هو أنس بن مالك، حدثناه عبدان، وعمر بن سنان، قالا: حدثنا هشام، قلت: هذا لا يحتمل، وقد رواه الوليد بن عتبة، عن بقية، حدثنا عبيد رجل من همدان، عن قتادة، عن أبي حمزة، عن ابن عباس، قال: قيل: يا رسول الله! الرجل ينسى الأذان والإقامة ... الحديث. فهذا محتمل، وعبيد لا يعرف.

الباغندي، حدثنا سليمان بن سلمة، حدثنا بقية، أنبأنا مالك، عن الزهري، عن أنس مرفوعا: انتظار الفرج عبادة، هذا باطل عن مالك. ومن مناكير بقية، حدثنا محمد بن زياد، عن أبي أمامة مرفوعا: بينما الخضر يمشي في سوق لبني إسرائيل ... الحديث بطوله. هذا الحديث قال ابن جوصا: سألت محمد بن عوف عنه، فقال: هذا موضوع، فسألت أبا زرعة عنه، فقال: حديث منكر. قال ابن عدي: لا أعلم رواه عن بقية غير سليمان بن عبيد الله الرقي، وقد ادعاه عبد الوهاب بن ضحاك العرضي، وهو متهم. وأما سليمان فقال فيه ابن معين: ليس بشيء فسلم عنه بقية، ولبقية عن يونس، عن الزهري، عن سالم، عن ابن عمر مرفوعا: من أدرك ركعة من الجمعة وتكبيرتها فقط فقد أدرك الصلاة. رواه الثقات عن الزهري، فقالوا: عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، وما فيه من الجمعة. سعيد بن عمرو السكوني، حدثنا بقية، حدثني ابن المبارك، عن جرير بن حازم، عن الزبير بن الخريت، عن عكرمة، عن ابن عباس مرفوعا: نهى عن طعام المتباريين، وهذا صوابه مرسل. سليمان بن سلمة، أنبأنا بقية، عن الزبيدي، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه رفعه: أنه سلم تسليمة.

رواه عباس الدوري، أنبأنا أبو خيثمة، عن يحيى بن معين، عن الجرجسي، عن بقية .
ولبقية عن شعبة كتاب فيه غرائب انفرد بها بقية. مهنأ بن يحيى، وانفرد بهذا، حدثنا بقية، عن سعيد بن عبد العزيز، عن مكحول، عن أبي هريرة مرفوعا: يحشر المكارون وقتلة الأنفس إلى جهنم في درجة واحدة. بقية، عن عبد الله بن عمر، عن أبي الزناد، عن ابن المسيب، عن أبي هريرة مرفوعا: لا نكاح إلا بإذن الرجل والمرأة. بقية، قال شريك: عن كليب بن وائل، عن ابن عمر مرفوعا: لا تساكنوا الأنباط في بلادهم، ولا تناكحوا الخوز، فإن لهم أصولا تدعوهم إلى غير الوفاء. وهذا منكر، وقد دلسه عن شريك. سعيد بن عمرو، حدثنا بقية، عن الحر بن مالك الفزاري، عن أبي محمد، عن حذيفة بن اليمان مرفوعا: اقرءوا القرآن بلحون أهل العرب ... الحديث. قال محمد بن عوف: روى هذا الحديث شعبة عن بقية. حماد بن زيد، عن بقية، عن معاذ بن رفاعة، عن إبراهيم بن عبد الرحمن العذري، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يرب هذا العلم من كل خلف عدوله، ينفون عنه تحريف الغالين ... الحديث. وذكر العقيلي، حدثنا محمد بن سعيد، حدثنا عبد الرحمن بن الحكم، عن وكيع، قال: ما سمعت أحدا أجرأ على أن يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بقية .
أخبرنا عبد الخالق بن علوان ببعلبك، أخبرنا أبو محمد بن قدامة سنة إحدى عشرة وستمائة، أخبرنا طاهر بن محمد، أنبأنا أبو الفتح عبدوس بن عبد الله، أخبرنا أبو بكر بن محمد بن أحمد الطوسي، حدثنا محمد بن يعقوب الأصم، حدثنا أبو عتبة، حدثنا بقية، أنبأنا صفوان بن عمرو، حدثني أزهر بن عبد الله، سمعت عبد الله بن بشر صاحب النبي صلى الله عليه وسلم يقول: كنا نسمع أنه يقال: إذا اجتمع عشرون رجلا أو أكثر أو أقل فلم يكن فيهم من يهاب في الله فقد حضر الأمر. كثير بن عبيد، أنبأنا بقية، حدثنا شعبة، حدثني عاصم الأحول، عن أبي قلابة، عن أبي أسماء، عن ثوبان مرفوعا: من تكفل لي ألا يسأل امرأ شيئا أتكفل له بالجنة. ابن عدي، أنبأنا على بن سراج، أنبأنا عطية بن بقية، أنبأنا أبي، عن محمد بن زياد، عن أبي أمامة مرفوعا: السباق أربعة: أنا سابق العرب، وبلال سابق الحبشة، وصهيب سابق الروم، وسلمان سابق الفرس. [قال أبو زرعة، وأبو حاتم: حديث باطل، لا أصل له بهذا الإسناد].
ابن مصفى وآخر، حدثنا بقية، عن الأوزاعي، عن ابن جريج، عن أبي الزبير، عن جابر مرفوعا: قال: مجوس هذه الأمة القدرية. أخبرنا أحمد بن هبة الله، عن عبد الرحيم بن أبي سعيد، أنبأنا أبو البركات ابن الفزاري، أخبرنا محمد بن عبيد الله: أخبرنا أبو نعيم عبد الملك بن الحسن، حدثنا أبو عوانة الحافظ، أنبأنا سعيد بن عمرو السكوني، وعطية بن بقية، وأبو عتبة الحمصيون قالوا: حدثنا بقية، حدثنا الزبيدي، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دعي إلى عرس ونحوه فليجب. أخرجه في صحيحه عن ابن راهويه، عن عيسى بن المنذر، عن بقية، وليس لبقية في الصحيح سواه، أخرجه شاهدا. وبه إلى أبي عوانة: حدثنا الديري، قرأنا على عبد الرزاق، عن معمر، عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا دعا أحدكم أخاه فليجب عرسا كان أو غيره. وبه: أنبأنا أبو أمية، أنبأنا يحيى بن بكير، أنبأنا ليث، عن محمد بن عبد الرحمن ابن غنج، عن نافع، عن ابن عمر، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم:

إذا دعا أحدكم أخاه فليأته عرسا كان أو نحوه. فهذا لم يخرجه مسلم .
قال الدارقطني: كنية بقية أبو يحمد، وأهل الحديث يقولونه بفتح الياء. وقال يحيى بن معين: كان شعبة مبجلا لبقية حيث قدم [عليه]. وقال زكريا بن عدي: قال لنا أبو إسحاق الفزاري: خذوا عن بقية ما حدث عن الثقات، ولا تأخذوا عن إسماعيل بن عياش ما حدث عن الثقات ولا غير الثقات. وقال غير واحد، عن ابن المبارك: بقية أحب إلي من إسماعيل، وقال مسلم: حدثنا ابن راهويه، سمعت بعض أصحاب عبد الله قال: قال ابن المبارك: نعم الرجل بقية! لولا أنه يكني الأسامي، ويسمي الكنى. كان دهرا يحدثنا عن أبي سعيد الوحاظي، فنظرنا فإذا هو عبد القدوس. وقال أبو داود: أنبأنا أحمد، قال: روى بقية عن عبيد الله المناكير، وقال عثمان الدارمي: قلت ليحيى: بقية أحب إليك أو محمد بن حرب؟ فقال: ثقة وثقة. وروى عباس، عن ابن معين، قال: إذا لم يسم بقية شيخه وكناه فاعلم أنه لا يساوي شيئا، قال ابن عدي: وبقية يخالف في بعض حديثه الثقات، وإذا روى عن أهل الشام فهو ثبت، وإذا روى عن غيرهم خلط كإسماعيل، وقال أبو التقي: سمعت بقية يقول: ما أرحمني ليوم الثلاثاء ما يصومه أحد، وقال ابن عدي: حدثنا عبد الله بن محمد بن إسحاق، سمعت بركة بن محمد الحلبي يقول: كنا عند بقية في غرفة، فسمع الناس يقولون: لا، لا، فأخرج رأسه من الروزنة، وجعل يصيح معهم: لا، لا، فقلنا: يا أبا محمد! سبحان الله! أنت إمام يقتدى بك. قال: اسكت، هذه سنة بلدنا. قلت: البلاء في هذا البلد قديم، لكن بركة ليس بثقة .
وعن قثم بن أبي قتادة قال: سمعت رجلا يسأل بقية كيف يستحب للعروس أن تدخل على زوجها؟ قال: ما زلنا نسمع عجائز الحي يقلن: إذا جلي أحال اليمين على المال والبنين. قال أبو علي النيسابوري: أنبأنا محمد بن خالد بن يزيد البردعي بمكة، حدثنا عطية بن بقية، قال: قال أبي: دخلت على هارون الرشيد، فقال: يا بقية! إني أحبك، فقلت: وأهل بلدي؟ قال: لا، إنهم جند سوء، لهم كذاوكذا غدرة. ثم قال: حدثني، فقلت: حدثنا محمد بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: [أنا سابق العرب ... الحديث. فقال: زدني. فقلت: حدثني محمد بن زياد، عن أبي أمامة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:] وعدني ربي أن يدخل الجنة من أمتي سبعين ألفا مع كل ألف سبعين ألفا، وثلاث حثيات من حثيات ربي، قال: فامتلأ من ذلك فرحا، وقال: يا غلام! ناولني الدواة، اكتبها، وكان القيم بأمره الفضل بن الربيع ومرتبته بعيدة، فناداني: يا بقية! ناول أمير المؤمنين الدواة بجنبك، قلت: ناوله أنت يا هامان! فقال: سمعت ما قال يا أمير المؤمنين! قال: اسكت فما كنت عنده هامان حتى أكون أنا عنده فرعون. قال يعقوب الفسوي: وبقية يذكر بحفظ إلا أنه يشتهي الملح والطرائف من الحديث، فيروي عن الضعفاء. ابن مصفى، أنبأنا بقية، قال لي شعبة: بحر لنا بحر لنا. وقال حيوة بن شريح: حدثنا بقية، قال لي شعبة: أهد إلي حديث بحير. عمر بن سنان، حدثنا عبد الوهاب بن الضحاك، قال: قال لي بقية: قال لي شعبة: يا أبا يحمد! نحن أبصر بالحديث، وأعلم به منكم. قلت: تقول ذا يا أبا بسطام؟ قال: نعم. قلت: فما تقول في رجل ضرب على أنفه فذهب شمه؟ فتفكر فيها، وجعل ينظر، فقال: إيش تقول يا أبا يحمد! قلت: أنبأنا ابن ذي حماية، قال: كان مشيختنا يقولون: يجعل في أنفه الخردل، فإن حركه علمنا أنه كاذب، وإن لم يحركه فقد صدق .

روایت بطریق خلیل بن مرہ ضُبَعِی کا حکم

سند میں موجود راوی خلیل بن مرہ کے بارے میں بعض ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ ذکر کئے ہیں، جیسے: "منکر الحدیث ہے" (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے" (حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ)، "واہ" (حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز خلیل بن مرہ سے یہ روایت بقیہ بن ولید عنعنہ کے ساتھ نقل کر رہا ہے، اس مجموعی صورتِ حال کے پیش نظر زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق جویبر

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ "تنبیہ الغافلین"[1] میں فرماتے ہیں:

"حدثنا أبو جعفر، حدثنا أبو بكر بن أحمد بن محمد بن أبي سهل

وبقية ذو غرائب وعجائب ومناكير، قال عبد الحق في غير حديث: بقية لا يحتج به. وروى له أيضا أحاديث وسكت عن تليينها. وقال أبو الحسن بن القطان: بقية يدلس عن الضعفاء، ويستبيح ذلك، وهذا إن صح مفسد لعدالته. قلت: نعم والله! صح هذا عنه، إنه يفعله. وصح عن الوليد بن مسلم، بل وعن جماعة كبار فعله، وهذه بلية منهم، ولكنهم فعلوا ذلك باجتهاد وما جوزوا على ذلك الشخص الذي يسقطون ذكره بالتدليس، إنه تعمد الكذب، هذا أمثل ما يعتذر به عنهم. وروى ابن أبي السري، عن بقية، قال لي شعبة: ما أحسن حديثك ولكن ليس له أركان، فقلت: حديثكم أنتم ليس له أركان، تجيئني بغالب القطان، وحميد الأعرج، وأبي التياح، وأجيئك بمحمد بن زياد الألهاني، وأبي بكر بن أبي مريم الغساني، وصفوان بن عمرو السكسكي، يا أبا بسطام! إيش تقول؟ لو ضرب رجل رجلا فذهب شمه؟ قال: ما عندي فيها شيء ... وذكر الحديث. قال عبد الله بن أحمد: قلت لأبي: أيما أحب إليك: بقية أو ضمرة؟ قال: ضمرة. ذكر طائفة أن بقية مات سنة سبع وتسعين ومائة، وأخطأ من قال غير ذلك(ميزان الاعتدال:۱/۳۳۱،رقم:۱۲۵۰،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ــ بيروت).

[1] تنبيه الغافلين:ص:۲۹۳،رقم:٤۰۸،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ــ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

القاضي، حدثنا إبراهيم بن خنيس، عن أبيه، عن إسماعيل بن أبي زياد، عن جويبر، عن الضحاك، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالسواك، فإن فيه عشر خصال: مطهرة للفم، ومرضاة للرب، ومفرحة للملائكة، ومجلاة للبصر، ويبيض الأسنان، ويشد اللثة، ويذهب بالبخر [كذا في الأصل]، ويهضم الطعام، ويقطع البلغم، وتضاعف به الصلوات، ويطيب النكهة، وهو طريق القرآن".

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک کو لازم پکڑو، اس لئے کہ اس میں دس خصلتیں ہیں: منہ کو پاک کرنے والی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے، فرشتوں کو خوش کرنے کا سبب ہے، اور نظر کو تیز کرتی ہے، اور دانتوں کو صاف کرتی ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کی بدبو کو زائل کرتی ہے، اور کھانا ہضم کرتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور اس سے نمازیں بڑھ جاتی ہیں، اور منہ کی بو کو عمدہ کرتی ہے، اور یہ راہ قرآن ہے۔

سند میں موجود راوی ابو القاسم جویبر بن سعید ازدی بلخی مفسر (المتوفی مابین ۱۴۰ — ۱۵۰ھ [1]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عبيدة، وجويبر، وابن سالم، وجابر الجعفي، قريب بعضهم من بعض، ويراهم يحيى ضعفاء" [2].

عبیدہ، جویبر، ابن سالم اور جابر جعفی، ان میں سے بعض بعض کے قریب ہیں،

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الصغیر" میں جویبر بن سعید کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٥٤/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٤٠٧/١، رقم: ٢٧٦٤، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

(حافظ عباس دوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اور یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ان سب کو ضعیف سمجھتے تھے۔

نیز حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء"[1]۔ جویبر "لیس بشیء" ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2]، "التاريخ الصغير"[3] اور "الضعفاء الصغير"[4] میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت أعرف جويبرا بحديثين، يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعفه"۔ میں جویبر کو دو حدیثوں سے پہچانتا ہوں، یعنی پھر اس کے بعد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اِن احادیث کی تخریج کی، (اور پھر انھوں نے) جویبر کی تضعیف کی۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جويبر ما كان عن الضحاك فهو على ذاك أيسر، وما كان يسند عن النبي صلى الله عليه وسلم فهي منكرة"[5]۔ جویبر جو ضحاک سے نقل کرے اس کا معاملہ آسان ہے، اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرے تو وہ منکر ہے۔

حافظ یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تساهلوا في أخذ التفسير عن قوم، لا يوثقونهم في الحديث، ثم ذكر ليث بن أبي سليم وجويبر، والضحاك،

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ۲۰۶/۱، رقم: ۱۳٤۳، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[2] التاريخ الكبير: ۲۳٦/۲، رقم: ۲۳۸۳، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[3] التاريخ الصغير: ۱۰۰/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[4] الضعفاء الصغير: ص: ۳۱، رقم: ۵۸، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[5] الجرح التعديل: ۵٤۱/۲، رقم: ۲۲٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

ومحمد بن السائب، وقال: هؤلاء لا يحمد حديثهم، ويكتب التفسير عنهم"[1].

یہ لوگ تفسیر لینے کے معاملہ میں تساہل کرتے ہیں، حدیث کے معاملہ میں ان کی توثیق نہیں کرتے، پھر لیث بن ابی سلیم، جویبر، ضحاک اور محمد بن سائب کا ذکر کیا، اور فرمایا: ان کی حدیث محمود نہیں ہے، اور ان سے تفسیر لکھی جائے۔

حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال"[2] میں جویبر بن سعید، عبیدہ بن مُعتّب اور کلبی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "سمعت من حدثني عن ابن حنبل، أنه قال: لا يشتغل بحديثهم". میں نے اس شخص سے سنا جس نے مجھے ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے بتایا: وہ (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث میں مشغول نہ ہوں۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته يعني أباه عن جويبر بن سعيد؟ فضعفه جدا، قال: وسمعت أبي، يقول: جويبر أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير"[3]. میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر کے بارے میں پوچھا؟ تو انھوں نے جویبر کو شدید ضعیف قرار دیا، نیز میں نے اپنے والد کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جویبر ضحاک سے کثرت سے نقل کرتا ہے، یہ ضحاک سے منکر خبریں نقل کرتا ہے۔

---

[1] ميزان الاعتدال: ۳۹۱/۱، رقم: ۱۵۱۷، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[2] أحوال الرجال: ص: ٦٩، رقم: ٤٠، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

[3] تاريخ بغداد: ۱۸۱/۸، رقم: ۳٦۹٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو ”ليس بالقوي“ کہا ہے[1]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ياسين بن معاذ، وعباد بن كثير، وجويبر، لا يحتج بحديثهم“[2]. یاسین بن معاذ، عباد بن کثیر اور جویبر، ان سب کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة“[3]. ضحاک سے مقلوب اشیاء روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأسامي“[4] میں ”ذاهب الحديث“ کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الضعفاء“[5] میں ”متروك الحديث“ کہا ہے۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر ”ليس بثقة“ کہا ہے[6]۔

حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ ”قبول الأخبار“[7] میں فرماتے

---

[1] الجرح التعديل: ٥٤١/٢، رقم: ٢٢٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[2] سؤالات البرذعي: ص: ٤٩٥، رقم: ١٠٥٧، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[3] المجروحين: ٢١٧/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[4] الأسامي والكنى: ٧٥/١، رقم: ٢٣، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[5] الضعفاء والمتروكين: ص: ٧٣، رقم: ١٠٦، ت: بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[6] تهذيب الكمال: ١٧٠/٥، رقم: ٩٨٥، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[7] قبول الأخبار ومعرفة الرجال: ١٩١/٢، رقم: ٢٨٩، ت: أبي عمرو الحسيني بن عمر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

ہیں: "جويبر ليس بشيء". جویبر لیس بشیء ہے۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والضعف على حديثه ورواياته بين"[1]. اس کی حدیث اور اس کی روایات میں ضعف واضح ہے۔

حافظ دار قطنی رحمہ اللہ نے "الضعفاء"[2] میں جویبر کو "متروك" کہا ہے۔

امام ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ جویبر کے بارے میں لکھتے ہیں: "أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر"[3]. میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے جویبر کے متعلق "الكاشف"[4] میں "تركوه"، "ديوان الضعفاء"[5] میں "متروك الحديث"، "المقتنى"[6] میں "تالف" اور "العلو"[7] میں "واه" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے "الترجيح"[8] میں ایک روایت

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٤١/٢، رقم: ٣٢٩، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٧١، رقم: ١٤٧، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[3] كتاب الموضوعات: ٢٠٤/٢، ت: عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

[4] الكاشف: ٢٩٨/١، رقم: ٨٢٦، ت: محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب، مؤسسة علوم القرآن ـ جدة.

[5] ديوان الضعفاء: ص: ٦٨، رقم: ٧٩٩، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[6] المقتنى في سرد الكنى: ٥٢/١، رقم: ٢٢، ت: محمد صالح عبد العزيز المراد، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

[7] العلو للعلي الغفار: ص: ١١٣، رقم: ٣٠٣، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[8] الترجيح لحديث صلاة التسبيح: ص: ٣٥، ت: محمود سعيد ممدوح، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

کے تحت جویبر بن سعید کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "التقریب"[1] میں "ضعیف جداً"، "العجاب"[2] میں "واہ" اور "الأمالي المطلقة"[3] میں "أحد المتروکین" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزیه الشریعه"[4] میں جویبر بن سعید کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "صاحب الضحاك، متروك، واتهمه ابن الجوزي، قلت: رأيت بخط الحافظ ابن حجر في فوائد متفرقة على ظهر تلخيص الموضوعات لابن درباس، ما نصه: جويبر والضحاك وإن كانا مجروحين، لم يتهما بكذب، والله أعلم"۔

یہ صاحبِ ضحاک ہے، متروک ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے متہم کہا ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: میں نے ابن درباس رحمۃ اللہ علیہ کی "تلخیص الموضوعات" کی پشت پر موجود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے متفرق فوائد میں دیکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: جویبر اور ضحاک پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، لیکن یہ دونوں جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہیں، واللہ اعلم۔

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ١٤٣، رقم: ٩٨٧، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[2] العجاب في بيان الأسباب: ٢١١/١، ت: عبد الحكيم محمد الأنيس، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ

[3] الأمالي المطلقة: ص: ٦١، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ

[4] تنزيه الشريعة: ٤٦/١، رقم: ٤١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق جویبر میں موجود راوی ابوالحسن اسماعیل بن زیاد ویقال اسماعیل بن ابی زیاد واسماعیل بن مسلم سکونی شعیری کوفی شامی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي أحاديث مفتعلة"[1]. گھڑی ہوئی احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "شيخ دجال، لا يحل ذكره في الحديث إلا على سبيل القدح فيه". شیخ ہے، دجال ہے، اس کا ذکر حدیث میں سوائے اس پر جرح کے حلال نہیں ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[3] میں اسے "منكر الحديث" کہا ہے۔

اس کے بعد اس سے منقول چند روایات ذکر کر کے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وإسماعيل بن أبي زياد هذا عامة ما يرويه لا يتابعه أحد عليه، إما إسنادا، وإما متنا". عام طور پر اس اسماعیل بن ابی زیاد کی متن وسند دونوں حیثیتوں سے کسی نے متابعت نہیں کی۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء"[4] میں فرماتے ہیں: "يضع الحديث، كذاب، متروك". حدیث گھڑتا تھا، کذاب، متروک ہے۔

---

[1] سؤالات البرذعي: ص: ١١٦، رقم: ١١١، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] المجروحين: ١٢٩/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ٥١٠/١، رقم: ١٤٠، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء والمتروكون: ص: ١٣٩، رقم: ٨٥، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "غنية الملتمس"[1] میں یحیی بن ابی السکن کے ترجمہ میں اسماعیل سکونی کو "غير ثقة" کہا ہے۔

حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ "تهذيب الكمال"[2] میں فرماتے ہیں: "وهو من الضعفاء المتروكين". اور یہ ضعفاء اور متروک راویوں میں سے ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ميزان"[3] میں اسے "متهم" اور "الكاشف"[4] میں "واه" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[5] میں فرماتے ہیں: "هالك، ليس بثقة". ہالک ہے، ثقہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقريب"[6] میں فرماتے ہیں: "متروك، كذبوه". متروک ہے، محدثین نے اسے کذاب کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[7] میں فرماتے ہیں: "كذاب، يضع الحديث". یہ کذاب ہے، حدیث گھڑتا ہے۔

---

[1] غنية الملتمس إيضاح الملتبس:ص:٤٢٩،رقم:٦٤٢،ت:يحيى بن عبد الله البكري الشهري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[2] تهذيب الكمال:٢٠٦/٣،رقم:٤٨٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٧هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٢٥٠/١،رقم:٩٤٦،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] الكاشف:٢٤٦/١،رقم:٣٧٦،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلاميه ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

[5] تاريخ الإسلام:٥٨١/٤،رقم:١٤،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[6] تقريب التهذيب:ص:١٠٧،رقم:٤٤٦،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ حلب،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[7] تنزيه الشريعة:٣٩/١، رقم:٢٩١،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

روایت بطریق جویبر کا حکم

سند میں موجود راوی جویبر بن سعید کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"لیس بشیء" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبداللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً" (امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث" (حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث، لیس بثقۃ" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں" (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "ترکوہ"، "متروک الحدیث"، "واہ" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً"، "واہ"، "احد المتروکین" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اسی طرح سند میں موجود راوی ابو الحسن اسماعیل بن ابی زیاد کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"گھڑی ہوئی احادیث روایت کرتا ہے" (حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ)، "دجال ہے، اس کا ذکر حدیث میں سوائے اس پر جرح کے حلال نہیں ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "حدیث گھڑتا تھا، کذاب، متروک ہے" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "ثقہ نہیں ہے" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ضعفاء اور متروک راویوں میں سے ہے" (حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ)، "متہم"، "واہ"، "ہالک ہے، ثقہ نہیں ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے، محدثین نے اسے کذاب کہا ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل اسماعیل بن ابی زیاد اور جویبر کی وجہ سے یہ روایت اس طریق سے

بھی ''ضعف شدید'' سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے زیر بحث روایت کو اس سند سے بھی رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو نضر کنانہ بن جبلہ بن عمرو سلمی

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''الغرائب الملتقطة''[1] میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

''قال:أخبرنا بنجير، أخبرنا جعفر، أخبرنا إسماعيل بن الحسين بن علي البخاري، حدثنا خلف بن محمد البخاري، حدثنا أبو بكر بن أبي عبد الله بن أبي حفص، حدثنا عمر بن مطر، حدثنا أحمد بن حرب، عن أحمد بن عبد الله، عن كنانة بن جبلة، عن بكر بن خنيس، عن ضرار بن عمرو، عن ثابت، عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: في السواك عشر خصال، مطهرة للفم، مرضاة للرب، ومسخطة للشيطان، ومحبة للحفظة، ويشد اللثة، ويطيب الفم، ويقطع البلغم، ويطفيء المرة، ويجلو البصر، ويوافق السنة''.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک میں دس فائدے ہیں: منہ کو صاف کرتی ہے، اور اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور شیطان کو ناراض کرتی ہے، اور فرشتوں کی محبوب چیز ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کو خوشبودار بناتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور کڑواہٹ کو زائل کرتی ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے، اور سنت کی موافقت کرتی ہے۔

---

[1] الغرائب الملتقطة:۱۰۲۱/۵،رقم:۲۱٤۷،ت:أبو بكر أحمد جالو،جميعة دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

سند میں موجود راوی ابو نضر کنانہ بن جبلہ بن عمرو سلمی خرسانی ہروی کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ عثمان بن سعید دارمی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ" [1] میں فرماتے ہیں: "وسألت يحيى قلت: كنانة بن جبلة، الذي كان يكون بخراسان من أهل الحديث؟ قال: ذاك كذاب خبيث. قال عثمان: وهو قريب مما قال يحيى: خبيث الحديث". میں نے یحیی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: کنانہ بن جبلہ جو خراسان میں رہتا ہے کیا وہ اصحاب حدیث میں سے ہے؟ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ خبیث جھوٹا ہے، عثمان نے کہا کہ یحیی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے کے مطابق وہ خبیث الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء" [2] میں حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير" [3] میں کنانہ بن جبلہ کا ترجمہ قائم کر کے سکوت کیا ہے۔

حافظ ابو اسحاق جوزجانی سعدی رحمۃ اللہ علیہ "أحوال الرجال" [4] میں فرماتے ہیں: " كنانة بن جبلة كان بخراسان بهراة، ضعيف الأمر جدا". کنانہ بن جبلہ خراسان کے علاقہ ہرات سے تھا، اس کا معاملہ بہت زیادہ ضعیف ہے۔

---

[1] تاريخ عثمان سعيد الدارمي: ص: ۱۹٦، رقم: ۷۱۷، ت: أحمد محمد نور سيف، دار المأمون للتراث - بيروت.

[2] ديوان الضعفاء: ص: ۳۳۲، رقم: ۳٤۹۰، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية - المكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[3] التاريخ الكبير: ۱۲۰/۷، رقم: ۱۰۳٥٦، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ

[4] أحوال الرجال: ص: ۳٤۷، رقم: ۳۸۲، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي - فيصل آباد - باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "محله الصدق، يكتب حديثه، حسن الحديث"[1]. یہ محلہ الصدق ہے، اس کی حدیثیں لکھی جائیں گی، یہ حسن الحدیث ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[2] میں فرماتے ہیں: "كان مرجئا، يقلب الاخبار، وينفرد عن الثقات بالأشياء المعضلات". یہ مرجی تھا، اخبار میں قلب کرتا تھا، اور ثقہ لوگوں کے انتساب سے معضل اشیاء نقل کرنے میں متفرد ہوتا تھا۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[3] میں فرماتے ہیں: "ولكنانة أحاديث غير هذا، ومقدار ما يرويه غير محفوظ". کنانہ کی اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اس کی روایت کردہ مقدار غیر محفوظ ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے کنانہ کو "متروك الحديث" کہا ہے[4]۔

حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[5] میں ایک حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "وكنانة كذاب". کنانہ جھوٹا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزيه الشريعة"[6] میں کنانہ بن جبلہ کو وضاعین

---

[1] الجرح والتعديل: ۱۷۰/۷، رقم: ۹۶۶، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] المجروحين: ۲۲۹/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[3] الكامل: ۲۱٦/۷، رقم: ۱٦۰۹، ت: عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[4] الضعفاء والمتروكين: ۲٦/۳، رقم: ۲۸۰۵، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٦هـ.

[5] ذخيرة الحفاظ: ۳۲۷/۱، رقم: ۳۲۳، ت: عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ۹۸/۱، رقم: ۵، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اکتفاء کیا ہے۔

سند میں موجود راوی ضرار بن عمرو ملطی کوفی بغدادی بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ضرار بن عمرو کے بارے میں فرماتے ہیں: "لیس بشيء، ولا يكتب حديثه"[1] یہ لیس بشیء ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاريخ الكبير"[2] میں ضرار بن عمرو کے بارے میں فرمایا: "وفيه نظر"۔

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ضرار بن عمرو ملطی کو "منكر الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[4] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا، كثير الرواية عن المشاهير بالأشياء المناكير، فلما غلب المناكير في أخباره بطل الاحتجاج بآثاره"۔ ضرار بن عمرو شدید منکر الحدیث ہے، یہ مشاہیر سے کثرت سے منکر احادیث روایت کرنے والا ہے، چنانچہ جب اس کی اخبار میں مناکیر کا غلبہ ہو گیا تو اس کے آثار سے احتجاج باطل ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[5] میں ضرار بن عمرو کے بارے میں فرماتے

---

[1] الكامل ١٦٠/٥، رقم:٩٤٩، ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] التاريخ الكبير: ٢٨٩/٤، رقم:٥٩٤٥، ت:مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ

[3] سؤالات البرذعي: ص:١١٧، رقم:١١٤، ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[4] المجروحين: ٣٨٠/١، ت:محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

[5] الكامل في الضعفاء: ١٦١/٥، رقم:٩٤٩، ت:عادل أحمد عبد الموجود و علي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

ہیں: "وضرار بن عمرو هذا منكر الحديث". ضرار بن عمرو منکر الحدیث ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ضرار بن عمرو کو "الضعفاء والمتروكون"[1] میں ذکر کیا ہے[2]۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مقام پر ضرار بن عمرو کو "ذاهب الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[4] میں ضرار بن عمرو کے بارے میں فرماتے ہیں: "يروي عن يزيد الرقاشي وأبان بن أبي عياش وغيرهما مناكير". یزید رقاشی، ابان بن ابی عیاش وغیرہ سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخيرة الحفاظ"[5] میں ایک روایت کے تحت ضرار بن عمرو کو "ليس بشيء" کہا ہے۔

حافظ جوز قانی رحمۃ اللہ علیہ "الأباطيل"[6] میں فرماتے ہیں: "والحسين الزاهد،

---

[1] الضعفاء والمتركون: ص: ۲۵۳، رقم: ۳۰۲، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[2] حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ان اوراق (یعنی اس کتاب) میں حروف معجم کی ترتیب پر ان رواۃ کو لے کر آئے ہیں جن کا "متروک" ہونا ہمارے اور امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان قرار پایا ہے، حافظ ابو بکر برقانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "قال أبو بكر أحمد بن محمد بن غالب الخوارزمي البرقاني: طالت محاورتي مع أبو منصور إبراهيم بن الحسين بن حمكان، لأبي الحسن علي بن عمر الدارقطني عفا الله عني وعنهما في المتروكين من أصحاب الحديث، فتقرر بيننا وبينه على ترك من أثبته على حروف المعجم في هذه الورقات" (الضعفاء والمتروكون: ص: ۹۵، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ).

[3] انظر تاريخ الإسلام: ٩٠/٤، رقم: ١١١، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] المسند المستخرج على صحيح مسلم: ٦٩/١، رقم: ١٠٣، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ

[5] ذخيرة الحفاظ: ص: ١٩٩٥، رقم: ٤٥٧٨، ت: عبد الرحمن الفريوائي، دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ۔

[6] الأباطيل والمناكير: ٢٠٧/١، ت: عبد الرحمن عبد الجبار، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ۔

وإسماعيل بن أبي زياد، وجويبر، وضرار بن عمرو، ويزيد الرقاشي خمستهم متروكون مجروحون". حسین زاہد، اسماعیل بن ابی زیاد، جویبر، ضرار بن عمرو اور یزید رقاشی یہ پانچوں متروک مجروح ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "ديوان الضعفاء" [1] میں ضرار بن عمرو کو "متروك" اور "المغني" [2] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات" [3] میں ایک روایت کے تحت ضرار بن عمرو کو "ساقط" کہا ہے۔

روایت بطریق ابو نظر کنانہ بن جبلہ بن عمرو سلمی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو نظر کنانہ بن جبلہ کے بارے میں ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے: "خبیث، جھوٹا ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے)، "اس کا معاملہ بہت زیادہ ضعیف ہے" (حافظ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "کنانہ متروک الحدیث ہے" (حافظ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ)، "اخبار میں قلب کرتا تھا، اور ثقہ راویوں کے انتساب سے معضل اشیاء نقل کرنے میں متفرد تھا" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "کنانہ جھوٹا ہے" (حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ)۔

---

[1] ديوان الضعفاء: ص:١٩٨، رقم: ١٩٩٠، ت: حماد بن محمد الأنصاري، مكتبة النهضة الحديثية ـ مكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[2] المغني في الضعفاء: ٤٩٦/١، رقم: ٢٩٢٠، ت: أبي الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[3] تلخيص كتاب الموضوعات: ص: ٢١٥، رقم: ٥٣٣، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

اسی طرح سند میں موجود راوی ضرار بن عمرو ملطی کے بارے میں ائمہ رجال نے شدید جرح کے الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے: "لیس بشیء، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "ضرار بن عمرو شدید منکر الحدیث ہے، یہ مشاہیر سے کثرت سے منکر احادیث روایت کرنے والا ہے، چنانچہ جب اس کی اخبار میں مناکیر کا غلبہ ہو گیا تو اس کے آثار سے احتجاج باطل ہو گیا ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث ہے" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "حسین زاہد، اسماعیل بن ابی زیاد، جویبر، ضرار بن عمرو اور یزید رقاشی یہ پانچوں متروک مجروح ہیں" (حافظ جوزقانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث"، "ساقط" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عمرو بن جمیع

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الغرائب الملتقطة"[1] میں ذکر کی ہے:

"قال الحاكم: حدثنا إبراهيم بن مضارب، حدثنا الحسين بن الفضيل، حدثنا وارد بن سليمان الجرجاني، حدثنا عمرو بن جميع، عن أبان، عن أنس، فذكره. لكن قال: وتضعيف للحسنات سبعين ضعفا، ويبيض الأسنان، ويذهب الحفر، ويشهي الطعام ـبدل البلغم والمرةـ، ويطيب الفم، ويوافق السنة".

---

[1] الغرائب الملتقطة:۱۰۲۳/۵،رقم:۲۱٤۸،ت:أبو بكر أحمد جالو،جميعة دار البر ـ دبني،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اس کے بعد روایت ذکر کی، لیکن فرمایا: مسواک کرنے سے نیکیاں ستر گنا بڑھ جاتی ہیں، اور مسواک دانتوں کو چمکاتی ہے، اور دانتوں کی زردی دور کرتی ہے، اور (اس طریق میں) بلغم وکڑواہٹ (زائل کرنے کی جگہ یہ ہے) مسواک کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے، اور منہ کو پاک کرتی ہے، اور سنت کے موافق ہے۔

سند میں موجود راوی ابو المنذر وقیل ابو عثمان عمرو بن جمیع کوفی قاضی حلوان کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن جمیع کے بارے میں فرماتے ہیں: "صاحب الأعمش، وصاحب ليث بن أبي سليم: كان يحدث في المسجد، وكان كذابا خبيثا، يقال له: الحلواني، وكان قاضي حلوان"[1]. یہ صاحب اعمش اور صاحب لیث بن ابی سلیم ہے، یہ مسجد میں حدیث بیان کرتا تھا، اور یہ کذاب خبیث ہے، اسے حلوانی کہا جاتا ہے، اور یہ حلوان کا قاضی تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن جمیع کے بارے میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "شيخ، يقال له: عمرو بن جميع، كان بغداديا، وقع إلى حلوان، ليس بثقة ولا مأمون"[2]. شیخ ہے، اسے عمرو بن جمیع کہا جاتا ہے، یہ بغدادی ہے، حلوان آیا تھا، یہ ثقہ اور مامون نہیں ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن جمیع کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[3]۔

---

[1] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٣٣٧/١، رقم: ٢٢٧٢، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٣٠٨/٢، رقم: ٤٩٧٨، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[3] الجرح والتعديل: ٢٢٤/٦، رقم: ١٢٤٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٢٧٢هـ.

حافظ یعقوب بن سفیان فسوی رحمۃ اللہ علیہ "باب من يرغب عن الرواية عنهم" کے تحت فرماتے ہیں: "وكنت أسمع أصحابنا يضعفونهم، منهم: الحسن بن عمارة، وعمرو بن جميع، كان قاضي حلوان"[1]. میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا تھا کہ وہ ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں، ان میں یہ بھی ہیں: حسن بن عمارہ، عمرو بن جمیع جو حلوان کا قاضی تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں عمرو بن جمیع کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[3] میں فرماتے ہیں: "كان ممن يروي الموضوعات عن الأثبات، والمناكير عن المشاهير، لا يحل كتابة حديثه ولا الذكر عنه إلا على سبيل الاعتبار". عمرو بن جمیع ان لوگوں میں سے ہے جو ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتے ہیں، اور مشاہیر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتے ہیں، اس کی حدیث کا لکھنا حلال نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا ذکر حلال ہے سوائے اعتبار کے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں عمرو بن جمیع کے ترجمہ میں چند احادیث ذکر کر کے فرماتے ہیں: "ولعمرو بن جميع أحاديث غير ما ذكرت، ورواياته عمن روى ليس بمحفوظة، وعامتها مناكير، وكان يتهم بوضعها". اور عمرو بن جمیع کی میری ذکر کردہ روایت کے علاوہ بھی احادیث ہیں، اور اس کی

[1] تاريخ بغداد: ۹۴/۱٤، رقم: ٦٦٠٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔
[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ۲۱۹، رقم: ٤٤٦، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ۔
[3] المجروحين: ۷۸/۲، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.
[4] الكامل في الضعفاء: ۱۹۹/٦، رقم: ۱۲۷۹، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

روایات اپنے مروی عنہ کے انتساب سے محفوظ نہیں ہیں، اور اس کی اکثر روایات منکر ہیں، اور یہ ان روایات کے گھڑنے میں متہم ہے۔

حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن جمیع کو "غير ثقة ولا مأمون" کہا ہے[1]۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں عمرو بن جمیع کو "متروك" کہا ہے۔

امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ "المدخل"[3] میں فرماتے ہیں: "ويروي عن هشام بن عروة وغيره أحاديث موضوعة". یہ ہشام بن عروہ وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ "المسند المستخرج"[4] میں فرماتے ہیں: "روى عن هشام المناكير". یہ ہشام کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ بغداد"[5] میں فرماتے ہیں: "وكان يروي المناكير عن المشاهير، والموضوعات عن الأثبات". اور یہ مشاہیر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے، اور ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایت نقل کرتا ہے۔

---

[1] لسان الميزان:٦/١٩٧،رقم:٥٧٨٨،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ۔

[2] الضعفاء والمتروكون:ص:٣٠٣،رقم:٣٨٧، ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[3] المدخل إلى الصحيح:ص:١٥٩،رقم:١٠٤،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[4] المسند المستخرج على صحيح مسلم:١/٧٥،رقم:١٦٩،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ۔

[5] تاريخ بغداد:١٤/٩٣،رقم:٦٦٠٧،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ، عمرو بن جمیع کی ایک حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وأحاديثه موضوعة"[1] اس کی احادیث من گھڑت ہیں۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "ذخيرة الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت عمرو بن جمیع کے بارے میں فرماتے ہیں: "وعمرو هذا متروك الحديث". اور عمرو متروک الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "تاريخ الإسلام"[3] میں فرماتے ہیں: "متفق على تركه". اس کے ترک پر اتفاق ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الموضوعات"[4] میں ایک روایت کے تحت عمرو بن جمیع کو "كذاب" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[5] میں ایک روایت کے تحت عمرو بن جمیع کو "كذاب" کہا ہے۔

علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ "الكشف الحثيث"[6] میں فرماتے ہیں: "قال

---

[1] لسان الميزان:٦/١٩٧،رقم:٥٧٨٨،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية۔ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ:٢/١٠٥٣،رقم:٢٢٣٧،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ۔الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] تاريخ الإسلام:٤/٩٣٦،رقم:٢٧٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[4] تلخيص كتاب الموضوعات:ص:٧٢،رقم:١٥٦،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ۔الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] مجمع الزوائد:٨/٢٥،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ۔بيروت.

[6] الكشف الحثيث:ص:٢٠٠،رقم:٥٦٣،ت:صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ۔بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

ابن عدي: يتهم بالوضع، وكذلك اتهمه ابن الجوزي في موضوعاته، وذكر كلام ابن عدي وصححه". ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور اسی طرح ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "موضوعات" میں اسے متہم قرار دیا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرکے اسے صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "التلخيص الحبير"[1] میں ایک روایت کے تحت عمرو بن جمیع کو "كذاب" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں عمرو بن جمیع کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "كذبه ابن معين، وقال ابن عدي: كان يتهم بالوضع". ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے جھوٹا کہا ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ متہم بالوضع ہے۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری (المتوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

علامہ محمد بن موسی حَرَشی اور علامہ عبد الرحمن بن مبارک عَیْشی، حماد بن زید سے نقل کرتے ہیں: "قلت لسلم العلوي: حدثني، قال: يا بني عليك بأبان، فإني قد رأيته يكتب بالليل عند أنس بن مالك عند السراج. زاد العيشي، عن حماد قال: فذكرت ذلك لأيوب، فقال: ما زال نعرفه بالخير منذ كان"[3].

---

[1] تلخيص الحبير: ۵۸۴/۲، رقم: ۱۰۹۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹هـ.

[2] تنزيه الشريعة: ۹۳/۱، رقم: ٤۰۱، ت: عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

[3] تهذيب الكمال: ۲۰/۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

میں نے سَلم علوی سے کہا: آپ مجھے حدیث بیان کریں، سَلم نے کہا: اے بیٹا! تم ابان کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ چراغ کے سامنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، عیسٰی، حماد سے یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایوب سے کہی تو ایوب نے کہا: ایک عرصہ سے ہم ان میں خیر ہی کو پہچانتے ہیں۔

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لأن أشرب من بول حمار حتى أروى أحب إلي من أن أقول: حدثنا أبان بن أبي عياش"[1]. میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں۔

علامہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لشعبة: حدثني مهدي بن ميمون، عن سَلْم العلوي، قال: رأيت أبان بن أبي عياش يكتب عن أنس بالليل، فقال شعبة: سلم يرى الهلال قبل الناس بليلتين"[2].

میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے مہدی بن میمون نے سلم علوی سے نقل کیا ہے، سَلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابی عیاش کو رات کے وقت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سَلم تو چاند بھی لوگوں سے دو دن پہلے دیکھ لیتا ہے۔

[1] انظر ميزان الاعتدال: ۱/۱۰، رقم: ۱۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "لأن يزني الرجل خير له من أن يروى عن أبان بن أبي عياش" (انظر سؤالات البرذعي: ص: ۲۰۰، رقم: ۳٤۱، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

[2] ميزان الاعتدال: ۱/۱۰، رقم: ۱۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

علامہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن مثنی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كنت مع سلام بن أبي مطيع، فذكرنا أبان بن أبي عياش فقال: لا تحدث عنه بشيء، وانظر حديثك عن حميد، فازدهر بحديثه"[1] میں سلام بن ابی مطیع کے ساتھ تھا ہم نے ابان بن ابی عیاش کا ذکر کیا، تو سلام بن ابی مطیع نے فرمایا: اس سے کچھ بھی بیان نہ کرو، اور اپنی حدیث حمید سے بیان کر کے اسے محفوظ کرو۔

حافظ ابو عبداللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الکبری"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب"[3]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو متروك الحديث، يعني أبان"[4]. اور ابان متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آتيت أبان بن عياش بكتاب فيه حديث من حديثه، وفي أسفل الكتاب حديث رجل من أهل واسط، فقرأه علي أجمع"[5]. میں ابان بن ابی عیاش کے پاس ایک کتاب لایا جس میں ان کی احادیث

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۳/۳٦۰،رقم:۵۵۷۸،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ۱٤۲۲ھ۔

[2] الطبقات الكبرى:۷/۱۸۸،رقم:۳۲۰٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۱۸ھ۔

[3] معرفة الرجال:۱/٦٤،رقم:۱۱٦،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ۱٤۰۵ھ۔

[4] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري:۲/۱۱۷،رقم:۳٦۲۵،ت:عبد الله أحمد حسن،دار القلم ـ بيروت۔

[5] الجرح والتعديل:۲/۲۹۵،رقم:۱۰۸۷،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱۳۷۱ھ۔

میں سے احادیث تھیں، اور ایک کتاب کے ختم پر اہل واسط کے ایک شخص کی احادیث تھیں، پھر ابان نے یہ سب مجھ پر پڑھ دیں۔

نیز حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لا أستحل أن أروي عنه شيئا"[1]۔ میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔

علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد يعني ابن حنبل: لا تكتب عن أبان بن عياش شيئا، قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث"[2]۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا۔

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا، ضعيفا عندنا"[3]۔ ضعیف تھا، اور ہمارے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[4] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ترك الناس حديثه مذ دهر من الدهر"۔ متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ "العلل ومعرفة الرجال"[5] میں ایک دوسرے

---

[1] الضعفاء والمتروكين: ١٩/١، رقم: ١٥، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] الجرح والتعديل: ٢٩٦/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ٥٤، رقم: ١٧، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[4] العلل ومعرفة الرجال: ٤١٢/١، رقم: ٨٧٢، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[5] العلل ومعرفة الرجال: ٥٢٥/٢، رقم: ٣٤٦٧، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

مقام پر فرماتے ہیں: "كان وكيع إذا أتى على حديث أبان بن أبي عياش يقول: رجل، لا يسميه، استضعافا له". وکیع رحمۃ اللہ علیہ جب ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر آتے، تو رجل کہتے، اسے ضعیف سمجھتے ہوئے اس کا نام نہیں لیتے تھے۔

حافظ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرأت على أبي حديث عباد بن عباد، فلما انتهى إلى حديث أبان بن أبي عياش، قال: اضرب عليها، فضربت عليها وتركها، وقال: اضرب على حديث جعفر بن الزبير"[1]. میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کر دو، میں نے اسے ترک کر دیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کر دو۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش"[2]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، ابان بن ابی عیاش سے روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وهو رجل صالح"[3]. یہ متروک الحدیث ہے، نیک شخص ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[4] میں ابان بن ابی عیاش کو "ساقط" کہا ہے۔

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:٢٠٦/٣،رقم:٤٨٧٨،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] الجرح والتعديل:٢٩٦/٢،رقم:١٠٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] تهذيب الكمال:١٩/٢،رقم:١٤٢،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[4] أحوال الرجال:١٧٣/١،رقم:١٦٠،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابان کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: "ترك حديثه، ولم يقرأ علينا حديثه، فقيل له كان يتعمد الكذب؟ قال: لا، كان يسمع الحديث من أنس، وشهر بن حوشب، ومن الحسن، فلا يميز بينهم"[1] . یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر اس کی حدیث نہیں پڑھی، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ انس رضی اللہ عنہ، شہر بن حوشب اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنتا تھا، لیکن ان میں فرق نہیں کر پاتا تھا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديث أبان"[2] . ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[3] میں فرماتے ہیں: "وأبان بن أبي عياش وإن كان قد وصف بالعبادة والاجتهاد فهذا حاله في الحديث، والقوم كانوا أصحاب حفظ، فرب رجل وإن كان صالحا لا يقيم الشهادة ولا يحفظها، فكل من كان متهما في الحديث بالكذب أو كان مغفلا يخطئ الكثير، فالذي اختاره أكثر أهل الحديث من الأئمة أن لا يشتغل بالرواية عنه، ألا ترى أن

---

[1] الجرح والتعديل:٢٩٦/٢،رقم:١٠٨٧،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.
حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قيل: أبان بن أبي عياش كان يتعمد الكذب، قال: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة، كان يسمع الحديث عن أنس، وعن شهر بن حوشب، وعن الحسن، فلا يميز بينهم" (سؤالات البرذعي:ص:١٩٨،رقم:٣٣٧،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ).

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري:ص:٣١٩،رقم:٤٩٠،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.

[3] سنن الترمذي:٢٣٥/٦،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

عبد الله بن المبارك حدث عن قوم من أهل العلم، فلما تبين له أمرهم ترك الرواية عنهم"۔

ابان بن ابی عیاش اگرچہ عبادت اور اجتہاد کے ساتھ متصف ہے، یہ اس کی حالت حدیث میں ہے، اور بہت سے لوگ اصحابِ حفظ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ایک شخص اگرچہ وہ صالح ہوتا ہے لیکن وہ گواہی قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی محفوظ کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ شخص جو حدیث میں متہم بالکذب ہو یا مغفل کثیر الخطاء ہو تو ائمہ میں سے اکثر محدثین نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی روایت میں مشغول نہ ہوا جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، جب ان کا معاملہ واضح ہوا تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کا لینا ترک کر دیا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وكان رجلا صالحا، لكن بلي بسوء الحفظ"[1] ابان متروک الحدیث ہے، اور یہ نیک شخص تھا، لیکن یہ سوءِ حفظ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ۔

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٥، رقم: ۲۱، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ۔

حدیثه"[1]. یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کان رجلا صالحا سخیا کریما، فیه غفلة، یهم في الحدیث ویخطئ فیه، روی عنه الناس، ترك حدیثه لغفلة کانت فیه، لم یحدث عنه شعبة، ولا عبد الرحمن، ولا یحیی"[2]. یہ نیک، سخی، کریم شخص تھا، اس میں غفلت تھی، حدیث میں وہم میں مبتلاء تھا، حدیث میں خطاء کرتا تھا، اس سے لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں موجود غفلت کی وجہ سے اس کی حدیث کو ترک کر دیا گیا تھا، شعبہ رحمۃ اللہ علیہ، عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ اور یحیی رحمۃ اللہ علیہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[3] میں فرماتے ہیں: "وكان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام، ويطوي النهار بالصيام، سمع عن أنس بن مالك أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع كلامه، ويحفظ، فإذا حدث ربما جعل كلام الحسن، الذي سمعه من قوله، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو لا يعلم، ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث ما لكبير شيء منها أصل يرجع إليه".

ابان ان عبادت گزار لوگوں میں تھا، جو رات نماز میں، اور دن روزے میں بسر کرتے تھے، ابان، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیثیں نقل کرتا تھا، یہ حسن رحمۃ اللہ علیہ

[1] تهذيب الكمال: ٢٢/٢، رقم: ١٤٢، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.

[2] إكمال تهذيب الكمال: ١٦٨/١، رقم: ١٨٠، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] المجروحين: ٩٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سن کر یاد کرتا تھا، پھر بیان کرتے ہوئے لاعلمی میں حسن رحمۃ اللہ علیہ کے سنے ہوئے کلام کو انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، شاید ابان نے انس رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان میں ایک بڑے حصہ کی کوئی ایسی اصل موجود نہیں جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہو۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف، وقد حدث عنه كما ذكرته الثوري، ومعمر، وابن جريج، وإسرائيل، وحماد بن سلمة، وغيرهم ممن لم نذكرهم، وأرجو أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتاني أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولين لما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة".

اس کی روایات میں اکثر اس کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کا معاملہ ضعف میں واضح ہے، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس سے ثوری، معمر، ابن جریج، اسرائیل اور حماد بن سلمہ وغیرہ افراد نے روایات نقل کی ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، اور مجھے امید ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تھا، لیکن اس پر احادیث مشتبہ ہو جاتی تھیں، اور یہ غلطی کر بیٹھتا ہے، اور ابان جو کچھ لاتا ہے اس میں اکثر راویوں کی جانب سے ہوتا ہے، اس کی جانب سے نہیں ہوتا، کیونکہ ابان سے مجہول افراد کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود ابان میں بھی ضعف ہے، اور وہ بمقابلہ صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

---

[1] الكامل: ٦٧/٢، رقم: ٢٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "المختلف فيهم"[3] میں فرماتے ہیں: "وقد روى عن أبان نبلاء الرجال فما نفعه ذلك، ولا يعتمد على شيء من روايته إلا ما وافقه عليه غيره، وما تفرد به من حديث فليس عليه عمل". اور ابان سے شرفاء نے روایت کیا ہے، ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کی روایت میں کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ جس چیز میں اس کی کوئی دوسرا موافقت کرے، اور جس حدیث میں یہ متفرد ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الكبرى"[4] میں ایک روایت کے تحت ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[5] میں فرماتے ہیں: "أبان بن أبي عياش

---

[1] الأسامي والكنى: ۱/۱٤۷، رقم: ۲٤۱، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱٤۸، رقم: ۱۰۳، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[3] المختلف فيهم: ص: ۲۰، رقم: ۱، ت: عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

[4] السنن الكبرى للبيهقي: ۱۰/۱۲، رقم: ۱۹٦۹٥، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

[5] التمهيد: ۱٥/۲۳٦، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي، الطبعة الأولى ۱٤۳۹هـ

مجتمع علی ضعفه و ترك حديثه". ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش کو "المقتنی"[1] میں "واہ" اور "تاریخ الإسلام"[2] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقریب"[3] میں ابان کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[4] میں ابان بن ابی عیاش کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "متروك، اتهم بكذب". متروک ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے۔

روایت بطریق عمرو بن جمیع کا حکم

سند میں موجود راوی ابو المنذر عمرو بن جمیع کوفی قاضی حلوان کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"کذاب، خبیث ہے"، "ثقہ اور مأمون نہیں ہے" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ)، "عمرو بن جمیع ان لوگوں میں سے جو ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایت نقل کرتے ہیں، اور مشاہیر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتے ہیں، اس کی حدیث کا لکھنا حلال

---

[1] المقتنى في سرد الكنى: ۷۷/۱، رقم: ۲۹۲، ت: محمد صالح عبد العزيز، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۸هـ.

[2] تاريخ الإسلام: ۸۰۷/۳، رقم: ۲، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ۸۷، رقم: ۱٤۲، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الرابعة ۱٤۱۸هـ.

[4] تنزيه الشريعة: ۱۹/۱، رقم: ۳، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

نہیں ہے، اور نہ ہی اس کا ذکر حلال ہے سوائے اعتبار کے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "اور اس کی اکثر روایات منکر ہیں، اور یہ ان روایات کے گھڑنے میں متہم ہے" (حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ)، "غیر ثقۃ ولا مأمون" (حافظ ازدی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہشام بن عروہ وغیرہ کے انتساب سے من گھڑت احادیث روایت کرتا ہے" (امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ مشاہیر کے انتساب سے مناکیر روایت کرتا ہے، اور ثبت راویوں کے انتساب سے من گھڑت روایت نقل کرتا ہے" (حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی احادیث من گھڑت ہیں" (حافظ ابو سعید نقاش رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)، "کذاب ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اسی طرح سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری کے بارے میں بھی ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ جھوٹ بولتا تھا" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا"، (حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ)، "احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا" (علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے

اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے" (امام احمد بن حنبل ﷫)، "میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کر دو، میں نے اسے ترک کر دیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کر دو" (حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل ﷫)، "ساقط" (حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی ﷫)، "ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا" (امام ابوداؤد ﷫)، "یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی" (امام نسائی ﷫)، "متروک" (حافظ دار قطنی ﷫، امام بیہقی ﷫، حافظ ابن حجر ﷫)، "ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے" (حافظ ابن عبد البر ﷫)، "واہ"، "متروک الحدیث" (حافظ ذہبی ﷫)۔

الحاصل زیر بحث روایت کو اس طریق سے بھی رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ

فقیہ ابو مروان عبد الملک بن حبیب "الواضحۃ"[1] میں لکھتے ہیں:

"قال: وحدثني ابن المغيرة، عن بشر بن حكيم، عن الحسن، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: في السواك عشر خصال: يجلو البصر، وينقص البلغم، ويصلح المعدة، ويشد الأسنان، ويذهب الحفر، ويطيب الفم، ويرضي الرب، وتحبه الملائكة ويوافق، ويزيد في حسنات الصلاة".

---

[1] الواضحة في السنن والفقه: ص: ۲۰، مكتبة جامعة الدول العربية، مخطوط.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسواک میں دس خصلتیں ہیں: نظر تیز کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، معدہ کو درست کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط کرتی ہے، دانتوں کی زردی کو زائل کرتی ہے، منہ کو پاک کرتی ہے، رب کی رضا کا سبب ہے، ملائکہ اسے پسند کرتے ہیں اور مسواک کرنے والے کی موافقت کرتے ہیں، اور نماز کی نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو الحسن عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ بن نشیط کوفی نزیل مصر (المتوفی ۲۱۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ينفرد عن الثوري بأحاديث"[1] ثوری رحمہ اللہ کے انتساب سے احادیث نقل کرنے میں متفرد ہوتا ہے۔

حافظ مؤمل بن اہاب رحمہ اللہ عبد اللہ بن مغیرہ کی سفیان سے منقول ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: "ذاكرت به غير واحد، فلم يعرفوه، قال ابن عدي: رواه ميسرة بن عبد ربه، عن سفيان"[2]. میں نے ایک سے زائد لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا، لیکن انہوں نے اسے نہیں پہچانا، ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے میسرہ بن عبد ربہ نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

اہم فائدہ: واضح رہے کہ عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ کا یہ متابع میسرہ بن عبد ربہ تستری متہم بالوضع ہے[3]۔

---

[1] لسان الميزان: ٥٥٦/٤، رقم: ٤٣٩٥، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] ميزان الاعتدال: ٤٨٧/٢، رقم: ٤٥٤١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[3] دیکھئے: المجروحين: ١١/٣، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

حافظ ابو زرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ کے بارے میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث، حدث عن مالك بن مغول بمناكير"[1]. منکر الحدیث ہے، یہ مالک بن مغول کے انتساب سے مناکیر بیان کرتا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ کو "وليس بالقوي" کہا ہے[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "روى عن الثوري ومالك بن مغول أحاديث، كانا أتقى الله من أن يحدثا بها"[3]. یہ ثوری اور مالک بن مغول کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کرتا ہے جن کے بیان کرنے سے یہ دونوں اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الكبير"[4] میں فرماتے ہیں: "يخالف في بعض حديثه، ويحدث بما لا أصل له". اس کی بعض احادیث میں مخالفت کی جاتی ہے، اور ایسی روایت بیان کرتا ہے جس کی اصل نہیں ہوتی۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[5] میں چند روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "وهذه الأحاديث عن مالك بن مغول، وسائر أحاديثه عامتها مما لا يتابع عليه، ومع ضعفه يكتب حديثه". اور عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ نے یہ

---

[1] سؤالات البرذعي لأبي زرعة:ص:٣٨٦،رقم:٩١٢،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

[2] الجرح والتعديل:١٥٨/٥،رقم:٧٣٢،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[3] ميزان الاعتدال:٤٨٨/٢،رقم:٤٥٤١،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] الضعفاء الكبير:٣٠١/٢،رقم:٨٧٦،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ

[5] الكامل في ضعفاء الرجال:٣٦٧/٥،رقم:١٠٢٧،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

احادیث مالک بن مغول سے روایت کی ہیں، نیز اس کی دیگر احادیث، ان میں سے اکثر احادیث میں اس کی متابعت نہیں کی جاتی، اور اس کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی حدیث لکھی جائے گی۔

حافظ ابن یونس مصری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کو "منکر الحدیث" کہا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "تاریخ الإسلام"[2] میں فرماتے ہیں: "كوفي، متروك، سكن مصر، وروى الطامات". کوفی ہے، متروک ہے، مصر میں رہائش اختیار کی تھی، اور طامات روایت کرتا تھا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے "المغني"[3] میں عبد اللہ بن محمد بن مغیرہ کو "واہ" اور "تلخيص الموضوعات"[4] میں ایک روایت کے تحت "متهم" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمہ اللہ "تنزيه الشريعه"[5] میں عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کو ضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "روى عن الثوري ومالك

---

[1] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:١٤١/٢،رقم:٢١١٥،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[2] تاريخ الإسلام:١٠٥/٢،رقم:٢١٩،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] المغني في الضعفاء:٥٦٥/١،رقم:٣٣٤٤،ت:أبي الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[4] تلخيص الموضوعات:ص:٢١٤،رقم:٥٢٥،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

[5] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:٧٥/١،رقم:٩٠،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

بن مغول موضوعات"۔ ثوری اور مالک بن مغول کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔

فقیہ ابو مروان عبد الملک بن حبیب بن سلیمان عباسی اندلسی سلمی مالکی (المتوفی ۲۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو بکر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعفه غير واحد، وبعضهم اتهمه بالكذب، وفي تاريخ أحمد بن سعيد بن حزم الصدفي توهينه، فإنه كان صحفيا، لا يدري ما الحديث. قلت: هذا القول أعدل ما قيل فيه، فلعله كان يحدث من كتب غيره فيغلط"[1]۔ ایک سے زائد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے اسے متہم بالکذب کہا ہے، اور احمد بن سعید بن حزم کی "تاریخ" میں اس کی تضعیف ہے، اس لئے کہ یہ صحفی ہے، یہ نہیں جانتا کہ حدیث کیا ہے، میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: عبد الملک کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں یہ قول سب سے زیادہ اعتدال پر مبنی ہے، شاید یہ دوسروں کی کتب سے حدیث بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے اس سے غلطی ہوتی تھی۔

علامہ ابو عمر احمد بن سعید صدفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأحمد بن خالد: إن (الواضحة) عجيبة جدا، وإن فيها علما عظيما فما يدخلها؟ قال: أول ذلك أنه حكى فيها مذاهب لم نجدها لأحد من أصحابه، ولا نقلت عنهم، قال أبو عمر الصدفي في (تاريخه): كان كثير الرواية، كثير الجمع، يعتمد على الأخذ بالحديث، ولم يكن يميزه، ولا يعرف الرجال، وكان فقيها في المسائل، قال: وكان يطعن عليه بكثرة الكتب، وذكر أنه كان يستجيز الأخذ بلا رواية

---

[1] انظر تهذيب التهذيب: ٣٩١/٦، رقم: ٧٣٦، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة ١٣٢٦هـ.

ولا مقابلة، وأنه أخذ بالإجازة كثيرا، قال: وأشير إليه بالكذب، سمعت أحمد بن خالد يطعن عليه بذلك، ويتنقصه غير مرة، وقال: ظهر كذبه في (الواضحة) في غير شيء"۔[1]

میں نے احمد بن خالد سے کہا: بلاشبہ "الواضحہ" (نامی کتاب) بہت ہی عجیب ہے، اس میں بہت زیادہ علم ہے، یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: پہلی بات یہ ہے کہ اس میں ایسے مذاہب حکایت ہیں جنہیں ہمارے اصحاب میں سے کوئی نہیں پاتا، اور نہ ہی یہ ان سے منقول ہیں، ابو عمر صدفی اپنی "تاریخ" میں فرماتے ہیں: یہ کثرت سے روایت کرنے والا، بہت زیادہ (روایات) جمع کرنے والا ہے، حدیث لینے پر اعتماد کرتا ہے، لیکن حدیث میں تمیز نہیں کر سکتا، اور نہ ہی رجال کو جانتا ہے، یہ مسائل میں فقیہ تھا، (ابو عمر صدفی) فرماتے ہیں: کثرتِ کتب کی وجہ سے اس پر طعن کیا گیا ہے، اور ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بغیر روایت اور بغیر مقابلہ کے اجازتِ حدیث لیتا تھا، اور اس نے بہت کچھ اجازت کے ساتھ لیا ہے، (ابو عمر صدفی مزید) فرماتے ہیں: اور اس کی طرف جھوٹ کا اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے میں نے احمد بن خالد کو اس پر طعن کرتے ہوئے سنا ہے، اور کئی دفعہ انہوں نے اس کی تنقیص کی ہے، اور فرمایا: اس کا جھوٹ "واضحہ" میں متعدد چیزوں میں ظاہر ہوا ہے۔

حافظ ابو الولید عبد اللہ بن محمد بن یوسف ازدی بالمعروف ابن الفرضی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[2] میں فرماتے ہیں: "ولم يكن لعبد الملك بن حبيب علم بالحديث، ولا كان يعرف صحيحه من سقيمه، وذكر عنه أنه كان يتساهل، ويحمل على

---

[1] سير أعلام النبلاء: ١٠٥/١٢، رقم: ٣٢، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة۔بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ۔

[2] تاريخ العلماء والرواة للعلم بالأندلس: ٣١٢/١، رقم: ٨١٦، ت: السيد عزت العطار الحسيني، مطبعة المدني۔القاهرة، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ۔

سبيل الإجازة أكثر روايته"۔ عبد الملک بن حبیب کو حدیث کا علم نہیں تھا، اور نہ ہی یہ صحیح سقیم کو پہچانتا تھا، اور اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ متساہل تھا، اور اپنی اکثر روایتوں کا تحمل بطریق اجازت کرتا تھا۔

علامہ احمد بن محمد بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن حبيب أول من أظهر الحديث بالأندلس، وكان لا يفهم طرقه، ويصحف الأسماء، ويحتج بالمناكير، فكان أهل زمانه ينسبونه إلى الكذب، ولا يرضونه"[1]۔ ابن حبیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں حدیث کا اظہار کیا ہے، اور یہ حدیث کے طرق کو نہیں پہچانتا تھا، اور اسماء میں تصحیف کرتا تھا، اور مناکیر سے احتجاج کرتا تھا، اس کے ہم زمانہ اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے، اور وہ اس سے راضی نہیں تھے۔

حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحلى بالآثار" میں ایک روایت کے تحت عبد الملک بن حبیب اندلسی کو "هالك"[2] اور ایک دوسرے مقام پر "ليس بثقة" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ "بيان الوهم"[4] میں فرماتے ہیں: "متحقق بحفظ مذهب مالك ونصرته والذب عنه، لقي الكبار من أصحابه، ولم يهد في الحديث لرشد، ولا حصل منه على شيخ مفلح، وقد اتهموه في سماعه من أسد بن موسى، وادعى هو الإجازة، ويقال: إن أسدا أنكر أن

---

[1] سير أعلام النبلاء: ١٠٦/١٢، رقم: ٣٢، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[2] المحلى بالآثار: ٥٩/٧، ت: عبد الغفار سليمان البنداري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] انظر ميزان الاعتدال: ٦٥٢/٢، رقم: ٥١٩٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] بيان الوهم والإيهام: ٦٣٤/٥، رقم: ١٦، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

يكون أجازه". مذہب مالک کا یاد ہونا، اس کی نصرت کرنا اور اس کا دفاع کرنا عبد الملک میں موجود تھا، وہ مالک رحمہ اللہ کے بڑے بڑے اصحاب سے ملا ہے، تاہم اسے حدیث میں کوئی رہنمائی نہیں مل سکی، اور نہ ہی اسے کوئی ایسا شیخ مل سکا ہے جو اسے مقصود تک پہنچا دے، اور محدثین نے اسے اسد بن موسی سے سماعت میں متہم قرار دیا ہے، اور یہ اس میں اجازت کا دعوی کرتا تھا، اور کہا جاتا ہے کہ اسد نے اس کا انکار کر دیا تھا کہ انہوں نے عبد الملک کو اجازت دی ہے۔

نیز حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمہ اللہ نے "بيان الوهم"[1] میں ایک روایت کے تحت عبد الملک بن حبیب کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "میزان"[2] میں فرماتے ہیں: "أحد الائمة، ومصنف الواضحة، كثير الوهم، صحفي". ائمہ میں سے ایک ہے، اور "الواضحہ" کا مصنف ہے، اسے وہم بہت زیادہ ہوتا تھا، یہ صحفی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "سير أعلام النبلاء"[3] میں فرماتے ہیں: "كان موصوفا بالحذق في الفقه، كبير الشأن، بعيد الصيت، كثير التصانيف، إلا أنه في باب الرواية ليس بمتقن، بل يحمل الحديث تهورا كيف اتفق، وينقله وجادة وإجازة، ولا يتعانى تحرير أصحاب الحديث". یہ فقہ میں ماہر تھا، بڑی شان والا تھا، انتہائی شہرت تھی، بہت زیادہ تصانیف والا تھا، مگر یہ کہ روایت کے باب میں یہ متقن نہیں تھا، بلکہ یہ لاپرواہی سے جو حدیث ملے اسے لے لیتا تھا، اور یہ

---

[1] بيان الوهم والايهام: ٣٣٤/٢، رقم: ٣٣١، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
[2] ميزان الاعتدال: ٦٥٣/٢، رقم: ٥١٩٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[3] سير أعلام النبلاء: ١٠٣/١٢، رقم: ٣٢، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

حدیث کو وجادہ اور اجازت کے طریقہ پر نقل کرتا تھا، اور اس کی اصحابِ حدیث کی تحریر کی مشغولیت نہیں تھی۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل دیوان الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "وهاه ابن حزم وغيره، قلت: ابن حزم مشدد، لا يقبل قدحه". ابن حزم وغیرہ نے اسے واہی قرار دیا ہے، میں کہتا ہوں: ابن حزم متشدد ہیں، ان کی جرح قبول نہیں کی جائے گی۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[2] میں ایک روایت کے تحت عبدالملک بن حبیب کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[3] میں فرماتے ہیں: "صدوق، ضعيف الحفظ، كثير الغلط". یہ صدوق ہے، ضعیف الحفظ ہے، کثیر الغلط ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[4] میں ایک روایت کے تحت عبدالملک بن حبیب کو "شديد الضعف" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تلخيص الحبير"[5] میں ایک روایت کے

---

[1] ذيل ديوان الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٤، رقم: ٢٣٦، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.

[2] البدر المنير: ٥٥٤/٦، ت: أحمد بن سليمان بن أيوب، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ٣٦٢، رقم: ٤١٧٤، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] تلخيص الحبير: ١٢٨/١، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[5] تلخيص الحبير: ٧٠/٢، رقم: ٥٧٠، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

تحت فرماتے ہیں: "وعبد الملك متهم بسرقة الأحاديث، وتخليط الأسانيد، قاله ابن الفرضي".ابن فرضی کے بیان کے مطابق عبدالملک سرقۂ حدیث اور اسانید کو خلط کرنے میں متہم ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

روایت بطریق عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کا حکم

سند میں موجود راوی عبداللہ بن محمد بن مغیرہ کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"یہ ثوری اور مالک بن مغول کے انتساب سے ایسی احادیث روایت کرتا ہے جن کے بیان کرنے سے یہ دونوں اللہ سے ڈرنے والے ہیں" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "ایسی روایت بیان کرتا ہے جس کی اصل نہیں ہوتی" (حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے"، "واہ"، "متہم ہے" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "ثوری اور مالک بن مغول کے انتساب سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے" (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز فقیہ ابو مروان عبدالملک بن حبیب مالکی کے بارے میں بھی ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"بعض نے اسے متہم بالکذب کہا ہے" (حافظ ابو بکر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "اس

کی طرف جھوٹ کا اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے میں نے احمد بن خالد کو اس پر طعن کرتے ہوئے سنا ہے، اور کئی دفعہ انہوں نے اس کی تنقیص کی ہے، اور فرمایا: اس کا جھوٹ "واضحہ" میں متعدد چیزوں میں ظاہر ہوا ہے" (علامہ ابو عمر احمد بن سعید صدفی رحمۃ اللہ علیہ)، "ابن حبیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں حدیث کا اظہار کیا ہے، اور یہ حدیث کے طرق کو نہیں پہچانتا تھا، اور اسماء میں تصحیف کرتا تھا، اور مناکیر سے احتجاج کرتا تھا، اس کے ہم زمانہ اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے، اور وہ اس سے راضی نہیں تھے" (علامہ احمد بن محمد بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک"، "لیس بثقۃ" (حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک" (حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)، "شدید ضعیف ہے"، "ابن فرضی کے بیان کے مطابق عبد الملک سرقۂ حدیث اور اسانید کو خلط کرنے میں متہم ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

چنانچہ یہ روایت اس طریق سے کسی بھی طرح ضعف شدید سے خالی نہیں ہو سکتی، اس لئے اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو صالح جہنی

فقیہ ابو مروان عبد الملک بن حبیب "الواضحۃ"[1] میں لکھتے ہیں:

"وحدثني أبو صالح الجهني عن معاوية بن صالح عن بعض مشيختهم، عن ابن عباس، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل ذلك [أي: أن رسول

[1] الواضحة في السنن والفقه: ص: ۲۰، مكتبة جامعة الدول العربية، مخطوط.

الله صلى الله عليه وسلم قال: في السواك عشر خصال: يجلو البصر، وينقص البلغم، ويصلح المعدة، ويشد الأسنان، ويذهب الحفر، ويطيب الفم، ويرضي الرب، وتحبه الملائكة ويوافق، ويزيد في حسنات الصلاة]"۔

اور مجھے یہ روایت ابو صالح جہنی نے معاویہ بن صالح، عن بعض مشیختہم، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اسی طرح روایت کی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک میں دس خصلتیں ہیں: نظر کو تیز کرتی ہے، بلغم کو ختم کرتی ہے، معدہ کو درست کرتی ہے، دانتوں کو مضبوط کرتی ہے، دانتوں کی زردی کو زائل کرتی ہے، منہ کو پاک کرتی ہے، رب کی رضا کا سبب ہے، ملائکہ اسے پسند کرتے ہیں اور مسواک کرنے والے کی موافقت کرتے ہیں، اور نماز کی نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے)۔

سند میں موجود راوی ابو صالح عبد اللہ بن صالح جہنی مصری کاتب اللیث (المتوفی ۲۲۲ھ او ۲۲۳ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ نے ابو صالح کاتب اللیث کو "ثقة" قرار دیا ہے[1]۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ضربت على حديث عبد الله بن صالح، وما أروي عنه شيئا"[2]۔ میں نے عبد اللہ بن صالح کی حدیث کو ترک کر دیا ہے، اور میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔

---

[1] تاريخ أبي سعيد هاشم بن مرثد الطبراني: ص: ۲٤، رقم: ۱۲، ت: نظر محمد الفاريابي.

[2] تاريخ بغداد: ۱۵۸/۱۱، رقم: ۵۰٦۳، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي - بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲ھ۔

امام احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں: ''كان أول أمره متماسك، ثم فسد بآخره، وليس هو بشيء''[1]. یہ شروع میں متماسک تھا، پھر آخر میں اس کا معاملہ بگڑ گیا، اور یہ لیس بشیء ہے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل ؒ فرماتے ہیں: ''سمعت أبي، ذكر كاتب الليث بن سعد عبد الله بن صالح، فذمه وكرهه، وقال: إنه روى عنه ليث، عن بن أبي ذئب كتابا أو أحاديث، وأنكر أن يكون الليث روى عن ابن أبي ذئب''[2]. میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے کاتبِ لیث بن سعد، عبد اللہ بن صالح کا ذکر کیا تو اس کی مذمت کی اور اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا، اور فرمایا: اس نے لیث، عن ابن ابی ذئب کے طریق سے ایک کتاب یا احادیث روایت کی ہیں، اور (میرے والد نے) اس کا انکار کر دیا کہ لیث نے ابن ابی ذئب سے روایت کی ہو۔

حافظ ابو عبد اللہ عبد الملک بن شعیب بن لیث بن سعد ؒ فرماتے ہیں: ''أبو صالح كاتب الليث ثقة مأمون، قد سمع من جدي حديثه، وكان يحدث بحضرة أبي، وأبي يحضه على التحديث''[3]. ابو صالح کاتب لیث ثقہ مامون ہے، اس نے میرے دادا (یعنی لیث بن سعد) سے حدیث سنی ہے، اور یہ میرے والد کی موجودگی میں حدیث بیان کرتا تھا، اور میرے والد اس کو حدیث بیان کرنے پر ابھارتے تھے۔

---

[1] العلل ومعرفة الرجال:۲۱۲/۳،رقم:٤٩١٩،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[2] العلل ومعرفة الرجال:۲٤۲/۳،رقم:٥٠٦٧،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

[3] الجرح والتعديل:٨٦/٥،رقم:٣٩٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاريخ الكبير"[1] میں عبد اللہ بن صالح جہنی کا ترجمہ قائم کرکے سکوت اختیار فرمایا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے "الكنى"[2] میں عبد اللہ بن صالح جہنی کا ترجمہ قائم کرکے سکوت اختیار فرمایا ہے۔

حافظ ابو زرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لم يكن عندي ممن يتعمد الكذب، وكان حسن الحديث"[3]۔ یہ میرے نزدیک ان لوگوں میں سے نہیں ہے جو جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں، اور یہ حسن الحدیث ہے۔

حافظ برذعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قلت: أبو صالح كاتب الليث؟ فضحك، وقال: ذاك رجل حسن الحديث، قلت: أحمد يحمل عليه في كتاب ابن أبي ذئب، وحكاية سعيد بن منصور قد عرفتها، قال: نعم، وشيء آخر: سمعت عبد العزيز بن عمران يقول: قرأ علينا كتاب عقيل، فإذا في أوله مكتوب: حدثني أبي، عن جدي، عن عقيل، فإذا هو كتاب عبد الملك بن شعيب بن الليث بن سعد، قلت: فأي شيء حاله في يحيى بن أيوب، ومعاوية بن صالح، والمشيخة؟ قال: كان يكتب لليث، والله أعلم"[4]۔

---

[1] التاريخ الكبير:٥/٢٨، رقم:٦٤٢٨،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ۔

[2] الكنى والأسماء،ص:٤٣٧،رقم:١٦٥٦،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[3] الجرح والتعديل:٥/٨٧،رقم:٣٩٨،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧١هـ۔

[4] سؤالات البرذعي،ص:٢١٠،رقم:٣٦٠،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ۔

میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: ابو صالح کاتبِ لیث؟ تو ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے، اور فرمایا: یہ شخص حسن الحدیث ہے، (حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: احمد رحمۃ اللہ علیہ، ابن ابی ذئب کی کتابت میں اس پر حمل کرتے ہیں، نیز آپ کو سعید بن منصور کی حکایت کی بھی معرفت ہے، ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جی ہاں، اور ایک اور چیز کی بھی ہے، میں نے عبد العزیز بن عمران کو فرماتے سنا ہے کہ عبد اللہ بن صالح نے ہم پر عقیل کی کتاب پڑھی، اس کے شروع میں لکھا تھا: مجھے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کرتے ہوئے، دادا نے عقیل سے نقل کر کے اسے روایت کیا ہے، پھر دیکھا تو وہ عبد الملک بن شعیب بن لیث بن سعد کی کتاب تھی، (حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا کہ یحیی بن ایوب، معاویہ بن صالح اور مشیخہ میں اس کی کیا حالت ہے؟ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ لیث کے لئے لکھتا تھا، واللہ اعلم۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الأحاديث التي أخرجها أبو صالح في آخر عمره التي أنكروا عليه نرى أن هذه مما افتعل خالد بن نجيح، وكان أبو صالح يصحبه، وكان سليم الناحية، وكان خالد بن نجيح يفتعل الحديث، ويضعه في كتب الناس، ولم يكن وزن أبي صالح [وزن] الكذب، كان رجلا صالحا"[1]
ابو صالح نے جو احادیث آخری عمر میں تخریج کی ہیں جن کی وجہ سے محدثین نے اس پر انکار کیا ہے، ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ وہ احادیث ہیں جن کو خالد بن نجیح نے گھڑا ہے، اور ابو صالح اس کے ساتھ ہوتا تھا، اور یہ ابو صالح گوشۂ سلامتی میں تھا، اور خالد بن

---

[1] الجرح والتعديل: ٨٧/٥، رقم: ٣٩٨، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٢٧١هـ۔

صحیح حدیث گھڑ کر لوگوں کی کتابوں میں درج کر دیتا تھا، اور ابو صالح کی قدر و قیمت جھوٹ کا وزن نہیں ہے، اور یہ ابو صالح نیک شخص تھا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: "مصري، صدوق أمين، ما علمته"[1]۔ میری معلومات کے مطابق یہ مصری، صدوق، امین ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں عبد اللہ بن صالح کو "ليس بثقة" کہا ہے۔

حافظ ابن رشدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أحمد بن صالح، يقول في عبد الله بن صالح: متهم، ليس بشيء، وقال فيه قولا شديدا"[3]۔ میں نے احمد بن صالح سے سنا، وہ عبد اللہ بن صالح کے بارے میں فرمارہے تھے کہ یہ متہم، لیس بشیء ہے، اور احمد بن صالح نے اس کے بارے میں سخت بات کہی ہے۔

حافظ ابو علی صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى بن معين يوثقه، وعندي كان يكذب في الحديث"[4]۔ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ اس کی توثیق کرتے تھے، اور میرے نزدیک یہ حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[5] میں عبد اللہ بن صالح جہنی کو "ذاهب

---

[1] الجرح والتعديل: ٨٧/٥، رقم: ٣٩٨، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ۔

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٢٠١، رقم: ٣٣٤، ت: محمد إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ۔

[3] تاريخ بغداد: ١٥٨/١١، رقم: ٥٠٦٣، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

[4] تاريخ بغداد: ١٥٩/١١، رقم: ٥٠٦٣، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

[5] الأسامي والكنى: ٢٨٩/٤، رقم: ٣٤١١، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ۔

الحدیث" کہا ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث جدا، يروي عن الأثبات مالا يشبه حديث الثقات، وعنده المناكير الكثيرة عن أقوام مشاهير أئمة، وكان في نفسه صدوقا، يكتب لليث بن سعد الحساب، وكان كاتبه على الغلات، وإنما وقع المناكير في حديثه من قبل جار له رجل سوء، سمعت ابن خزيمة يقول: كان له جار بينه وبينه عداوة، فكان يضع الحديث على شيخ عبد الله بن صالح، ويكتب في قرطاس بخط يشبه خط عبد الله بن صالح، ويطرح في داره في وسط كتبه، فيجده عبد الله فيحدث به، فيتوهم أنه خطه وسماعه، فمن ناحيته وقع المناكير في أخباره".

یہ منکر الحدیث جداً ہے، اثبات کے انتساب سے ایسی اشیاء روایت کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ہوتیں، اور اس کے پاس مشہور ائمہ کے انتساب سے بہت سی مناکیر ہیں، اور یہ بذاتِ خود صدوق ہے، یہ لیث بن سعد کے لئے حساب لکھا کرتا تھا، اور عبد اللہ بن صالح، لیث بن سعد کے محصولات کا کاتب تھا، اور اس کی حدیث میں مناکیر اس کے ایک برے پڑوسی کی طرف سے واقع ہوئی ہیں، میں نے ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا: اس کا ایک پڑوسی تھا، اس کی اور اس کے پڑوسی کے درمیان کوئی عداوت تھی، چنانچہ وہ پڑوسی عبد اللہ بن صالح کے شیخ پر حدیث گھڑتا تھا، اور وہ پڑوسی کاغذ میں ایسے خط کے ساتھ لکھتا تھا جو عبد اللہ بن صالح کے خط کے مشابہ ہوتا تھا، اور پھر اس کاغذ کو عبد اللہ بن صالح کے

---

[1] المجروحین: ۲/۴۰، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

گھر میں اس کی کتب کے درمیان میں ڈال دیتا تھا، پھر جب عبد اللہ بن صالح اسے پاتے تو اس سے حدیث بیان کرتے تھے، اس وہم کی بناء پر کہ یہ اس کا خط ہے اور اس کی سماعت ہے، اسی وجہ سے اس کی اخبار میں مناکیر واقع ہو گئیں۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل" [1] میں عبد اللہ بن صالح کے ترجمہ میں چند روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولعبد الله بن صالح روايات كثيرة عن صاحبه الليث بن سعد، وعنده عن معاوية بن صالح نسخة كبيرة، ويروي عن يحيى بن أيوب صدرا صالحا، ويروي عن ابن لهيعة أخبارا كثيرة، ومن نزول رجاله عبد الله بن وهب، وهو عندي مستقيم الحديث، إلا أنه يقع في حديثه في أسانيده ومتونه غلط، ولا يتعمد الكذب، وقد روى عنه يحيى بن معين كما ذكرت".

اور عبد اللہ بن صالح کی بہت سی روایات اس کے ساتھی لیث بن سعد کے طریق سے ہیں، اور اس کے پاس معاویہ بن صالح کے انتساب سے ایک بڑا نسخہ تھا، اور یہ یحیی بن ایوب سے ابتداء میں احادیث روایت کرتا تھا، اور اس نے ابن لہیعہ کے انتساب سے بہت سی خبریں روایت کی ہیں، اور اس کے نازل رجال میں عبد اللہ بن وہب ہے، اور عبد اللہ بن صالح میرے نزدیک مستقیم الحدیث ہے، مگر یہ کہ اس کی حدیث میں، اسانید اور متون میں غلطی واقع ہوئی ہے، یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا تھا، اور اس سے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں۔

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ٣٤٧/٥، رقم: ١٥١٥، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

حافظ خلیلی رحمہ اللہ "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: "کبیر، (غیر) مخرج في صحيح البخاري، يقول: تابعه أبو صالح، ولا يخرجه في الرواية عنه، (مع) أن ابن معين قد روى عنه، لكنهم لم يتفقوا عليه، لأحاديث رواها يخالف فيها". بڑا ہے، صحیح بخاری میں اس کی روایت تخریج نہیں کی گئی، بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کی متابعت ابو صالح نے کی ہے"، (حافظ خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اور اس سے روایت تخریج نہیں کی، البتہ ابن معین رحمہ اللہ نے اس سے روایت کی ہے، لیکن محدثین نے اس پر اتفاق نہیں کیا ہے، ان احادیث کی وجہ سے جن میں اس کی مخالفت کی گئی ہے[2]۔

---

[1] الإرشاد: ۱/ ۴۰۰، رقم: ۱۶۸، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ــ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۰۹هـ.

[2] واضح رہے کہ عبد اللہ بن صالح کا تفصیلی ترجمہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے "ہدی الساری" میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

"(خ د ت ق) **عبد الله بن صالح الجهني أبو صالح، كاتب الليث:** لقيه البخاري وأكثر عنه، وليس هو من شرطه في الصحيح. وإن كان حديثه عنده صالحا، فإنه لم يورد له في كتابه إلا حديثا واحدا، وعلق عنه غير ذلك على ما ذكر الحافظ المزي وغيره، وكلامهم في ذلك متعقب بما سيأتي، وعلق عن الليث بن سعد شيئا كثيرا كله من حديث أبي صالح، عن الليث، وقد وثقه عبد الملك بن شعيب بن الليث فيما حكاه أبو حاتم، قال: سمعته يقول: أبو صالح ثقة مأمون، وقد سمع من جدي حديثه، وكان أبي يحضه على التحديث، قال: وسمعت أبا الأسود النضر بن عبد الجبار، وسعيد بن عفير: يثنيان عليه، وقال سعد بن عمرو البردعي: قلت لأبي زرعة: أبو صالح كاتب الليث؟ فضحك، وقال: حسن الحديث، قلت: فإن أحمد يحمل عليه، قال: وشيء آخر، وقال ابن عبد الحكم: سمعت أبي: وقيل له: إن يحيى بن بكير يقول في أبي صالح: فقال: قل له هل جئنا الليث قط إلا وأبو صالح عنده رجل كان يخرج معه إلى الأسفار، وإلى الريف، وهو كاتبه، فينكر على هذا أن يكون عنده ما ليس عند غيره، وقال الذهلي: شغلني حسن حديثه عن الاستكثار من سعيد بن عفير، وقال يعقوب بن سفيان: حدثني أبو صالح الرجل الصالح، وقال عبد الله بن أحمد: سألت أبي عنه، فقال: كان في أول أمره متماسكا، ثم فسد بآخره، وقال أيضا: ذكرته لأبي فكرهه، وقال: إنه روى عن الليث، عن ابن أبي ذئب، وأنكر أن يكون الليث سمع من بن أبي ذئب، وقال أبو حاتم: سمعت ابن معين يقول: أقل أحوال أبي صالح أنه قرأ هذه الكتب على الليث، ويمكن أن يكون ابن أبي ذئب كتب إلى الليث بهذا الدرج، وقال صالح جزرة: كان ابن معين يوثقه، وعندي أنه يكذب في الحديث، وقال علي بن المديني: ضربت على حديثه،

وقال النسائي: ليس بثقة، وقال أبو حاتم: الأحاديث التي أخرجها أبو صالح في آخر عمره فأنكروها عليه، أرى أن هذا مما افتعل خالد بن نجيح، وكان أبو صالح يصحبه، وكان أبو صالح سليم الناحية، وكان خالد يضع الحديث في كتب الناس، ولم يكن أبو صالح يروي الكذب، بل كان رجلا صالحا، وقال ابن حبان: كان صدوقا في نفسه، وروى مناكير، وقعت في حديثه من قبل جار له، كان يضع الحديث، ويكتبه بخط يشبه خط عبد الله، ويرميه في داره، فيتوهم عبد الله أنه خطه، فيحدث به، وقال ابن عدي: كان مستقيم الحديث إلا أنه يقع في أسانيده ومتونه غلط، ولا يتعمد الكذب.

قلت: ظاهر كلام هؤلاء الأئمة أن حديثه في الأول كان مستقيما، ثم طرأ عليه فيه تخليط، فمقتضى ذلك أن ما يجيء من روايته عن أهل الحذق، كيحيى ابن معين، والبخاري، وأبي زرعة، وأبي حاتم، فهو من صحيح حديثه، وما يجيء من رواية الشيوخ عنه، فيتوقف فيه، والأحاديث التي رواها البخاري عنه في الصحيح بصيغة حدثنا، أو قال لي، أو قال المجردة، قليلة، أحدها: في كتاب التفسير في تفسير سورة الفتح، قال: حدثنا عبد الله، حدثنا عبد العزيز بن أبي سلمة، فذكر حديث عبد الله بن عمرو في تفسير قوله تعالى: إنا أرسلناك شاهدا، الآية، وعبد الله هذا هو أبو صالح، لأن البخاري رواه في كتاب الأدب المفرد، فقال: حدثنا عبد الله بن صالح، وهو كاتب الليث، فيما جزم به أبو علي الغساني، ثانيها: في الجهاد، قال: حدثنا عبد الله، حدثنا عبد العزيز بن أبي سلمة، فذكر حديث ابن عمر في القول عند القفول من الحج، وعبد الله هو أبو صالح، كما جزم به أبو علي الغساني، ثالثها: في البيوع، قال البخاري: وقال الليث: حدثنا جعفر بن ربيعة، عن عبد الرحمن بن هرمز، عن أبي هريرة في قصة الرجل الذي أسلف الألف دينار، وقال بعده: حدثني عبد الله بن صالح، حدثنا الليث بهذا، هكذا وقع في روايتنا من طريق أبي الوقت، وفي غيرها من الروايات، رابعها: في الأحكام، قال البخاري عقب حديث قتيبة: عن الليث، عن يحيى بن سعيد في حديث أبي قتادة في القتيل يوم حنين، قال البخاري: وقال لي عبد الله: عن الليث، يعني بهذا الإسناد، وفي هذا الحديث: فقام النبي صلى الله عليه و سلم فأداه، هكذا هو في روايتنا من طريق أبي ذر، عن الكشميهني، خامسها: في كتاب الزكاة عقب حديث ابن عمر في المسألة، قال في آخره: وزادني عبد الله بن صالح، عن الليث، يعني بسنده، فيشفع ليقضي بين الخلق، وعنده سادس في تفسير سورة الأحزاب، حدثنا عبد الله بن يوسف، حدثنا الليث، حدثني ابن الهاد، عن عبد الله بن خباب، عن أبي سعيد في الصلاة على النبي صلى الله عليه و سلم، وقال في آخره: وقال أبو صالح: عن الليث على محمد وعلى آل محمد، وعنده سابع في الاعتصام، قال: حدثنا قتيبة، حدثنا الليث، عن عقيل، عن الزهري، عن عبيد الله، عن أبي هريرة لما توفي رسول الله صلى الله عليه و سلم وكفر من كفر من العرب، الحديث، وفيه: قال أبو بكر: لو منعوني عقالا، الحديث، قال في آخره: قال لي ابن بكير: وعبد الله، عن الليث عناقا، وهو أصح، وفي الكتاب عن أبي صالح موضع ثامن، وهو قوله في صفة الصلاة، حدثنا يحيى ابن بكير، حدثنا الليث، عن عقيل، عن ابن شهاب، أخبرني أبو بكر بن عبد الرحمن، أنه سمع أبا هريرة يقول: كان رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا قام إلى الصلاة، يكبر حين يقوم، ثم يكبر حين يركع، ثم يقول: سمع الله لمن حمده حين يرفع صلبه من الركوع، ثم يقول: وهو قائم، ربنا لك الحمد، قال عبد الله بن صالح: عن

حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے "المحلی"[1] میں ایک روایت کے تحت عبداللہ بن صالح کو "ضعیف جدا" کہا ہے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الحفاظ"[2] میں ایک روایت کے تحت عبداللہ بن صالح کے بارے میں فرماتے ہیں: "وعبد الله هذا متروك الحديث، كذاب". یہ عبداللہ متروک الحدیث، کذاب ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "المغني"[3] میں فرماتے ہیں: "مكثر، صالح الحديث، له مناكير، والصحيح أن البخاري روى عنه في الصحيح، وروى عنه ابن معين". کثرت سے روایت کرنے والا ہے، صالح الحدیث ہے، اس کی مناکیر

الليث ولك الحمد، ثم يكبر حين يسجد، وفيه موضع تاسع في صفة الصلاة أيضا، قال: حدثنا يحيى بن بكير، حدثنا الليث، عن خالد، عن سعيد، هو ابن أبي هلال، عن محمد بن عمرو بن حلحلة، عن محمد بن عمرو بن عطاء، أنه كان جالسا مع نفر من أصحاب النبي صلى الله عليه و سلم، فذكروا صلاة النبي صلى الله عليه وآله وسلم، فقال أبو حميد الساعدي: أنا كنت أحفظكم لصلاته، رأيته: إذا كبر جعل يديه حذاء منكبيه، وإذا ركع أمكن يديه من ركبتيه، ثم هصر ظهره، فإذا رفع رأسه استوى حتى يعود كل فقار في مكانه. الحديث، وقال بعده: قال أبو صالح: عن الليث كل فقار .

وأما التعليق عن الليث من رواية عبد الله بن صالح عنه، فكثير جدا، وقد عاب ذلك الإسماعيلي على البخاري وتعجب منه، كيف يحتج بأحاديثه حيث يعلقها، فقال: هذا عجيب، يحتج به إذا كان منقطعا، ولا يحتج به إذا كان متصلا، وجواب ذلك: أن البخاري إنما صنع ذلك لما قررناه، أن الذي يورده من أحاديثه صحيح عنده قد انتقاه من حديثه، لكنه لا يكون على شرطه الذي هو أعلى شروط الصحة، فلهذا لا يسوقه مساق أصل الكتاب، وهذا اصطلاح له، قد عرف بالاستقراء من صنيعه، فلا مشاحة فيه، والله أعلم"(هدي الساري مقدمة فتح الباري:٤١٣/١،المكتبة السلفية) .

[1] المحلى بالآثار:٩٦/١٠،ت:عبد الغفار سليمان البنداري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] تذكرة الحفاظ:ص:٣٨٤،رقم:٩٨٤،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،دار الصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

[3] المغني في الضعفاء:٥٤٤/١،رقم:٣٢١٨،ت:أبو الزهراء حازم القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "صحیح" میں اس سے روایت کی ہے، اور اس سے ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان الاعتدال"[1] میں فرماتے ہیں: "هو صاحب حديث وعلم مكثر، وله مناكير". یہ صاحب حدیث اور کثیر علم والا ہے، اور اس کی مناکیر ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[2] میں فرماتے ہیں: "قد شرحت حاله في ميزان الاعتدال ولينّاه، وبكل حال فكان صدوقا في نفسه، من أوعية العلم، أصابه داء شيخه ابن لهيعة، وتهاون بنفسه حتى ضعف حديثه، ولم يترك بحمد الله، والأحاديث التي نقموها عليه معدودة في سعة ما روى". میں "میزان الاعتدال" میں اس کا حال بیان کر چکا ہوں، اور اسے "لین" کہہ چکا ہوں، بہر صورت یہ بذاتِ خود صدوق، اوعیۃ العلم میں سے ہے، اسے اپنے شیخ ابن لہیعہ کا مرض پیش آیا ہے، اور یہ بذاتِ خود متساہل ہے، حتی کہ اس کی حدیث کی تضعیف کی گئی ہے، لیکن الحمد للہ یہ متروک نہیں ہے، اور اس کی وسیع مرویات میں گنی چنی چند احادیث ہیں جن میں محدثین نے اس پر نقد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق"[3] میں فرماتے ہیں: "صالح الحديث، له مناكير، روى عنه ابن معين والبخاري، وقال أبو زرعة:

---

[1] ميزان الاعتدال: ٤٤٠/٢، رقم: ٤٣٨٣، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] سير أعلام النبلاء: ٤٠٥/١٠، رقم: ١١٥، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[3] ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق: ص: ١٠٩، رقم: ١٨٤، ت: محمد شكور بن محمود الحاجي أمرير الميادينى، مكتبة المنار ـ الأردن، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

حسن الحديث، وقال ابن عدي: هو عندي مستقيم الحديث، وله أغاليط، قلت: فتجتنب مناكيره". صالح الحدیث ہے، اس کی مناکیر ہیں، اس سے ابن معین رحمۃ اللہ علیہ اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے، اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حسن الحدیث ہے، اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ مستقیم الحدیث ہے، اور اس کی اغالیط ہیں، میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: اس کی مناکیر سے اجتناب کرنا چاہئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "التقریب"[1] میں فرماتے ہیں: "صدوق، كثير الغلط، ثبت في كتابه، وكانت فيه غفلة". یہ صدوق ہے، کثیر الغلط ہے، اپنی تحریر میں ثبت ہے، اور اس میں غفلت تھی۔

اہم نوٹ:

کاتب اللیث ابو صالح عبد اللہ بن صالح کے بارے میں ائمہ رجال کے جرح وتعدیل کے اقوال آپ کے سامنے تفصیل سے آچکے ہیں، تعدیل کرنے والے ائمہ ساتھ ساتھ یہ صراحت بھی فرماتے رہے ہیں کہ عبد اللہ بن صالح کی احادیث میں مناکیر موجود ہیں، جس کی مختلف وجوہات ذکر کی گئی ہیں، اور ہماری زیر بحث سند میں "بعض مشیختہم" رجل مبہم ہے، نیز عبد اللہ بن صالح سے روایت کرنے والے راوی عبد الملک بن حبیب کے بارے میں بھی ائمہ کی ایک جماعت شدید جرح فرماتی رہی ہے، الحاصل زیر بحث اسناد، حدیث کو "ضعف شدید" اور "منکر" ہونے سے نکالنے سے قاصر ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ۳۰۸، رقم: ۳۳۸۸، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

فقیہ ابو مروان عبد الملک بن حبیب بن سلیمان عباسی اندلسی سلمی مالکی (المتوفی ۲۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابو بکر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ضعفه غير واحد، وبعضهم اتهمه بالكذب، وفي تاريخ أحمد بن سعيد بن حزم الصدفي توهينه، فإنه كان صحفيا، لا يدري ما الحديث. قلت: هذا القول أعدل ما قيل فيه، فلعله كان يحدث من كتب غيره فيغلط"[1] ایک سے زائد نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے اسے متہم بالکذب کہا ہے، اور احمد بن سعید بن حزم کی "تاریخ" میں اس کی تضعیف ہے، اس لئے کہ یہ صحفی ہے، یہ نہیں جانتا کہ حدیث کیا ہے، میں (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) کہتا ہوں: عبد الملک کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس میں یہ قول سب سے زیادہ اعتدال پر مبنی ہے، شاید یہ دوسروں کی کتب سے حدیث بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے اس سے غلطی ہوتی تھی۔

علامہ ابو عمر احمد بن سعید صدفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قلت لأحمد بن خالد: إن (الواضحة) عجيبة جدا، وإن فيها علما عظيما فما يدخلها؟ قال: أول ذلك أنه حكى فيها مذاهب لم نجدها لأحد من أصحابه، ولا نقلت عنهم، قال أبو عمر الصدفي في (تاريخه): كان كثير الرواية، كثير الجمع، يعتمد على الأخذ بالحديث، ولم يكن يميزه، ولا يعرف الرجال، وكان فقيها في المسائل، قال: وكان يطعن عليه بكثرة الكتب، وذكر أنه كان يستجيز الأخذ بلا رواية ولا مقابلة، وأنه أخذ بالإجازة كثيرا، قال: وأشير إليه بالكذب، سمعت

---

[1] انظر تهذيب التهذيب: ٣٩١/٦، رقم: ٧٣٦، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند، الطبعة ١٣٢٦هـ.

أحمد بن خالد يطعن عليه بذلك، ويتنقصه غير مرة. وقال: ظهر كذبه في (الواضحة) في غير شيء"[1]۔

میں نے احمد بن خالد سے کہا: بلاشبہ "الواضحہ" (نامی کتاب) بہت ہی عجیب ہے، اس میں بہت زیادہ علم ہے، یہ کہاں سے آیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: پہلی بات یہ ہے کہ اس میں ایسے مذاہب حکایت ہیں جنہیں ہمارے اصحاب میں سے کوئی نہیں پاتا، اور نہ ہی یہ ان سے منقول ہیں، ابو عمر صدفی اپنی "تاریخ" میں فرماتے ہیں: یہ کثرت سے روایت کرنے والا، بہت زیادہ (روایات) جمع کرنے والا ہے، حدیث لینے پر اعتماد کرتا ہے، لیکن حدیث میں تمیز نہیں کر سکتا، اور نہ ہی رجال کو جانتا ہے، یہ مسائل میں فقیہ تھا، (ابو عمر صدفی) فرماتے ہیں: کثرتِ کتب کی وجہ سے اس پر طعن کیا گیا ہے، اور ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بغیر روایت اور بغیر مقابلہ کے اجازتِ حدیث لیتا تھا، اور اس نے بہت کچھ اجازت کے ساتھ لیا ہے، (ابو عمر صدفی مزید) فرماتے ہیں: اور اس کی طرف جھوٹ کا اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے میں نے احمد بن خالد کو اس پر طعن کرتے ہوئے سنا ہے، اور کئی دفعہ انہوں نے اس کی تنقیص کی ہے، اور فرمایا: اس کا جھوٹ "واضحہ" میں متعدد چیزوں میں ظاہر ہوا ہے۔

حافظ ابو الولید عبد اللہ بن محمد بن یوسف ازدی المعروف ابن الفرضی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "تاریخ"[2] میں فرماتے ہیں: "ولم يكن لعبد الملك بن حبيب علم بالحديث، ولا كان يعرف صحيحه من سقيمه، وذكر عنه أنه كان يتساهل، ويحمل على

---

[1] سير أعلام النبلاء: ١٠٥/١٢، رقم: ٣٢، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

[2] تاريخ العلماء والرواة للعلم بالأندلس: ٣١٣/١، رقم: ٨١٦، ت: السيد عزت العطار الحسيني، مطبعة المدني -القاهرة، الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

سبيل الإجازة أكثر روايته"۔ عبد الملک بن حبیب کو حدیث کا علم نہیں تھا، اور نہ ہی یہ صحیح سقیم کو پہچانتا تھا، اور اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ متساہل تھا، اور اپنی اکثر روایتوں کا تحمل بطریق اجازت کرتا تھا۔

علامہ احمد بن محمد بن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ابن حبيب أول من أظهر الحديث بالأندلس، وكان لا يفهم طرقه، ويصحف الأسماء، ويحتج بالمناكير، فكان أهل زمانه ينسبونه إلى الكذب، ولا يرضونه"[1]۔ ابن حبیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں حدیث کا اظہار کیا ہے، اور یہ حدیث کے طرق کو نہیں پہچانتا تھا، اور اسماء میں تصحیف کرتا تھا، اور مناکیر سے احتجاج کرتا تھا، اس کے ہم زمانہ اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے، اور وہ اس سے راضی نہیں تھے۔

حافظ ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے "المحلى بالآثار" میں ایک روایت کے تحت عبد الملک بن حبیب اندلسی کو "هالك"[2] اور ایک دوسرے مقام پر "ليس بثقة" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمہ اللہ "بيان الوهم"[4] میں فرماتے ہیں: "متحقق بحفظ مذهب مالك ونصرته والذب عنه، لقي الكبار من أصحابه، ولم يهد في الحديث لرشد، ولا حصل منه على شيخ مفلح، وقد اتهموه في

[1] سير أعلام النبلاء: ۱۰٦/۱۲، رقم: ۳۲، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۲هـ۔
[2] المحلى بالآثار: ۵۹/۷، ت: عبد الغفار سليمان البنداري، دار الكتب العلمية۔بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ۔
[3] انظر ميزان الاعتدال: ٦۵۲/۲، رقم: ۵۱۹۵، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة۔بيروت۔
[4] بيان الوهم والايهام: ٦۳٤/۵، رقم: ۱٦، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة۔الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ۔

سماعه من أسد بن موسى، وادعى هو الإجازة، ويقال: إن أسدا أنكر أن يكون أجازه"۔ مذہب مالک کا یاد ہونا، اس کی نصرت کرنا اور اس کا دفاع کرنا عبد الملک میں موجود تھا، وہ مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بڑے اصحاب سے ملا ہے، تاہم اسے حدیث میں کوئی رہنمائی نہیں مل سکی، اور نہ ہی اسے کوئی ایسا شیخ مل سکا ہے جو اسے مقصود تک پہنچادے، اور محدثین نے اسے اسد بن موسیٰ سے سماعت میں متہم قرار دیا ہے، اور یہ اس میں اجازت کا دعویٰ کرتا تھا، اور کہا جاتا ہے کہ اسد نے اس کا انکار کر دیا تھا کہ انہوں نے عبد الملک کو اجازت دی ہے۔

نیز حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ نے "بیان الوهم"[1] میں ایک روایت کے تحت عبد الملک بن حبیب کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[2] میں فرماتے ہیں: "أحد الأئمة، ومصنف الواضحة، كثير الوهم، صحفي"۔ ائمہ میں سے ایک ہے، اور "الواضحہ" کا مصنف ہے، اسے وہم بہت زیادہ ہوتا تھا، یہ صحفی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[3] میں فرماتے ہیں: "كان موصوفا بالحذق في الفقه، كبير الشأن، بعيد الصيت، كثير التصانيف، إلا أنه في باب الرواية ليس بمتقن، بل يحمل الحديث تهورا كيف اتفق، وينقله وجادة وإجازة، ولا يتعانى تحرير أصحاب الحديث"۔ یہ فقہ میں ماہر تھا، بڑی شان والا تھا، انتہائی شہرت تھی، بہت زیادہ تصانیف والا تھا، مگر یہ کہ روایت کے باب

---

[1] بيان الوهم والايهام: ۳۳٤/۲، رقم: ۳۳۱، ت: الحسين آيت سعيد، دار طيبة ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۱۷هـ.
[2] ميزان الاعتدال: ٦٥۳/۲، رقم: ٥۱۹٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.
[3] سير أعلام النبلاء: ۱۰۳/۱۲، رقم: ۳۲، ت: صالح السمر، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۲هـ.

میں یہ متقن نہیں تھا، بلکہ یہ لاپرواہی سے جو حدیث ملے اسے لے لیتا تھا، اور یہ حدیث کو وجادہ اور اجازت کے طریقہ پر نقل کرتا تھا، اور اس کی اصحابِ حدیث کی تحریر کی مشغولیت نہیں تھی۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل دیوان الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "وهاه ابن حزم وغيره، قلت: ابن حزم مشدد، لا يقبل قدحه". ابن حزم وغیرہ نے اسے واہی قرار دیا ہے، میں کہتا ہوں: ابن حزم متشدد ہیں، ان کی جرح قبول نہیں کی جائے گی۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنير"[2] میں ایک روایت کے تحت عبدالملک بن حبیب کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تقريب التهذيب"[3] میں فرماتے ہیں: "صدوق، ضعيف الحفظ، كثير الغلط". یہ صدوق ہے، ضعیف الحفظ ہے، کثیر الغلط ہے۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص الحبير"[4] میں ایک روایت کے تحت عبدالملک بن حبیب کو "شديد الضعف" قرار دیا ہے۔

---

[1] ذيل ديوان الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٤، رقم: ٢٣٦، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة.

[2] البدر المنير: ٥٥٤/٦، ت: أحمد بن سليمان بن أيوب، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ٣٦٢، رقم: ٤١٧٤، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] تلخيص الحبير: ١٢٨/١، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الحبیر"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "وعبد الملك متهم بسرقة الأحاديث، وتخليط الأسانيد، قاله ابن الفرضي". ابن فرضی کے بیان کے مطابق عبد الملک سرقۂ حدیث اور اسانید کو خلط کرنے میں متہم ہے۔

اہم نوٹ:

ان عبارتوں کے ساتھ ساتھ یہ اصل ملحوظ رہے کہ ہر شدید ضعیف راوی کی ہر ہر روایت کا مردود ہونا ضروری نہیں، بلکہ ائمہ حدیث بعض ایسے راویوں کی بعض روایات دیگر قرائن وشواہد کی وجہ سے فضائل کے باب میں قبول بھی کر لیتے ہیں۔

روایت بطریق ابو صالح جہنی کا حکم

سند میں موجود راوی فقیہ ابو مروان عبد الملک بن حبیب مالکی کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"بعض نے اسے متہم بالکذب کہا ہے" (حافظ ابو بکر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کی طرف جھوٹ کا اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی وجہ سے میں نے احمد بن خالد کو اس پر طعن کرتے ہوئے سنا ہے، اور کئی دفعہ انہوں نے اس کی تنقیص کی ہے، اور فرمایا: اس کا جھوٹ "واضحہ" میں متعدد چیزوں میں ظاہر ہوا ہے" (علامہ ابو عمر احمد بن سعید صدفی رحمۃ اللہ علیہ)، "ابن حبیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں حدیث کا اظہار کیا ہے، اور یہ حدیث کے طرق کو نہیں پہچانتا تھا، اور اسماء میں

[1] تلخيص الحبير: ۲/ ۷۰، رقم: ۵۷۰، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۱٦هـ.

تصحیف کرتا تھا، اور مناکیر سے احتجاج کرتا تھا، اس کے ہم زمانہ اسے جھوٹ کی طرف منسوب کرتے تھے، اور وہ اس سے راضی نہیں تھے" (علامہ احمد بن محمد بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک"، "لیس بثقۃ" (حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک" (حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ)، "شدید ضعیف ہے"، "ابن فرضی کے بیان کے مطابق عبد الملک سرقۂ حدیث اور اسانید کو خلط کرنے میں متہم ہے" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز سند میں موجود راوی ابو صالح عبد اللہ بن صالح جہنی کے بارے میں جن ائمہ رجال نے جرح کے شدید کے الفاظ استعمال کیے ہیں، وہ دوبارہ ملاحظہ ہوں:

"میں نے عبد اللہ بن صالح کی حدیث کو ترک کر دیا ہے، اور میں اس سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا" (امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس کا معاملہ شروع میں متماسک تھا، پھر آخر میں اس کا معاملہ بگڑ گیا، اور یہ لیس بشیء ہے" (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بثقۃ" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے احمد بن صالح سے سنا: وہ عبد اللہ بن صالح کے بارے میں فرما رہے تھے کہ یہ متہم، لیس بشیء ہے، اور احمد بن صالح نے اس کے بارے میں سخت بات کہی ہے" (حافظ ابن رشدین رحمۃ اللہ علیہ)، "میرے نزدیک یہ حدیث میں جھوٹ بولتا تھا" (حافظ ابو علی صالح بن محمد جزرہ رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث" (امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً" (حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث، کذاب ہے" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

نیز سند میں "بعض مشیختہم" رجل مبہم ہے۔

الحاصل زیر بحث اسناد، حدیث کو "ضعف شدید" اور "منکر" ہونے سے

نکالنے سے قاصر ہے، اس لئے اسے اس طریق سے بھی رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت بطریق ابو محمد حکمی

قاضی عبد الجبار خولانی رحمہ اللہ "تاریخ داریا"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"وحدثنا جعفر بن محمد بن هشام، حدثنا أحمد بن إبراهيم بن عبد الله القرشي، حدثنا سليمان بن عبد الرحمن، حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن بن يزيد بن جابر الأزدي، قال: حدثني أبو محمد الحكمي، عن قتادة، عن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالسواك، فنعم الشيء السواك، يذهب بالحفر، وينزع البلغم، ويجلو البصر، ويشد اللثة، ويذهب بالبخر، ويصلح المعدة، ويزيد في درجات الجنة، وتحمده الملائكة، ويرضي الرب، ويسخط الشيطان".

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک کو لازم پکڑو، مسواک بہت اچھی چیز ہے، دانتوں کی زردی دور کرتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور نظر کو تیز کرتی ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کی بدبو زائل کرتی ہیں، اور معدہ کو درست کرتی ہے، اور جنت کے درجات میں اضافہ کرتی ہے، اور فرشتے اس کی تعریف کرتے ہیں، اور رب کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور شیطان کو ناراض کرتی ہے۔

---

[1] تاريخ داريا:ص:٤٧،ت:سعيد الأفغاني،مطبعة البرقي ـ دمشق،الطبعة ١٣٦٩هـ.

بعض دیگر مصادر

علامہ محمد بن طولون رحمۃ اللہ علیہ نے "تبلیغ البشری" [1] میں زیر بحث روایت قاضی عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

اہم نوٹ:

سند میں موجود راوی ابو محمد حکمی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔

روایت بطریق ابو محمد حکمی کا حکم

سند میں موجود راوی ابو محمد حکمی کا ترجمہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا، نیز قطع نظر اس سند کے نفس متن کو حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ شدید ضعیف روایات میں شمار کر چکے ہیں، جیسا کہ روایت بطریق معلی بن میمون کے تحت تفصیل گزر چکی ہے، اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اس طریق سے بھی زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

آپ ماقبل تفصیل میں دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت مختلف طرق سے شدید ضعیف ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

---

[1] تبلیغ البشری بأحادیث داریا الکبری: ص: ۵۸، ت: ریاض حسین عبد اللطیف الطائي، دار النوادر - دمشق، الطبعة الأولی ۱٤۲۹ھ۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیر بحث حدیث میں مذکور صرف دو فوائد یعنی: ’’مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے‘‘، صحیح حدیث سے ثابت ہیں، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے، ملاحظہ فرمائیں:

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ’’صحیح‘‘[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

’’أخبرنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا الحسن بن قزعة بن عبيد الهاشمي، نا سفيان بن حبيب، عن ابن جريج، عن عثمان بن أبي سليمان، عن عبيد بن عمير، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب‘‘.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے۔

اہم نوٹ:

مسواک کے چوبیس (۲۴) فضائل اور تقریباً چوّن (۵۴) فضائل پر مشتمل روایات کی تحقیق آگے آرہی ہے۔

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ۷۰/۱، رقم: ۱۳۵، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۰هـ.

روایت نمبر (۱۴)

روایت: جس میں مسواک کے چوبیس (۲۴) فضائل مذکور ہیں۔

حکم: حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے"، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "خالد بن معدان کا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، اور حدیث کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ کسی صحیح طریق میں، اور نہ ہی کسی ضعیف طریق میں"، علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے "الإمام"[1] میں حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے زیر بحث روایت ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"وروى أيضا من حديث إسماعيل بن عياش، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، أن أبا الدرداء قال: عليكم بالسواك، فلا تغفلوه، وأديموا به، فإن في السواك أربعة وعشرين خصلة: **أفضلها خصلة**، وأعلاها درجة [أنه] يرضي الرحمن، ومن أرضى الرحمن فإنه يحل الجنان، **والخصلة الثانية:** أنه يصيب السنة، **والخصلة الثالثة:** أنه يضاعف صلاته سبعا وسبعين ضعفا، **والخصلة الرابعة:** يورثه إدمان السواك السعة والغنى، **والخصلة**

---

[1] الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: ٣٤٩/١، مخطوط من الشاملة.

الخامسة: يطيب نكهته، **والخصلة السادسة:** يشد لثته حتى لا تسترخي مع إدمان السواك، **والخصلة السابعة:** يذهب عنه الصداع، ويسكن عروق رأسه، فلا يضرب عليه عرق ساكن، ولا يسكن عليه عرق ضارب، **والخصلة الثامنة:** يذهب عنه وجع الضرس حتى لا يجده.

والخصلة التاسعة: تصافحه الملائكة لما ترى من النور على وجهه، **والخصلة العاشرة:** ينقي أسنانه حتى تبرق، **والخصلة الحادي عشر:** تشيعه الملائكة إذا خرج إلى مسجده لصلاته في الجميع، **والخصلة الثاني عشر:** تستغفر له حملة العرش عند رفع أعماله في الخميس والإثنين، **والخصلة الثالث عشر:** تفتح له أبواب الجنة، **والخصلة الرابع عشر:** يقال له هذا مقتد بالأنبياء يقفو آثارهم ويلتمس هديهم، **والخصلة الخامس عشر:** يكتب له أجر من تسوك من يومه ذلك في كل يوم، **والخصلة السادس عشر:** تغلق عنه أبواب الجحيم، **والخصلة السابع عشر:** تستغفر له الأنبياء والرسل.

والخصلة الثامن عشر: لا يخرج من الدنيا إلا طاهرا مطهرا، **والخصلة التاسع عشر:** أنه لا يعاين ملك الموت عند قبض روحه إلا في الصورة التي يقبض فيها الأنبياء، **والخصلة العشرون:** أن لا يخرج من الدنيا حتى يسقى شربة من حوض النبي صلى الله عليه وسلم ــ هو الرحيق المختوم ــ، **والخصلة الحادي والعشرون:** أن قبره يوسع عليه، وتكلمه الأرض من تحته، وتقول: كنت أحب نغمتك على ظهري، فلأتسعن عليك اليوم وأنت في بطني بما يقصر عنه مناك، **والخصلة الثاني والعشرون:** فإن قبره يصير عليه أوسع من مد البصر، وتكلمه الأرض من تحته في لحده، قد كنت أحب نغمتك وأنت

علی ظهري، فلأستقرن لك اليوم وأنت في بطني بما يقصر عنه مناك، **والخصلة الثالث والعشرون:** أن الله عز وجل يقطع عنه كل داء، وتعقبه كل صحة عرفها في نفسه في صغره إلى كبره، **والخصلة الرابع والعشرون:** أنه يكسى إذا كسي الأنبياء صلوات الله عليهم، ويكرم إذا أكرموا، ويدخل الجنة معهم بغير حساب"۔

اور اسی طرح ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل بن عیاش، عن ثور بن یزید، عن خالد بن معدان کے طریق سے روایت کیا ہے، ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسواک کو لازم پکڑو، اس سے غافل مت ہونا، اور اس کی پابندی کرنا، اس لئے کہ مسواک میں چوبیس خصلتیں ہیں: **سب سے افضل خصلت** اور اس کا سب سے اعلی درجہ یہ ہے کہ یہ رحمن کو راضی کرتی ہے، اور جو رحمن کو راضی کردے تو وہ اس کے لئے جنت کو حلال کر دیتا ہے، اور **دوسری خصلت** یہ ہے کہ وہ سنت کو پانے والا ہوتا ہے، اور **تیسری خصلت** یہ ہے کہ اس کی نماز کا ثواب ستتر گنا بڑھا دیا جاتا ہے، اور **چوتھی خصلت** یہ ہے کہ پابندی سے مسواک کرنے سے وسعت اور غنا پیدا ہوتا ہے، اور **پانچویں خصلت** یہ ہے کہ منہ کی بو عمدہ ہو جاتی ہے، اور **چھٹی خصلت** یہ ہے کہ مسواک مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے حتی کہ پابندی سے مسواک کرنے سے مسوڑھے نرم نہیں ہوتے، اور **ساتویں خصلت** یہ ہے کہ اس سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے، اور سر کی رگوں کو سکون حاصل ہوتا ہے، چنانچہ اس کی ساکن متحرک نہیں ہوتی، اور متحرک رگ ساکن نہیں ہوتی، اور **آٹھویں خصلت** یہ ہے کہ اس سے داڑھ کا درد ختم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ محسوس بھی نہیں ہوتا۔

اور **نویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کے چہرے پر نور کو دیکھ کر فرشتے اسے سلام کرتے ہیں، اور **دسویں خصلت** یہ ہے کہ اس کے دانت صاف

ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ چمکنے لگتے ہیں، اور **گیارہویں خصلت** یہ ہے کہ جب وہ نماز کے لئے مسجد جاتا ہے تو تمام لوگوں میں فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، اور **بارہویں خصلت** یہ ہے کہ جمعرات اور پیر کے دن اعمال کے اٹھائے جانے کے وقت عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور **تیرہویں خصلت** یہ ہے کہ اس کے لئے جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور **چودہویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کو کہا جائے گا کہ یہ انبیاء کی اقتداء کرنے والا ہے، اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا ہے، اور ان کے طریقۂ کار کی جستجو کرنے والا ہے، اور **پندرہویں خصلت** یہ ہے کہ اس دن جتنے لوگ مسواک کریں گے، اُن سب کا اجر ہر دن اس کے لئے لکھا جائے گا، اور **سولہویں خصلت** یہ ہے کہ اس سے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے، اور **سترہویں خصلت** یہ ہے کہ اس کے لئے انبیاء ورسل استغفار کرتے ہیں۔

اور **اٹھارہویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والا طاہر و مطہر ہو کر دنیا سے جائے گا، اور **انیسویں خصلت** یہ ہے کہ جب ملک الموت اس کی روح قبض کرے گا تو وہ ملک الموت کو اُس صورت میں دیکھے گا جس میں ملک الموت انبیاء کی روحوں کو قبض کرتا ہے، اور **بیسویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والا دنیا سے اسی وقت رخصت ہو گا کہ وہ نبی ﷺ کے حوض سے پانی پئے گا جو خالص مہر زدہ مشروب ہے، اور **اکیسویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کی قبر اس پر وسیع کر دی جائے گی، اور زمین اس کے نیچے سے آواز دے کر کہے گی: تیری آواز مجھے بہت زیادہ محبوب تھی جب تو میری پشت پر چلتا تھا، اور آج کے دن جبکہ تو میرے پیٹ میں ہے میں ضرور بالضرور تیرے لئے اتنی وسیع ہو جاؤں گی کہ جس

سے تیری آرزو بھی قاصر ہے، اور **بائیسویں خصلت** یہ ہے کہ مسواک کرنے والے کی جہاں تک نگاہ جاتی ہے، اس کی قبر اس پر اس سے بھی زیادہ وسیع ہو جائے گی، اور اس کی قبر میں اس کے نیچے سے زمین کہے گی: تیری آواز مجھے بہت زیادہ محبوب تھی جب تو میری پشت پر چلتا تھا، اور آج کے دن جبکہ تو میرے پیٹ میں ہے میں ضرور بالضرور تیرے لئے ایسی جائے قرار بنوں گی کہ جس سے تیری آرزو بھی قاصر ہے، اور **تیئسویں خصلت** یہ ہے کہ اللہ عزوجل اس سے ہر قسم کی بیماری کو ختم کر دیں گے، اور بچپن سے بڑی عمر تک اپنی ذات میں جس کی صحت کو وہ پہچانتا ہے وہ اس کے پاس لوٹ آئے گی، اور **چوبیسویں خصلت** یہ ہے کہ انبیاء کو کپڑے پہنانے کے وقت مسواک کرنے والے کو کپڑے پہنائے جائیں گے، اور انبیاء کے اکرام کے وقت اس کا اکرام کیا جائے گا، اور اسے انبیاء کے ساتھ بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ "الإمام"[1] میں زیر بحث روایت حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"رواه عن سليمان بن أحمد، عن أحمد بن عبد الوهاب بن نجدة، قال: ثنا عبد الوهاب بن نجدة، ثنا إسماعيل بن عياش، وفي متنه نكارة، وهو موقوف غير مرفوع، والله عز وجل أعلم".

---

[1] الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: ۲۵۱/۱، مخطوط من الشاملة.

اسے ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن احمد، عن احمد بن عبد الوہاب بن نجدہ، قال حدثنا عبد الوہاب بن نجدہ، حدثنا اسماعیل بن عیاش کے طریق سے روایت کیا ہے، اور اس کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے، واللہ عزوجل اعلم۔

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر المنیر"[1] میں حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فیض القدیر"[2] میں زیر بحث موقوف طریق حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

"قال العراقي: خالد بن معدان لم يسمع من أبي الدرداء والحديث في متنه نكارة، وهو موقوف". عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خالد بن معدان کا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، اور حدیث کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص الحبیر"[3] میں یہ موقوف طریق علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] البدر المنير: ٢٧/٢، ت: مصطفى أبو الغيط وعبد الله بن سليمان وياسر بن كمال، دار الهجرة - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] فيض القدير: ٤٥١/٤، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[3] تلخيص الحبير: ٢٤٨/١، ت: عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

"ولا أصل له، لا من طريق صحيح، ولا ضعيف". اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ کسی صحیح طریق میں، اور نہ ہی کسی ضعیف طریق میں۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحكام السواك"[1] میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے"، حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "خالد بن معدان کا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، اور حدیث کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ کسی صحیح طریق میں، اور نہ ہی کسی ضعیف طریق میں"، علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیر بحث حدیث میں مذکور صرف دو فوائد یعنی: "مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے"، صحیح حدیث سے ثابت ہیں، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے، ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] أحكام السواك من السعاية:ص:٦١،ت:صلاح محمد أبو الحاج،مركز أنوار العلماء للدراسات،الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"أخبرنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا الحسن بن قزعة بن عبيد الهاشمي، نا سفيان بن حبيب، عن ابن جريج، عن عثمان بن أبي سليمان، عن عبيد بن عمير، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب".

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے۔

اہم نوٹ:

مسواک کے دس (۱۰) فضائل پر مشتمل روایت کی تحقیق گزر چکی ہے، اور چوّن (۵۴) فضائل پر مشتمل روایت کی تحقیق آگے آرہی ہے۔

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ۷۰/۱، رقم: ۱۳۵، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي - بيروت، الطبعة ۱٤۰۰هـ.
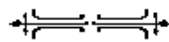
روایت نمبر (۱۴)

روایت: جس میں مسواک کے تقریباً چوّن (۵۴) فضائل مذکور ہیں۔

حکم: شیخ عبدالفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت احادیث میں شمار کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المعروف بالزاہد رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۸۱۹ھ) نے "تحفة السلاك"[1] میں یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

"وأما فوائده وخصاله الحميدة فكثيرة، فمنها: ما روى الأئمة عن علي، وابن عباس، وعطاء رضي الله عنهم: عليكم بالسواك فلا تغفلوه، وأديموا به، فإن فيه رضى الرحمن، ويحل الجنان، ويصيب السنة ويوافقها، ويضاعف صلاته إلى تسع وتسعين ضعفا أو إلى أربع مائة، وإدمانه يورث السعة والغنى وتيسير الرزق، ويطيب الفم، ويشد اللثة، ويسكن الصداع، وعروق الرأس حتى لا يضرب عرق ساكن ولا يسكن عرق جاذب، ويذهب وجع الرأس والبلغم، ويقوي الأسنان، ويذهب الحقد، ويجلي البصر، ويصحح المعدة ويقويها، ويزيد الرجل فصاحة وحفظا وعقلا، ويطهر القلب، ويزيد في الحسنات.

ويفرح الملائكة، وتصافحه الملائكة لنور وجهه، وتشيعه الملائكة إذا خرج إلى الصلاة، وتستغفر حملة العرش لفاعله إذا خرج من المسجد،

[1] تحفة السلاك في فضائل السواك: ص: ٢٤، ت: راشد بن عامر بن عبد الله الغفيلي، دار البشائر الإسلامية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

وتستغفر له الأنبياء والرسل، والسواك مسخطة للشيطان مطردة له، مصفاة للذهن، مهضمة للطعام، مكثرة للولد، ويجيز على الصراط كالبرق الخاطف، ويبطئ الشيب، ويعطي الكتاب باليمين، ويقوي البدن على طاعة الله تعالى، ويذهب الحرام من الجسد، ويذهب الوجع، ويقوي الظهر، ويشد لحم الأسنان، ويذكر الشهادة عند الموت، ويسهل النزع يعني نزع الروح.

ويبيض الأسنان، ويذكي الفطنة، ويقطع الرطوبة، ويحد البصر، ويضاعف [به] الأجر، وينمي المال والأولاد، ويعين على قضاء الحاجة، ويوسع عليه في قبره، ويؤنسه في لحده، ويكتب له أجر من لم يتسوك في يومه ذلك، ويفتح له أبواب الجنة، وتقول له الملائكة: هذا مقعد الأنبياء، ويقفوا آثارهم، ويلتمس هديهم في كل يوم، ويغلق عنه أبواب جهنم، ولا يخرج من الدنيا إلا طاهر مطهرا، ولا يأتيه ملك الموت عند قبض روحه إلا في الصورة التي يأتي بها الأولياء، ولا يخرج من الدنيا حتى يسقى شربة من حوض نبينا محمد صلى الله عليه وسلم، وهو الرحيق المختوم، وأعلا هذه الخصال أنه مطهرة للفم، مرضاة للرب.

قال الشيخ رحمه الله تعالى: هذه الفضائل كلها مروية، بعضها مرفوع، وبعضها موقوف، وإن كان في أحاديثها مقال، فينبغي اعتقادها والعمل بها، ففي الحديث: من بلغه عن الله ثواب وطلبه، أعطاه الله إياه ...".

"بہر حال مسواک کے فوائد اور اچھی خصلتیں بہت ساری ہیں، جن میں سے بعض خصلتیں ائمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہیں: مسواک کو لازم پکڑو اس سے غافل مت ہونا، اور اس کی پابندی کرنا، اس لئے

کہ یہ رحمن کو راضی کرتی ہے، اور یہ جنت کا سبب ہے، اور مسواک سنت کو پانے والی اور اس کی موافقت کرنے والی ہے، اور مسواک کرنے والے کی نماز کا ثواب ننانوے گنا یا چار سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، اور پابندی سے مسواک کرنا وسعت اور غنا کا سبب ہے، اور یہ رزق کو آسان بناتی ہے، اور یہ منہ صاف کرتی ہے، اور یہ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور صداع اور سر کی رگوں کو سکون دیتی ہے، حتی کہ اس سے ساکن رگ متحرک نہیں ہوتی، اور متحرک رگ ساکن نہیں ہوتی، اور یہ سر کے درد اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور دانتوں کو مضبوط کرتی ہے، اور دانتوں کی زردی کو دور کرتی ہے، اور نظر کو تیز کرتی ہے، اور معدہ کو درست اور قوی کرتی ہے، اور یہ انسان کی فصاحت، حفظ اور عقل میں اضافہ کرتی ہے، اور دل کو پاک کرتی ہے، اور نیکیوں میں اضافہ کرتی ہے۔

اور ملائکہ کو خوش کرتی ہے، اور اس کے چہرے کے نور کی وجہ سے ملائکہ اس سے مصافحہ کرتے ہیں، اور جب وہ نماز کے لئے مسجد جاتا ہے تو فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں، مسجد سے نکلتے وقت عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور انبیاء ورسل اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور شیطان کو ناراض اور دور کرنے کا سبب ہے، ذہن کو صاف کرتی ہے، کھانا ہضم کرنے کا ذریعہ ہے، اولاد کی زیادتی کا سبب ہے، اور مسواک کرنے والا پل صراط پر بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائے گا، اور مسواک بڑھاپے کو دور کرتی ہے، مسواک اعمال نامہ کو دائیں ہاتھ میں دلوائے گی، اور مسواک بدن کو اللہ تعالی کی اطاعت کے لئے قوی کرتی ہے، اور جسم سے حرام کو نکال دیتی ہے، اور بھوک کو ختم کر دیتی ہے، اور پیٹھ کو مضبوط کرتی ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور موت کے وقت کلمہ

شہادت یاد دلاتی ہے،اور روح کا نکلنا آسان کرتی ہے۔

اور یہ دانت صاف کرتی ہے،اور سمجھ داری پیدا کرتی ہے،اور رطوبت کو ختم کرتی ہے،اور نگاہ کو تیز کرتی ہے،اور اس سے اجر میں اضافہ ہوتا ہے،اور یہ مال اور اولاد بڑھاتی ہے،اور قضائے حاجت میں مددگار ہوتی ہے،اور قبر میں وسعت پیدا کرتی ہے،اور قبر میں اس کے لئے انسیت کا سبب ہوتی ہے،اور اس کے لئے اس دن مسواک نہ کرنے والے شخص کا اجر بھی لکھا جائے گا،اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھود یئے جائیں گے،اور اس سے ملائکہ کہیں گے: یہ انبیاء کا ٹھکانہ ہے،اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کا ٹھکانہ ہے،اور مسواک کرنے والا روزانہ ان کے ہدیہ کو پائے گا،اور مسواک کرنے والے پر جہنم کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے،،اور مسواک کرنے والا دھلا دھلا یا دنیا سے جائے گا،اور موت کا فرشتہ اس کے پاس روح قبض کرنے کے لئے ایسی صورت میں آئے گا جس صورت میں وہ اولیاء کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آتا ہے،اور مسواک کرنے والا دنیا سے اسی وقت رخصت ہوگا کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کے حوض سے پانی پیئے گا جو خالص مہر زدہ مشروب ہے،اور سب سے اعلیٰ خصلت یہ ہے کہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے،رب کی رضا کا سبب ہے۔

شیخ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) کہتے ہیں کہ یہ تمام فضائل مروی ہیں،ان میں سے بعض مرفوع ہیں،اور بعض موقوف ہیں،اگرچہ ان احادیث میں کلام ہوا ہے،لیکن ان پر اعتقاد رکھنا مناسب ہے،اور ان پر عمل کرنا چاہیے،کیونکہ حدیث میں ہے: جس کو اللہ کی جانب سے کوئی ثواب پہنچا،اور اس نے اسے طلب کیا تو اللہ اس شخص کو وہ ثواب دے دیتے ہیں۔۔۔‘‘۔

بعض دیگر مصادر

یہی روایت علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الطحطاوي"[1] میں علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المعروف بالزاہد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بلا سند ذکر کی ہے، نیز یہی روایت علامہ عبد الغنی میدانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۲۲ھ) نے بھی "تحفة النساك"[2] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

اسی طرح یہ غیر مسند طریق علامہ مرتضی زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "إتحاف"[3] میں موسی بن اسعد محاسنی کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

---

[1] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:ص:٦٩،ت:محمد عبدالعزيز الخالدي،دار الكتب العلمية -بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[2] تحفة النساك في فضائل السواك:ص:٦٠،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية -بيروت.

[3] إتحاف السادة المتقين:٥٥٩/٢،دار الكتب العربية -بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٣هـ.

"اتحاف" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وزاد شيخ مشايخنا السيد موسى بن أسعد المحاسني الحنفي الدمشقي في شرح منظومة السواك، له خصالا في السواك غير ما ذكر، منها: أنه يورث الغنى مع الإدمان عليه، ويطرد وساوس الشيطان، ويفصح اللسان، ويهضم الطعام، ويغزر المني، ويبطئ الشيب، ويشد الظهر، ويؤنس في اللحد، ويوسع له في قبره، ويزيد في العقل، ويذكر الشهادة عند الموت، ويسهل خروج الروح من البدن، ويذهب الجوع، وينور الوجه، ويسكن الصداع، ويقطع الرطوبات.

وقد نظم بعض الفضلاء أكثر تلك الخصال في أبيات، فقال:

فوائد السواك عشرون تحب — مطهرة للفم مرضاة للرب
يفرح املا كايغيظ الشيطان — يطيب نكهة جلاء الأسنان
يحد أبصارا وتؤتي السنة — يحسن الصوت يزكي الفطنة
يشد لحم ميت الأسنان — يزيد في فصاحة اللسان
يذكر الميت بالشهادة — ينمي لمن اعتاده أعداده
يبطئ الشيب يزيد الأجرا — يسهل النزع يقوى الظهرا
يزيد في العقل على المعتاد — وقاطع رطوبة الأجساد اهـ".

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "أحكام السواك"[1] میں زیر بحث غیر مسند روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"لا يخفى عليك أن كثيرا مما ذكر غير مختص بالسواك، بل يعم كل عمل خير، فالأولى حذفه هاهنا". یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہونی چاہئے کہ ذکر کردہ فوائد میں سے اکثر مسواک کے ساتھ خاص نہیں ہیں، بلکہ ہر اچھے عمل کو شامل ہیں، اس مقام پر ان کو حذف کرنا اولی ہے۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث غیر مسند روایت سے متعلق فرماتے ہیں:

"ذكر المؤلف رحمه الله تعالى هنا جملة كبيرة من منافع السواك، وهذه المنافع بعضها ورد في السنة المطهرة، فهو محبوب مشروع، وبعضها ثبت في الطب، فهو مقبول متبوع، وما لم يكن كذلك فهو في نظر الفقهاء من باب الترغيب أو الترهيب، وليتهم لم يذكروه، لأنه ـ لعدم ثبوته شرعا وصحته طبا ـ يشوه ما نقل في السنة الشريفة، أو ثبت في الطب الصحيح، ولكن في كل فئة من العلماء متساهلون، كما أسلفت ذكره آنفا.

وهذا من تساهلات الفقهاء رحمهم الله تعالى، فقد جعلوا فضائل السواك

---

[1] أحكام السواك من السعاية: ص: ٦٢، ت: صلاح محمد أبو الحاج، مركز أنوار العلماء للدراسات، الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

قريبة من فضل كلمة الإيمان والتوحيد، وذكروا من المبالغات المردودة ما لم يرد به نقل، ولا يقر عليه عقل، من مثل قولهم: من داوم عليه يجوز على الصراط كالبرق الخاطف، وهو سبب لإعطاء الكتاب باليمين، وينمي المال، ويعين على قضاء الحوائج، ويوسع على مديمه في قبره، وهو مؤنس في اللحد، ويكتب له أجر من لم يتسك في يومه ... وأمثال هذه من الموضوعات المكذوبات، فينبغي أن لا يغتر به .

ولعل المؤلف نقل هذه الفوائد للسواك من شرح منظومة السواك للشيخ موسى بن أسعد المحاسني الدمشقي الأديب، المتوفى سنة ١١٧٣ رحمه الله تعالى، فقد نقل عنه المرتضى الزبيدي في شرح الإحياء:٣٥١/٢، جملة من هذه الفوائد، وفيها جملة أمور لا تعلم إلا بالتوقيف، والمحاسني ليس من أهل الحديث ولا النقل ولا الإتقان في شيء، فلا يعول عليه"[1].

مؤلف (علامہ عبد الغنی میدانی) رحمہ اللہ تعالی نے یہاں مسواک کے بہت بڑے منافع ذکر کئے ہیں، اور ان منافع میں سے بعض سنتِ مطہرہ میں وارد ہوئے ہیں، وہ محبوب مشروع ہیں، اور بعض طب سے ثابت ہیں، وہ مقبول متبوع ہیں، اور جو اس طرح نہیں ہیں تو وہ فقہاء کی نظر میں ترغیب یا ترہیب کے باب میں سے ہیں، کاش کہ فقہاء انھیں ذکر ہی نہ کرتے، اس لئے کہ یہ منافع شرعاً عدم ثبوت اور طب میں صحیح ہونے کی وجہ سے، سنت شریف میں منقول یا طب صحیح سے ثابت شدہ چیزوں کو بگاڑ دیتے ہیں، لیکن علماء کی ہر جماعت میں متساہل ہوتے ہیں، جیسا کہ

---

[1] انظر تعليق تحفة النساك في فضائل السواك:ص:٥٩،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت .

میں نے ابھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اور یہ فقہاء رحمہم اللہ تعالی کے تساہلات میں سے ہے، کیونکہ ان فقہاء نے مسواک کے فضائل کو کلمۂ ایمان اور توحید کے قریب کر دیا ہے، اور ان فقہاء نے ایسے مبالغاتِ مردودہ کو ذکر کیا ہے جن کے بارے میں کوئی نقل وارد نہیں ہوئی، اور نہ ہی کوئی عقل اس کا اقرار کرتی ہے، جیسے ان کا قول ہے: جو شخص مسواک پر مداومت اختیار کرے گا وہ پُل صراط پر بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائے گا، اور مسواک اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملنے کا سبب ہے، اور مسواک مال کو بڑھاتی ہے، اور مسواک سے حاجتیں پوری ہونے میں مدد ملتی ہے، اور ہمیشہ مسواک کرنے پر قبر کو وسیع کر دیتی ہے، اور مسواک قبر میں انسیت کا ذریعہ ہو گی، اور مسواک کرنے والے کے لئے اُن تمام لوگوں کا اجر لکھا جائے گا جنہوں نے اس دن مسواک نہیں کیا ہو گا۔۔۔ اور اس جیسی من گھڑت، جھوٹی باتیں، چنانچہ ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

اور شاید مؤلف (علامہ عبد الغنی میدانی رحمۃ اللہ علیہ) نے مسواک کے یہ فوائد شیخ موسیٰ بن اسعد محاسنی دمشقی ادیب رحمہ اللہ تعالی متوفی سن ۱۱۷۳ کی ''شرح منظومۃ السواک'' سے نقل کئے ہیں، اور مرتضی زَبیدی نے ''شرح الاحیاء'' ۲/۳۵۱ میں ان میں سے کچھ فوائد نقل کئے ہیں، اور اس میں من جملہ ایسے امور ہیں جو صرف توقیف سے معلوم ہوتے ہیں، اور محاسنی اہلِ حدیث میں سے نہیں ہیں، اور نہ ہی اہلِ نقل میں سے ہیں، اور نہ ہی اس میں اتقان کی کوئی چیز ہے، چنانچہ اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے: ''یہ بات آپ پر مخفی نہیں ہونی چاہئے کہ ذکر کردہ فوائد میں سے اکثر مسواک کے ساتھ خاص نہیں ہیں، بلکہ ہر اچھے عمل کو عام ہیں، اس مقام پر ان کو حذف کرنا اولی ہے''۔

اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت سے چند فوائد کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے: ''اور اس جیسی من گھڑت، جھوٹی باتیں، چنانچہ ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے''، نیز زیر بحث روایت سنداً نہیں ملتی، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ زیر بحث حدیث میں مذکور صرف دو فوائد یعنی: ''مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے''، صحیح حدیث سے ثابت ہیں، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے، ملاحظہ فرمائیں:

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''صحیح''[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

''أخبرنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا الحسن بن قزعة بن عبيد الهاشمي، نا سفيان بن حبيب، عن ابن جريج، عن عثمان بن أبي سليمان، عن عبيد بن عمير، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب''.

---

[1] صحيح ابن خزيمة: ۷۰/۱، رقم: ۱۳۵، ت: محمد مصطفى الأعظمي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة ۱٤۰۰هـ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے۔

اہم نوٹ:

مسواک کے دس (۱۰) اور چوبیس (۲۴) فضائل پر مشتمل روایات کی تحقیق گزر چکی ہے۔
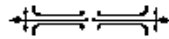
روایت نمبر (۱۵)

روایت: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک نگاہ کو تیز کرتی ہے“۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأوسط“[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

”وبه [أي: حدثنا محمد بن شعيب، ثنا يعقوب بن إسحاق الدمشقي، نا الحارث بن مسلم،] عن بحر السقَّاء، عن جُوَيْبِر، عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب، ومَجْلاة للبصر“.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ ”المعجم الأوسط“ میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

”لم يرو هذا الأحاديث عن بحر السقَّاء إلا الحارث بن مسلم“. یہ احادیث بحر سقَّاء سے صرف حارث بن مسلم نے روایت کی ہیں۔

[1] المعجم الأوسط: ۲۷۸/۷، رقم: ۷۴۹٦، ت: طارق بن عوض الله، دار الحرمين - القاهرة، الطبعة ١٤١٥هـ.

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ "البدر المنیر"[1] میں زیر بحث روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

"(و)رواه الطبراني في معجم شيوخه من حديث (بحر بن كَنِيز) السقَّاء المتروك، عن جُوَيْبَر، عن الضحاك، عن ابن عباس رفعه: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب، ومَجْلاة للبصر".

اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "معجم شیوخ" میں بحر بن کنیز سقَّاء متروک کی حدیث جُوَیبِر، عن الضحاک، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے مرفوعاً روایت کی ہے: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ "مجمع الزوائد"[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رواه الطبراني في الأوسط والكبير بنحوه، وفيه بحر بن كَنِيز السقَّاء، وقد أجمعوا على ضعفه". اسے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "اوسط" اور "کبیر" میں اسی طرح روایت کیا ہے، اور اس میں بحر بن کنیز سقَّاء ہے، اور محدثین نے اس کے ضعیف ہونے پر اجماع کیا ہے۔

---

[1] البدر المنير: ٦٩٢/١، ت:ابومحمد عبد الله بن سلمان، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[2] مجمع الزوائد: ٢٢٠/١، ت:حسام الدين القدسي، دار الكتاب العربي ـ بيروت.

سند میں موجود راوی ابو القاسم جُوَیبِر بن سعید ازدی بلخی مفسر (المتوفی مابین ۱۴۰ — ۱۵۰ھ[1]) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "عبيدة، وجويبر، وابن سالم، وجابر الجعفي، قريب بعضهم من بعض، ويراهم يحيى ضعفاء"[2]. عبیدہ، جویبر، ابن سالم اور جابر جعفی، ان میں سے بعض بعض کے قریب ہیں، (حافظ عباس دوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں) اور یحیی رحمہ اللہ ان سب کو ضعیف سمجھتے تھے۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمہ اللہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء"[3]. جویبر "لیس بشیء" ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ "التاريخ الكبير"[4]، "التاريخ الصغير"[5] اور "الضعفاء الصغير"[6] میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے علی بن مدینی رحمہ اللہ نے کہا کہ یحیی بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "كنت أعرف جويبرا بحديثين، يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد، فضعفه". میں جویبر کو دو حدیثوں سے پہچانتا ہوں، یعنی پھر اس کے بعد یحیی رحمہ اللہ نے ان احادیث کی تخریج کی، (اور پھر انھوں نے) جویبر کی تضعیف کی۔

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے "التاریخ الصغیر" میں جویبر بن سعید کو ان افراد میں ذکر کیا ہے جن کا انتقال ۱۴۰ اور ۱۵۰ھ کے درمیان ہوا ہے (التاريخ الصغير: ٥٤/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ).

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٤٠٧/١، رقم: ٢٧٦٤، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[3] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ٢٠٦/١، رقم: ١٣٤٣، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[4] التاريخ الكبير: ٢٣٦/٢، رقم: ٢٣٨٣، ت: مصطفى عبد القادر، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.

[5] التاريخ الصغير: ١٠٠/٢، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[6] الضعفاء الصغير: ص: ٣١، رقم: ٥٨، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جويبر ما كان عن الضحاك فهو على ذاك أيسر، وما كان يسند عن النبي صلى الله عليه وسلم فهي منكرة“[1]
جویبر جو ضحاک سے نقل کرے اس کا معاملہ آسان ہے، اور جسے نبی ﷺ کی جانب منسوب کرے تو وہ منکر ہے۔

حافظ یحییٰ قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”تساهلوا في أخذ التفسير عن قوم، لا يوثقونهم في الحديث، ثم ذكر ليث بن أبي سليم وجويبر، والضحاك، ومحمد بن السائب، وقال: هؤلاء لا يحمد حديثهم، ويكتب التفسير عنهم“[2].

یہ لوگ تفسیر لینے کے معاملہ میں ایک جماعت سے تساہل کرتے ہیں، حدیث کے معاملہ میں ان کی توثیق نہیں کرتے، پھر لیث بن ابی سلیم، جویبر، ضحاک اور محمد بن سائب کا ذکر کیا، اور فرمایا: ان لوگوں کی حدیث محمود نہیں ہے، اور ان سے تفسیر لکھی جائے گی۔

حافظ جوزجانی رحمہ اللہ ”أحوال الرجال“[3] میں جویبر بن سعید، عبیدہ بن مُعَتِّب اور کلبی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”سمعت من حدثني عن ابن حنبل، أنه قال: لا يشتغل بحديثهم“.
میں نے اس شخص سے سنا جس نے مجھے ابن حنبل رحمہ اللہ کے واسطہ سے بتایا: وہ

[1] الجرح التعديل: ۵۴۱/۲، رقم: ۲۲۴۶، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.
[2] ميزان الاعتدال: ۳۹۱/۱، رقم: ۱۵۱۷، ت: محمد رضوان عرقسوسي، الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۳۰هـ.
[3] أحوال الرجال: ص: ۶۹، رقم: ۴۰، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان، الطبعة الأولى ۱۴۱۱هـ.

(احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث میں مشغول نہ ہوا جائے۔

علامہ عبد اللہ بن علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسألته يعني أباه عن جويبر بن سعيد؟ فضعفه جدا، قال: وسمعت أبي، يقول: جويبر أكثر على الضحاك، روى عنه أشياء مناكير"[1]. میں نے اپنے والد علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ سے جویبر کے بارے میں پوچھا؟ تو انھوں نے جویبر کو شدید ضعیف قرار دیا، نیز میں نے اپنے والد کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جویبر، ضحاک سے کثرت سے نقل کرتا ہے، یہ ضحاک سے منکر خبریں نقل کرتا ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر بلخی کو "ليس بالقوي" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ياسين بن معاذ، وعباد بن كثير، وجويبر، لا يحتج بحديثهم"[3]. یاسین بن معاذ، عباد بن کثیر اور جویبر، ان سب کی حدیث سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "يروي عن الضحاك أشياء مقلوبة"[4]. ضحاک سے مقلوب اشیاء روایت کرتا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي"[5] میں "ذاهب الحديث" کہا ہے۔

---

[1] تاريخ بغداد: ۱۸۱/۸، رقم: ۳۶۹۵، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] الجرح التعديل: ۵٤۱/۲، رقم: ۲۲٤٦، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[3] سؤالات البرذعي: ص: ٤۹۵، رقم: ۱۰۵۷، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ.

[4] المجروحين: ۲۱۷/۱، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

[5] الأسامي والكنى: ۷۵/۱، رقم: ۲۳، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳٦هـ.

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسرے مقام پر "ليس بثقة" کہا ہے[2]۔

حافظ ابو القاسم عبداللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ "قبول الأخبار"[3] میں فرماتے ہیں: "جويبر ليس بشيء". جویبر لیس بشیء ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الكامل"[4] میں فرماتے ہیں: "والضعف على حديثه ورواياته بين". اس کی حدیث اور اس کی روایات میں ضعف واضح ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[5] میں جویبر کو "متروك" کہا ہے۔

امام ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ جویبر کے بارے میں لکھتے ہیں: "أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر"[6]. میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے جویبر کے متعلق "الكاشف"[7] میں "تركوه"، "ديوان الضعفاء"[8] میں "متروك الحديث"، "المقتنى"[9] میں "تالف" اور

---

[1] الضعفاء والمتروكين:ص:۷۳،رقم:۱۰۶،ت:بوران الضناوي وكمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[2] تهذيب الكمال:۱۷۰/٥،رقم:۹۸٥،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ

[3] قبول الأخبار ومعرفة الرجال:۱۹۱/۲،رقم:۲۸۹،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:۳٤۱/۲،رقم:۳۲۹،ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[5] الضعفاء والمتروكون:ص:۱۷۱،رقم:۱٤۷،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[6] كتاب الموضوعات:۲۰٤/۲،ت:عبد الرحمن محمد عثمان، المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ۱۳۸٦هـ.

[7] الكاشف:۲۹۸/۱،رقم:۸۲٦،ت:محمد عوامة و أحمد محمد نمر الخطيب،مؤسسة علوم القرآن ـ جدة.

[8] ديوان الضعفاء:ص:٦۸،رقم:۷۹۹، ت:حماد بن محمد الانصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[9] المقتنى في سرد الكنى:٥۲/۱،رقم:۲۲،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،

"العلو"[1] میں "واہ" کہا ہے۔

حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ نے "الترجیح"[2] میں ایک روایت کے تحت جویبر بن سعید کو "متروك" قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اسے "التقریب"[3] میں "ضعیف جدا"، "العجاب"[4] میں "واہ" اور "الأمالي المطلقة"[5] میں "أحد المتروكين" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمہ اللہ "تنزیه الشریعه"[6] میں جویبر بن سعید کو وضاعین ومتہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "صاحب الضحاك، متروك، واتهمه ابن الجوزي، قلت: رأيت بخط الحافظ ابن حجر في فوائد متفرقة على ظهر تلخيص الموضوعات لابن درباس، ما نصه: جويبر والضحاك وإن كانا مجروحين، لم يتهما بكذب، والله أعلم"۔

یہ صاحبِ ضحاک ہے، متروک ہے، اور ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے متہم کہا

الطبعة ١٤٠٨هـ.

[1] العلو للعلي الغفار: ص: ١١٣، رقم: ٣٠٣، ت: أبو محمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] الترجيح لحديث صلاة التسبيح: ص: ٣٥، ت: محمود سعيد ممدوح، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٩هـ.

[3] تقريب التهذيب: ص: ١٤٣، رقم: ٩٨٧، ت: محمد عوامه، دار الرشيد ـ حلب، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[4] العجاب في بيان الأسباب: ٢١١/١، ت: عبد الحكيم محمد الأنيس، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[5] الأمالي المطلقة: ص: ٦١، ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[6] تنزيه الشريعة: ٤٦/١، رقم: ٤١، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

ہے، میں (علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: میں نے ابن درباس رحمۃ اللہ علیہ کی "تلخیص الموضوعات" کی پشت پر موجود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کے متفرق فوائد میں دیکھا ہے، جس کی عبارت یہ ہے: جویبر اور ضحاک پر اگرچہ جرح کی گئی ہے، لیکن یہ دونوں جھوٹ بولنے میں متہم نہیں ہیں، واللہ اعلم۔

سند میں موجود راوی ابو الفضل بحر بن کنیز سقّاء باہلی بصری (المتوفی ۱۶۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سمعت أيوب يقول: لبحر السقّاء: يا بحر! أنت كاسمك"[1] میں نے ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا کہ آپ نے بحر سقّا سے کہا: اے بحر! تم اپنے نام کی طرح ہو۔

امام یحیی بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان سفيان الثوري يحدثني عن الرجل، فإذا حدثني عن الرجل يعلم أني لا أرضاه، كناه لي، فحدثني يوما قال: حدثني أبو الفضل، يعني: بحر السقّاء"[2] مجھے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ "رجال" کے انتساب سے حدیث بیان کرتے تھے، چنانچہ جب وہ مجھے کسی ایسے شخص کے انتساب سے حدیث بیان کرتے جن کے بارے میں وہ جانتے ہوں کہ میں اسے پسند نہیں کرتا تو وہ میرے سامنے اس کی کنیت ذکر کرتے تھے، چنانچہ ایک دن سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ مجھے ابو الفضل نے حدیث بیان کی، ان کی مراد بحر سقّاء تھی۔

---

[1] الضعفاء الكبير: ١٥٤/١، رقم: ١٩٥، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ١٣/٤، رقم: ٦٣٩، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

حافظ ابو معاویہ یزید بن زریع بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لا شيء" کہا ہے[1]۔

حافظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ "الطبقات الکبری"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان ضعيفا". اور یہ ضعیف تھا۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ليس بشيء" کہا ہے[3]۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديثه"[4]. اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ مغلطای رحمۃ اللہ علیہ "إکمال"[5] میں بحر کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: "وذكره البرقي في طبقة من ترك حديثه". اور برقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان لوگوں کے طبقہ میں ذکر کیا ہے جن کی حدیث کو ترک کیا گیا ہے۔

حافظ ابو الحسن عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "لا بأس به" کہا ہے[6]۔

حافظ ابو اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے[7]۔

---

[1] الجرح التعديل:٤١٨/٢،رقم:١٦٥٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] الطبقات الكبرى:٢٠٩/٧،رقم:٣٢٩٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

[3] سؤالات ابن الجنيد:ص:٤٨٨،رقم:٨٨٦،ت:أحمد محمد نور،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[4] الجرح التعديل:٤١٨/٢،رقم:١٦٥٥،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[5] إكمال تهذيب الكمال:٣٥٠/٢،رقم:٦٧٥،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] إكمال تهذيب الكمال:٣٥٠/٢،رقم:٦٧٥،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[7] إكمال تهذيب الكمال:٣٥٠/٢،رقم:٦٧٥،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

حافظ ابو اسحاق حربی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "بحر بن كنيز أبو الفضل معروف، وغيره أثبت منه"[1]. ابو الفضل بحر بن کنیز معروف ہے، اور دوسرے اس سے زیادہ اثبت ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "التاريخ الكبير"[2] میں فرماتے ہیں: "وليس عندهم بقوي". محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[3] میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[4] میں اسے "ساقط" کہا ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے[5]۔

علامہ ابو عبید آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وسئل أبو داود عن بحر وعمران؟ فقال: عمران فوق بحر، بحر متروك"[6]. اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے بحر اور عمران کے

---

[1] إكمال تهذيب الكمال: ۳۵۰/۲، رقم: ۶۷۵، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

[2] التاريخ الكبير: ۱۱۱/۲، رقم: ۱۹۲۷، ت: مصطفى عبد القادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲۹هـ.

[3] الضعفاء الكبير: ۱۵٤/۱، رقم: ۱۹۵، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[4] أحوال الرجال: ص: ۱٦۲، رقم: ۱٤۹، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

[5] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۱۲۹/۲، رقم: ۱۳٤۰، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

[6] سؤالات أبي عبيد الآجري: ۱٦۳/۲، رقم: ۱٤۸۲، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸هـ.

بارے میں پوچھا گیا، تو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عمران، بحر سے بڑھ کر ہے، بحر متروک ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے[1]۔

امام ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بالقوي عندهم"[2]. محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[3] میں بحر کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[4]. یہ ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔

حافظ ساجی رحمۃ اللہ علیہ بحر سقاء کے بارے میں فرماتے ہیں: "تروى عنه مناكير، وليس هو عندهم بقوي في الحديث"[5]. اس سے مناکیر منقول ہیں، اور یہ محدثین کے نزدیک حدیث میں قوی نہیں ہے۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "المجروحين"[6] میں فرماتے ہیں: "كان ممن

---

[1] الجرح التعديل: ٤١٨/٢، رقم: ١٦٥٥، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[2] انظر تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ١٣/٤، رقم: ٦٣٩، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[3] الضعفاء والمتروكين: ص: ١٦٠، رقم: ٨٢، ت، محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[4] انظر إكمال تهذيب الكمال: ٣٥٠/٢، رقم: ٦٧٥، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] إكمال تهذيب الكمال: ٣٥٠/٢، رقم: ٦٧٥، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن محمد، الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[6] المجروحين: ١٩٢/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

فحش خطؤه وكثر وهمه، حتى استحق الترك، وكان الثوري إذا روى عنه يقول: حدثني أبو الفضل، حتى لا يعرف"۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو فاحش الخطاء ہیں، اور جن کو کثرت سے وہم ہوتا ہے، حتی کہ یہ ترک کا مستحق ہو گیا ہے، اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ جب اس سے روایت کرتے تو یوں کہتے: مجھے ابو الفضل نے بیان کیا، تاکہ اس کی معرفت نہ ہو سکے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[1] میں بحر بن کنیز سقّاء کے ترجمہ میں تقریباً تیس روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ولبحر السقاء غير ما ذكرت من الحديث، وكل رواياته مضطربة، ويخالف الناس في أسانيدها ومتونها، والضعف على حديثه بين.

[ولبحر [أيضا نسخ،] منها: نسخة يحدث عن بحر، عمر بن سهل بن مروان المازني أبو حفص التميمي البصري، ومنها: نسخة يحدث بها عنه محمد بن مصعب القَرْقَسَاني، ومنها نسخة يحدث بها عنه الحارث بن مسلم، قد روى عنه بقية أحاديث، ويزيد بن هارون أحاديث، وغيرهم قد حدثوا عنه، وهو يروي عن قتادة، والحسن، وأبي الزبير، ويحيى بن أبي كثير، وأبي هارون العبدي، ومحمد بن المنكدر، ومحمد بن عمرو بن علقمة، والزهري، وكل ما يحدث به وما يروون أصحاب النسخ عنه فعامة ذلك أسانيدها ومتونها لا يتابعه عليه أحد، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى غيره]"۔

اور بحر کی میری ذکر کردہ احادیث کے علاوہ بھی روایتیں ہیں، اور اس کی تمام

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال: ۲۳۵/۲، رقم: ۲۸۷، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

روایات مضطرب ہیں، اور وہ ان احادیث کی اسانید اور متون میں لوگوں کی مخالفت کرتا ہے، اور اس کی حدیث میں ضعف واضح ہے۔

اور بحر کے چند نسخے بھی ہیں، جن میں ایک نسخہ وہ ہے جسے بحر سے عمر بن سہل بن مروان مازنی ابو حفص تمیمی بصری بیان کرتا ہے، اور ایک نسخہ وہ ہے جسے بحر سے محمد بن مصعب قَرقَسانی بیان کرتا ہے، اور ایک نسخہ وہ ہے جسے بحر سے حارث بن مسلم روایت کرتا ہے، اس سے بقیہ اور یزید بن ہارون نے احادیث روایت کی ہیں، اور ان کے علاوہ نے بھی اس سے حدیثیں بیان کی ہیں، اور یہ خود قتادہ، حسن، ابو الزبیر، یحیی بن ابی کثیر، ابو ہارون عبدی، محمد بن منکدر، محمد بن عمرو بن علقمہ اور زہری سے روایت کرتا ہے، اور وہ تمام احادیث جو یہ بیان کرتا ہے، اور جو احادیث اصحابِ نسخ اس کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں ان میں سے اکثر کی اسانید اور متون میں کوئی بھی اس کی متابعت نہیں کرتا، اور دوسروں کی بنسبت یہ خود ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[1] میں بحر کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ "المحلی"[2] میں ایک روایت کے تحت بحر کے بارے میں فرماتے ہیں: "وهو لا خير فيه، متفق على إطراحه". اس میں کوئی خیر نہیں ہے، اس کے مطروح ہونے پر اتفاق ہے۔

---

[1] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱۶۲، رقم: ۱۳۰، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤هـ.

[2] المحلى بالآثار: ۲۱٤/۱، ت: عبد الغفار سليمان البنداري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "السنن الکبری"[1] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں:

"وبحر السقاء ضعيف، لا يحتج به". اور بحر سقاء ضعیف ہے، اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرۃ الحفاظ" میں ایک روایت کے تحت بحر کو "ليس بشيء في الحديث"[2] اور دوسری روایت کے تحت "متروك الحديث" کہا ہے[3]۔

حافظ ابو بکر محمد بن موسی حازمی رحمۃ اللہ علیہ "الاعتبار"[4] میں ایک روایت کے تحت فرماتے ہیں: "هذا الحديث واهي الإسناد، وبحر السقّاء لا تقوم به الحجة". اس حدیث کی اسناد واہی ہے، اور بحر سقّاء کے ذریعہ سے حجت قائم نہیں کی جاسکتی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "التحقیق"[5] میں بحر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهو متروك، فلا يحتج به". اور یہ متروک ہے، اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

---

[1] السنن الكبرى:٥/٥٣٥،رقم:١٠٧٨١،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] ذخيرة الحفاظ:ص:٣٤٦،رقم:٣٧٢،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[3] ذخيرة الحفاظ:ص:٧٣٧،رقم:١٣٧١،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[4] كتاب الاعتبار في بيان الناسخ والمنسوخ من الآثار:ص:١٦٦،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد، الدكن، الطبعة الثانية ١٣٥٩هـ.

[5] التحقيق في أحاديث الخلاف:١/٣٥٩،رقم:٤٦٨،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص المستدرك"[1] میں ایک روایت کے تحت بحر کو "هالك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المشتبه"[2] میں بحر کو "واه" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[3] میں فرماتے ہیں: "متفق على تركه". اس کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[4] میں ایک روایت کے تحت بحر کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "تقريب التهذيب"[5] میں بحر کو "ضعيف"، "لسان"[6] میں "أحد الضعفاء" اور "تغليق التعليق"[7] میں "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعه"[8] میں بحر بن کنیز کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کرکے فرماتے ہیں: "اتهمه ابن الجوزي بالوضع،

---

[1] تلخيص المستدرك بذيل المستدرك:٣٠٠/٢،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.

[2] المشتبه في الرجال أسمائهم وأنسابهم:٥٤٥/٢،ت:علي محمد البجاوي،دار إحياء الكتب العربية.

[3] ديوان الضعفاء،ص:٤٤،رقم:٥٤٦،ت:حماد بن محمد الانصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] مجمع الزوائد:٨٧/٤،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

[5] تقريب التهذيب،ص:١٢٠،رقم:٦٣٧،ت:محمد عوامة،دار الرشيد ـ سوريا،الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

[6] لسان الميزان:٣٨٨/٨،رقم:٨٣٦٩،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[7] تغليق التعليق على صحيح البخاري:٢٢٧/٣،ت:سعيد عبد الرحمن موسى القزفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[8] تنزيه الشريعة:٤١/١،رقم:٢،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

فقال في حديث: هذا من عمل بحر ". ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حدیث گھڑنے میں متہم قرار دیا ہے، چنانچہ ایک حدیث کے بارے میں ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بحر کے عمل میں سے ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

سند میں موجود راوی جویبر بن سعید کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"لیس بشیء" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً" (امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ)، "ذاہب الحدیث" (حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث، لیس بثقہ" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ)، "میں جویبر کے ذمہ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں" (امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ)، "ترکوہ"، "متروک الحدیث"، "واہ" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، "ضعیف جداً"، "واہ"، "احد المتروکین" (حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

اسی طرح سند میں موجود راوی ابو الفضل بحر بن کنیز سقّاء کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"لا شیء" (حافظ یزید بن زریع بصری رحمۃ اللہ علیہ)، "لیس بشیء" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "برقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان لوگوں کے طبقہ میں ذکر کیا ہے جن کی حدیث کو ترک کیا گیا ہے" (حافظ مغلطای رحمۃ اللہ علیہ)، "ساقط" (حافظ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ)، "بحر متروک ہے" (امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث"،

"ثقہ نہیں ہے، اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ ان لوگوں میں سے ہے جو فاحش الخطاء ہیں، اور جن کو کثرت سے وہم ہوتا ہے، حتی کہ یہ ترک کا مستحق ہوگیا ہے" (حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک ہے" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)، "اس میں کوئی خیر نہیں ہے، اس کے مطروح ہونے پر اتفاق ہے" (حافظ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے" (حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ)، "ہالک" "واہ" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)۔

الحاصل حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، نیز خاص اس تناظر میں کہ ابو الفضل بحر بن کنیز سقّاء اور جُوَیبِرَ اسے نقل کرنے میں متفرد بھی ہیں، یہ روایت کسی بھی طرح "ضعف شدید" سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم فائدہ:

واضح رہے کہ اوپر ذکر کردہ حکم روایت کے خاص اس جزء سے متعلق ہے: "السواك مَجْلاة للبصر". مسواک نگاہ کو تیز کرتی ہے، تاہم دیگر دو اجزاء صحیح احادیث سے ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی "صحیح"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

---

[1] صحيح ابن خزيمة:۷۰/۱،رقم:۱۳۵،ت:محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

”أخبرنا أبو طاهر، نا أبو بكر، نا الحسن بن قزعة بن عبيد الهاشمي، نا سفيان بن حبيب، عن ابن جريج، عن عثمان بن أبي سليمان، عن عبيد بن عمير، عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السواك مطهرة للفم، مرضاة للرب“.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے۔

روایت نمبر (۱۶)

روایت: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "السواك يزيد الرجل فصاحة". مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے"۔

حکم: حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "منکر، غیر محفوظ" کہا ہے، حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ولی الدین ابن عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "معلول" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے"، اور حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے تحت سند میں موجود راوی معلی بن میمون کو "واہ" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی طرف اشارہ کیا ہے، شیخ عبد الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر یہ من گھڑت نہ بھی ہو، تو من گھڑت کی جنس سے ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ "المعجم"[1] میں تخریج فرماتے ہیں:

"حدثنا محمد بن بحر، قال: حدثنا المعلى بن ميمون، قال: حدثنا

[1] كتاب المعجم: ص: ۸۰، رقم: ٦٦، ت: إرشاد الحق الأثري، مطبعة المكتبة العلمية ـ لاهور، باكستان، الطبعة ١٤٠٧هـ.

عمرو بن داود، عن سنان بن أبي سنان، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ؟السواك يزيد الرجل فصاحة".

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے "الكامل"[1] میں، حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطب النبوي"[2] میں، حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص المتشابه"[3] میں، حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مسند الفردوس"[4] میں اور حافظ ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے "الآثار المروية"[5] میں حافظ ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے تخریج کی ہے۔

اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء الكبير"[6] میں، اور حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الكامل في ضعفاء الرجال:٩٨/٨،رقم:١٨٥٣،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

[2] انظر موسوعة الطب النبوي:ص:٣٠٦،رقم:٢١٣،ت:مصطفى خضر دونمز التركي،دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

[3] تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ما أشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم:٧٠٥/٢،رقم:١١٧٥،ت: سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥.

[4] انظر الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس:١٥٤/٥،رقم:١٧٨٥،ت:أبو بكر أحمد جالو،جمعية دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

[5] الآثار المروية في الأطعمة السرية:٣١٨،رقم:١٣٦،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[6] الضعفاء الكبير:١٥٦/٣،رقم:١١٤٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

کے طریق سے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے "العلل المتناهية" [1] میں تخریج کی ہے، نیز علامہ ابو بکر احمد بن جعفر ختلی رحمہ اللہ نے اپنے ایک "جزء" [2] میں، حافظ ابو سعید احمد بن محمد المعروف ابن الاعرابی رحمہ اللہ نے "المعجم" [3] میں اور علامہ قضاعی رحمہ اللہ نے "مسند الشهاب" [4] میں تخریج کی ہے، تمام سندیں سند میں موجود راوی معلی بن میمون پر مشترک ہو جاتی ہیں۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ عقیلی رحمہ اللہ کا قول

حافظ عقیلی رحمہ اللہ "الضعفاء الكبير" [5] میں عمر بن داؤد کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"عن سنان بن أبي سنان، كلاهما مجهول، والحديث منكر، غير محفوظ، ومعلى بن ميمون ضعيف". یہ سنان بن ابی سنان سے روایت کرتا ہے، یہ دونوں (عمر بن داود اور سنان بن ابی سنان) مجہول ہیں، اور حدیث منکر، غیر محفوظ ہے، اور معلی بن میمون ضعیف ہے۔

---

[1] العلل المتناهية: ۳۳۶/۱، رقم: ۵۴۹، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[2] من حديث أبي بكر بن سلم الختلي: ۳۱/۱، رقم: ۳۱، مخطوط من الشاملة.

[3] كتاب المعجم: ص: ۶۳۹/۲، رقم: ۱۲۶۹، ت: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱۴۱۸هـ.

[4] مسند الشهاب: ۱۶۴/۱، رقم: ۲۳۲، ت: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۵هـ.

[5] الضعفاء الكبير: ۱۵۶/۳، رقم: ۱۱۴۴، ت: عبد المعطي أمين قلعجي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸هـ.

اس کے بعد حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی، پھر فرماتے ہیں:

"ولا يعرف إلا به". یہ حدیث صرف اسی سے معروف ہے۔

حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے "الإمام"[1] میں اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[2] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[3] میں معلی بن میمون کے ترجمہ میں زیر بحث روایت اور چند دیگر روایات تخریج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"ولمعلى بن ميمون غير ما ذكرت من الأحاديث، والذي ذكرته والذي لم أذكره كلها غير محفوظة مناكير، ولعل الذي لم أذكره أنكر من الذي ذكرته، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما إلا أن أحاديثه رأيتها غير محفوظة، فشرطت في أول الكتاب أن أذكر كل من هو بصورته".

معلی بن میمون کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، اور وہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں اور وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں کی وہ سب غیر محفوظ مناکیر ہیں، اور شاید وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں کی وہ احادیث زیادہ منکر ہیں ان سے جو میں نے ذکر کی ہیں، اور میں نے اس راوی کے بارے میں متقدمین کا کوئی کلام نہیں پایا، تاہم میں نے اس کی احادیث کو غیر محفوظ

---

[1] الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: ۳۵۱/۱، مخطوط من الشاملة.

[2] ميزان الاعتدال: ۱۹۳/۳، رقم: ٦٠٩٦، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة - بيروت.

[3] الكامل في ضعفاء الرجال: ۹۹/۸، رقم: ۱۸۵۳، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية - بيروت.

پایا ہے، اور میں نے کتاب کے شروع میں شرط لگائی تھی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جو اس جیسا ہو۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تلخیص المتشابه"[2] میں سنان بن سنان کے عنوان سے ترجمہ قائم کر کے فرماتے ہیں:

"شيخ، يروي عن أبي هريرة، حدث عنه عمرو بن داود، وكلاهما مجهول، والحديث معلول". یہ شیخ ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، اس (سنان بن سنان) سے عمرو بن داؤد روایت کرتا ہے، اور یہ دونوں (عمرو بن داؤد اور سنان بن سنان) مجہول ہیں، اور حدیث معلول ہے۔

اس کے بعد حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت تخریج کی ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ "العلل"[3] میں تخریج روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا حديث لا أصل له، قال العقيلي: عمر بن داؤد وسنان كلاهما مجهول،

[1] ميزان الاعتدال: ١٥٢/٤، رقم: ٨٦٧٨، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[2] تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ما أشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم: ٧٠٥/٢، رقم: ١١٧٥، ت: سكينة الشهابي ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.

[3] العلل المتناهية: ٣٣٦/١، رقم: ٥٤٩، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ

والحديث منكر، غير محفوظ، ومعلى ضعيف، ولا يعرف الحديث إلا بعمر".

اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمر بن داؤد اور سنان دونوں مجہول ہیں، اور حدیث منکر، غیر محفوظ ہے، اور معلی ضعیف ہے، اور یہ حدیث صرف عمر سے معروف ہے۔

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "الدر الملتقط"[1] میں من گھڑت احادیث میں شمار کیا ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذكرة الموضوعات"[2] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسرار المرفوعة"[3] اور "المصنوع"[4] میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[5] میں علامہ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

نیز علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے "اللؤلؤ المرصوع"[6] میں حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] الدر الملتقط في تبيين الغلط:ص:٢٣،رقم:١٥،ت:أبو الفدا عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:٣٠،إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:٢١٩،رقم:٢٢٣،ت:محمد الصباغ،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

[4] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:ص:١١٢،رقم:١٥٧،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية ١٣٩٨هـ.

[5] الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة:١١/١،رقم:٢٠،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[6] اللؤلؤ المرصوع:٩٩،رقم:٢٥٧،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا کلام

حافظ ذہبی رحمہ اللہ "تلخیص العلل"[۱] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فيه معلى بن ميمون واه، عن عمر بن داود مجهول، عن رجل، عن أبي هريرة". اس میں معلی بن میمون واہی ہے، جو اس روایت کو عمر بن داؤد مجہول سے، وہ رجل، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کرتا ہے۔

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ کا قول

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ "البدر المنیر"[۲] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"رواه الأئمة: أبو جعفر العقيلي في تاريخه، وأبو يعلى في معجمه، والخطيب في تلخيصه من رواية (معلى) بن ميمون، وهو واه، كما تقدم، عن [عمر] بن داود، عن سنان بن أبي سنان، عن أبي هريرة، قال العقيلي: (عمر) وسنان مجهولان، والحديث منكر، غير محفوظ، ومعلى ضعيف، ولا يعرف الحديث إلا [بعمر]، وقال الخطيب: (عمر) بن داود مجهول، والحديث معلول، وقال ابن الجوزي في علله: هذا حديث (لا أصل) له عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، و (أما) الصغاني فقال: إنه موضوع".

---

[۱] تلخيص العلل المتناهية: ۵۰۱/۱، رقم: ۲۷۶، ت: أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ۱٤۰۰هـ.

[۲] البدر المنير: ۲٤/۲، ت: أبو محمد عبد الله، مصطفى أبو الغيظ، أبو عمار ياسر، دار الهجرة ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۵هـ.

اسے ائمہ (میں سے) ابو جعفر عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "تاریخ" میں، ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "معجم" میں، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخیص" میں معلی بن میمون کی روایت سے نقل کیا ہے، اور وہ (معلی بن میمون) "واہ" ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، وہ اسے عمر بن داؤد، عن سنان بن ابی سنان، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کرنے والا ہے، عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عمر اور سنان مجہول ہیں، اور حدیث منکر، غیر محفوظ ہے، اور معلی ضعیف ہے، اور یہ حدیث صرف (سند میں موجود راوی) عمر سے معروف ہے، اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن داؤد کو مجہول اور حدیث کو معلول قرار دیا ہے، اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "علل" میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی اصل نہیں ہے، اور صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت کہا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ "ذیل میزان"[1] میں سنان بن ابی سنان کے ترجمہ میں زیر بحث راویت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"رواه العقيلي وابن عدي من رواية معلى بن ميمون المجاشعي، عن عمرو بن داود عنه، أورده ابن عدي في ترجمة معلى بن ميمون أحد المتروكين، وأورده العقيلي في ترجمة عمرو بن داود، وقال: إن عمرو بن داود وسنان بن أبي سنان مجهولان، قال: والحديث منكر، غير محفوظ .

قلت: لا أعلم في الرواة عن أبي هريرة من يسمى سنان بن أبي سنان إلا سنان بن أبي سنان الدؤلي، وهو ثقة، احتج به الشيخان، ووثقه العجلي

[1] ذيل ميزان الاعتدال:ص: ١٢١،رقم:٤٣٤،ت:أبو رضا الرفاعي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

وابن حبان، فإن لم يكن هو فهو مجهول، كما قاله العقيلي ".

اسے عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون مجاشعی کی روایت سے عمرو بن داؤد، عن سنان بن ابی سنان کی سند سے روایت کیا ہے، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ اسے معلی بن میمون احد المتروکین کے ترجمہ میں لائے ہیں، اور عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اسے عمرو بن داؤد کے ترجمہ میں لا کر فرماتے ہیں: عمرو بن داؤد اور سنان بن ابی سنان دونوں مجہول ہیں، (پھر) فرماتے ہیں: اور حدیث منکر ہے۔

میں (حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے راویوں میں سنان بن ابی سنان نامی راوی کو نہیں جانتا سوائے سنان بن ابی سنان دؤلی کے، اور وہ ثقہ ہے، شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس سے احتجاج کیا ہے، عجلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، اگر یہ وہ راوی نہیں ہے تو پھر یہ مجہول ہے، جیسا کہ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

حافظ ولی الدین ابن عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ "فیض القدیر"[1] میں حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرنے کے بعد حافظ ولی الدین ابن عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقال الولي العراقي بعد ما عزاه للعقيلي: فيه معلى بن ميمون المجاشعي ضعيف، وعمرو بن داود وسنان مجهولان، والحديث فيه نكارة". اور ولی عراقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کو عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

---

[1] فيض القدير: ١٤٩/٤، رقم: ٤٨٣٨، دار المعرفة - بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١ھ.

اس میں معلی بن میمون مجاشعی ہے، جو کہ ضعیف ہے، اور عمرو بن داؤد اور سنان دونوں مجہول ہیں، اور حدیث میں نکارت ہے۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ "المصنوع"[1] کے حاشیہ میں علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ولی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "قلت: فإن لم يكن موضوعا فأخوه". اگر یہ من گھڑت نہ بھی ہو، تو من گھڑت کی جنس سے ہے۔

سند میں موجود راوی معلی بن میمون مجاشعی ویقال خصّاف بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "منکر الحدیث" کہا ہے[2]۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "متروك" کہا ہے[3]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "المغني"[4] میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے۔

---

[1] المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: ص: ۱۱۲، ت: عبد الفتاح أبو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب، الطبعة الثانية ۱۳۹۸ھ۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "قلت: فإن لم يكن موضوعا فأخوه، ووقع في فيض القدير بلفظ: (عمرو) بواو في آخره، فصححته كما جاء في الميزان، وجاء فيه: ۳: ۲۵۹، وفي لسان الميزان: ٤: ۳٦۳: عمرو بن داود شيخ لمعلى بن ميمون... فلعله مختلف في اسمه أو أحدهما تحريف؟"۔

[2] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ۲۸۲، رقم: ۳۹۹، ت: محمد علي قاسم العمري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة۔

[3] انظر ميزان الاعتدال: ٤/۱۵۲، رقم: ۸٦۷۸، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت۔

[4] المغني في الضعفاء: ۲/٤۲۱، رقم: ٦۳٦۲، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ "الضعفاء الکبیر"[1] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "منكر الحديث لا يتابع على حديثه، ولا يعرف إلا به". منکر الحدیث ہے، اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی، اور اس کی معرفت اسی سے ہوتی ہے۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے معلی بن میمون کو "ضعيف الحديث" کہا ہے[2]۔

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ "الثقات"[3] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "يخطئ إذا حدث من حفظه". جب یہ اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتا ہے تو خطا کرتا ہے۔

حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ "الکامل"[4] میں معلی بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں: "ولمعلى بن ميمون غير ما ذكرت من الأحاديث، والذي ذكرته والذي لم أذكره كلها غير محفوظة مناكير، ولعل الذي لم أذكره أنكر من الذي ذكرته، ولم أر للمتقدمين فيه كلاما إلا أن أحاديثه رأيتها غير محفوظة، فشرطت في أول الكتاب أن أذكر كل من هو بصورته".

معلی بن میمون کی جو احادیث میں نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں، اور وہ احادیث جو میں نے ذکر کی ہیں اور وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں

---

[1] الضعفاء الكبير:٢١٦/٤،رقم:١٨٠٤،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

[2] الجرح التعديل:٣٣٥/٨،رقم:١٥٤٣،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.

[3] الثقات:٤٩٣/٧،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٩٣هـ.

[4] الكامل في ضعفاء الرجال:٩٩/٨،رقم:١٨٥٣،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

کی وہ سب غیر محفوظ مناکیر ہیں، اور شاید وہ (احادیث) جو میں نے ذکر نہیں کی وہ احادیث زیادہ منکر ہیں ان سے جو میں نے ذکر کی ہیں، اور میں نے اس راوی کے بارے میں متقدمین کا کوئی کلام نہیں پایا، تاہم میں نے اس کی احادیث کو غیر محفوظ پایا ہے، اور میں نے کتاب کے شروع میں شرط لگائی تھی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جو اس جیسا ہو۔

حافظ ابن قیسرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذخیرة الحفاظ"[1] میں حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "سنن"[2] میں زیر بحث روایت کی تخریج کرنے کے بعد معلی بن میمون کو "ضعیف، متروك" کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "دیوان الضعفاء"[3] میں امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال"[4] میں عمر بن داؤد کے ترجمہ میں معلی بن میمون کو "ضعیف" کہا ہے۔

نیز حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تلخيص العلل"[5] میں معلی بن میمون کو "واہ"

---

[1] ذخيرة الحفاظ:٦٢٢/٢،رقم:١٠٥٦،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

[2] سنن الدار قطني:٩٢/١،رقم:١٦٠،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

[3] ديوان الضعفاء والمتروكين:ص:٣٩٤،رقم:٤١٩٩،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة المكرمة،الطبعة ١٣٨٧هـ.

[4] ميزان الاعتدال:١٩٣/٣،رقم:٦٠٩٦،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.

[5] تلخيص العلل المتناهية:٥٠١/١،رقم:٢٧٦،ت:أبي عبيد محفوظ الرحمن زين الله،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٠٠هـ.

کہا ہے۔

حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے "ذیل میزان"[1] میں سنان بن ابی سنان کے ترجمہ میں زیر بحث روایت کے تحت معلی بن میمون کو "أحد المتروكين" کہا ہے۔

حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجمع الزوائد"[2] میں ایک حدیث کے تحت معلی بن میمون کو "متروك" کہا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو "منکر، غیر محفوظ" کہا ہے، حافظ ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ولی الدین ابن عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "معلول" کہا ہے۔

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے"، اور حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ صغانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کے تحت سند میں موجود راوی معلی بن میمون کو "واہ" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی طرف اشارہ کیا ہے۔

---

[1] ذيل ميزان الاعتدال:ص:١٢١،رقم:٤٣٤،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦ھ

[2] مجمع الزوائد:٢٣٧/١،ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر یہ من گھڑت نہ بھی ہو، تو من گھڑت کی جنس سے ہے''، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۱۷)

روایت: ایک بالشت سے زائد مسواک پر شیطان کا سواری کرنا

حکم: علامہ سفّارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ کلام ساقط ہے، اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ میری معلومات کے مطابق یہ کہیں وارد نہیں ہے"، اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرمایا ہے: "ان حضرات کی ذکر کردہ ان مرویات کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی ان کا کوئی نقلی یا عقلی اعتماد ہے، یہ چیزیں بعض فقہاء نے "نفرت دلانے" اور "کراہت پیدا کرنے" کے باب میں کہی ہیں، کاش! وہ ان کو ذکر ہی نہ کرتے، کیونکہ مومن یہ چیزیں اتباع اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے اختیار کرتا ہے، اور محبت پیدا کرنے اور رغبت دلانے کے لئے سنت ہی کافی ہے، اگر یہ فقہاء یہ کہہ دیتے کہ ان چیزوں کا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد نہیں ہوا ہے، تو یہ اُن کے ذکر کردہ ان امراض واغراض سے بہتر تھا، جن کی کوئی سند اور قبولیت نہیں ہے، لیکن علماء میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ ان کی ہر نوع میں تساہل ہوتے ہیں، الحاصل یہ فقہاء کے تساہلات میں سے ہے، اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے"، نیز زیر بحث روایت سنداً نہیں ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ ابو الخیر احمد بن اسماعیل قزوینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۹۰ھ) نے "مختصر السواك"[1] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے:

---

[1] مختصر السواك: ص:۸، مخطوط من الشاملة.

”یروی عن الربیع بن خیثم أنه مر علی رجل یستاك، ومعه سواك قدر ذراع، فقال الربیع: یا هذا! أما علمت أن ما زاد علی شبر لعب الشیطان به، وصار مرکبه“.

ربیع بن خیثم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو مسواک کر رہا تھا، اور اس کے پاس ایک ذراع (کہنی سے بیچ کی انگلی تک) کے بقدر مسواک تھی، تو ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے شخص! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جو مسواک بالشت سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ شیطان کھیلتا ہے، اور وہ مسواک اس کے لئے سواری ہوتی ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے ”عجالة المحتاج“[1] میں، علامہ شہاب الدین احمد بن محمد المعروف بالزاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ”تحفة السلاك“[2] میں،

”مختصر السواک“ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”**الفصل السادس في مقدار طول السواك:** لا یزیدن طول السواك علی شبر أو دون الشبر ولو قدر إصبع، فإن ما زاد علی شبر رکب علیه الشیطان یلعب به، فأقصد فیه، واقتصر منه علی طول شبر، فإن ذلك أدین وأجمل، وفیه السنة، وفي عمل السنة أثابة الله تعالی علیه، یروی عن الربیع بن خیثم أنه مر علی رجل یستاك، ومعه سواك قدر ذراع، فقال الربیع: یا هذا! أما علمت أن ما زاد علی شبر لعب الشیطان به، وصار مرکبه، فقطع منه حتی صار شبرا وأقل من شبر، ویروي إبراهیم النخعي رحمه الله أنه قال: قدر السواك شبرا أو دونه لمن استاك، فهذه قصدة فاقتصر علیه، فإن في زیادته فحشا ومتلفا ولا خیر فیه“.

[1] عجالة المحتاج إلی توجیه المنهاج: ص: ۹۹، ت: عز الدین هشام بن عبد الکریم البدراني، دار الکتاب ـ الأردن، الطبعة ۱٤۲۱هـ.

”عجالۃ المحتاج“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”ولا تضع السواك، إذا وضعته بالأرض عرضا، ولکن انصبه نصبا، فإنه یروی عن سعید بن جبیر أنه قال: من وضع سواکه بالأرض عرضا فجن من ذلك، فلا یلومن إلا نفسه، قال: ولا تزید في طول سواکك علی شبر ولو قدر إصبع، فما زاد علیه یرکب علیه الشیطان، واقتصر علی شبر ودونه، فإن ذلك السنة“.

[2] تحفة السلاك في فضائل السواك: ص: ۳۹، ت: راشد بن عامر بن عبد الله الغفیلي، دار البشائر الإسلامیة ـ بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۳٦هـ.

علامہ شمس الدین قُہُستانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع الرموز"[1] میں، اور علامہ قُہُستانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المختار"[2] میں اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحكام السواك"[3] میں ذکر کی ہے، نیز علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقاني"[4] میں، علامہ عبد الغنی میدانی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے "تحفة النساك"[5] میں اور علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "حاشية الطحطاوي"[6] میں ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ سفّارینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ سفّارینی رحمۃ اللہ علیہ "کشف اللثام"[7] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں:

"تحفۃ النساک" کی عبارت ملاحظہ ہو: "فعن الحكيم الترمذي رضي الله عنه: قدر شبر فما دونه، وما زاد عليه ركب عليه الشيطان".

[1] جامع الرموز شرح مختصر الوقاية المسمى بالنقاية: ص: ١٥، مطبع مظهر العجايب۔ كلكته، الطبعة ١٢٧٤هـ.

"جامع الرموز" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال الحكيم الترمذي: لا يزاد على الشبر، وإلا فالشيطان ركب عليه".

[2] الدر المختار: ص: ١٢٠، ت: عبد المنعم خليل إبراهيم، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[3] إفادة الخير في الاستياك بسواك الغير ومعه أحكام السواك من السعاية: ص: ٦٦، ت: صلاح محمد أبو الحاج، مركز أنوار العلماء للدراسات، الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

[4] شرح الزرقاني على مختصر سيدي خليل: ١٢٩/١، ت: عبد السلام محمد أمين، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[5] تحفة النساك في فضائل السواك: ص: ٥٤، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية۔ بيروت.

[6] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص: ٦٧، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية۔ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

[7] كشف اللثام شرح عمدة الأحكام: ٢٦٦/١، ت: نور الدين طالب، دار النوادر۔ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

”وهو كلام ساقط، لا ينبغي الاعتبار به، لعدم وروده فيما علمت“. اور یہ کلام ساقط ہے، اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ میری معلومات کے مطابق یہ کہیں وارد ہی نہیں ہے۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ زیر بحث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

”هذا الذي ذكروه هنا، ليس له دليل شرعي، ولا مستند نقلي أو عقلي، قاله بعض الفقهاء من باب التنفير والتكريه، وليتهم لم يذكروه، فإن المؤمن يفعل ذلك اتباعا واستنانا بسنة الرسول الكريم صلى الله عليه وسلم، وهي كافية للتحبيب والترغيب .

ولو قالوا: لم يرد أن النبي صلى الله عليه وسلم فعله، لكان أولى مما ذكروه من الأمراض والأعراض [كذا في الأصل] التي لا سند لها ولا قبول، ولكن جردت [كذا في الأصل] سنه الله في العلماء أن في كل صنف منهم متساهلين، فهذا من تساهلات الفقهاء، فلا تغتر به“[1].

ان حضرات کی ذکر کردہ ان مرویات کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی ان کا کوئی نقلی یا عقلی اعتماد ہے، یہ چیزیں بعض فقہاء نے ”نفرت دلانے“ اور ”کراہت پیدا کرنے“ کے باب میں کہی ہیں، کاش! وہ ان کو ذکر ہی نہ کرتے، کیونکہ

---

[1] انظر تعليق تحفة النساك في فضائل السواك:ص:۵۵،ت:عبد الفتاح أبو غدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت .

مومن یہ چیزیں اتباع اور رسول کریم ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے اختیار کرتا ہے، اور محبت پیدا کرنے اور رغبت دلانے کے لئے سنت ہی کافی ہے۔

اگر یہ فقہاء یہ کہہ دیتے کہ ان چیزوں کا کرنا نبی ﷺ سے وارد نہیں ہوا ہے، تو یہ اُن کے ذکر کردہ ان امراض واغراض سے بہتر تھا، جن کی کوئی سند اور قبولیت نہیں ہے، لیکن علماء میں اللہ تعالی کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ ان کی ہر نوع میں متساہل ہوتے ہیں، الحاصل یہ فقہاء کے تساہلات میں سے ہے، اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ سفّارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ کلام ساقط ہے، اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ میری معلومات کے مطابق یہ کہیں وارد نہیں ہے''۔

اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرمایا ہے: ''ان حضرات کی ذکر کردہ ان مرویات کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی ان کا کوئی نقلی یا عقلی اعتماد ہے، یہ چیزیں بعض فقہاء نے ''نفرت دلانے'' اور ''کراہت پیدا کرنے'' کے باب میں کہی ہیں، کاش! وہ ان کو ذکر ہی نہ کرتے، کیونکہ مومن یہ چیزیں اتباع اور رسول کریم ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے اختیار کرتا ہے، اور محبت پیدا کرنے اور رغبت دلانے کے لئے سنت ہی کافی ہے۔

اگر یہ فقہاء یہ کہہ دیتے کہ ان چیزوں کا کرنا نبی ﷺ سے وارد نہیں ہوا ہے، تو یہ اُن کے ذکر کردہ ان امراض واغراض سے بہتر تھا، جن کی کوئی سند اور قبولیت نہیں ہے، لیکن علماء میں اللہ تعالی کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ ان کی ہر نوع

میں متساہل ہوتے ہیں، الحاصل یہ فقہاء کے تساہلات میں سے ہے، اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے''۔

نیز زیر بحث روایت سنداً نہیں ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۱۸)

روایت: ”مسواک میں ہر بیماری سے شفاء ہے سوائے سام کے، اور سام موت ہے“۔

حکم: علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”دیلمی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے نے یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے“، علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس جیسی باطل بات جاہل یا زندیق ملحد ہی کہہ سکتا ہے“، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ”الجامع الصغیر“[1] میں فرماتے ہیں:

”السواك شفاء من كل داء إلا السام، والسام الموت. (فر) عن عائشة“.
دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ مسواک میں ہر بیماری سے شفاء ہے سوائے سام کے، اور سام موت ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ ”فیض القدیر“[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

---

[1] الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير: ۲۹۷/۲، رقم: ٤٨٤٠، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة التاسعة ١٤٣٨هـ۔

[2] فيض القدير: ١٤٩/٤، رقم: ٤٨٤٠، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩١هـ۔

”ظاهر صنيع المصنف أن الديلمي أسنده، وليس كذلك، بل ذكره هو وولده بلا سند، فإطلاق المصنف العزو إليه غير صواب“. مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کے صنیع سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی سند ذکر کی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے نے یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے، چنانچہ مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کا مطلقاً اس روایت کو ان کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

نیز علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ ”التیسیر“[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: ”(فر عن عائشة) بلا سند“. دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بغیر سند کے نقل کی ہے۔

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ ”المغیر“[2] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

”(قلت:) الديلمي لم يسنده، فيلام المصنف أولا على عزوه إليه، لأنه لا يعزى إلى المصنف إلا ما أسنده في مصنفه، وثانيا فلو فرضنا أنه أسنده، لكان من رواية كذاب جاهل ولا بد، لأن مثل هذا الباطل لا ينطق به إلا جاهل أو زنديق ملحد، يدخل في حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ما لا يرى أحد أثرا لمخبره، فيقع الحيرة والشك، فلعنة الله على الكذابين، وسامح الله المؤلف في إيراد ما لا يشك الصبيان في بطلانه“.

---

[1] التيسير بشرح الجامع الصغير: ۷۳/۲، مكتبة الإمام الشافعي - الرياض.

[2] المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: ص: ۷۹، دار الرائد العربي - بيروت، الطبعة ۱۴۰۲هـ.

میں کہتا ہوں: دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند ذکر نہیں کی، پہلی بات یہ ہے کہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس روایت کو منسوب کرنے کی وجہ سے مصنف (حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) کو ملامت کیا گیا ہے، اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم فرض کرلیں کہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی سند ذکر کی ہے، تو یہ لامحالہ طور پر کذاب جاہل کی روایت میں سے ہے، اس لئے کہ اس جیسی باطل بات جاہل یا زندیق ملحد ہی کہہ سکتا ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ایسی چیزیں داخل کردیتا ہے جن میں کوئی بھی شخص اس کے مخبر کا اثر نہیں پاتا، جس کے نتیجہ میں وہ حیرت اور شک میں پڑ جاتا ہے، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو، اور اللہ مؤلف سے تسامح فرمائے ایسی چیزوں کے لانے کی وجہ سے، جن کے بطلان میں بچوں کو بھی شک نہیں ہوتا۔

روایت کا حکم

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''دیلمی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بیٹے نے یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے''، علامہ غماری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس جیسی باطل بات جاہل یا زندیق ملحد ہی کہہ سکتا ہے''، الحاصل اس روایت کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۱۹)

روایت: ”جب رسول اللہ ﷺ مسواک کرتے تو فرماتے:

”اللّهم اجعل سواكي رضاك عني، واجعله طهورا وتمحيصا، وبيض به وجهي كما تبيض به أسناني“. اے اللہ! میری مسواک کو میری طرف سے اپنی رضا کا سبب بنا، اور اسے پاکی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ بنا، اور اس کے ذریعہ سے میرے چہرے کو ایسے چمکا دے جیسے اس کے ذریعہ سے میرے دانتوں کو چمکاتے ہیں“۔

حکم: من گھڑت

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”الغرائب الملتقطة“[1] میں ذکر کی ہے:

”قال: أخبرنا أبو بكر عبد الله بن الحسين بن أحمد بن جعفر المعدل المزكي المقرئ، أخبرنا أبي، أخبرنا أبو عمرو أحمد بن أبي الفُرَاتي، حدثنا عبد الله بن محمد بن يعقوب البخاري، حدثنا الحسن بن سهل البصري ببلخ، حدثنا عبد الرزاق، أخبرنا معمر، عن قتادة، عن أنس، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استاك، قال: اللهم اجعل سواكي رضاك عني، واجعله طهورا وتمحيصا، وبيض به وجهي كما تبيض به أسناني“.

---

[1] الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس: ۲۵٦/۲، رقم: ٥٧٤، ت: محمد مرتضى سليمان يونس، جمعية دار البر ـ دبي، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کرتے تو فرماتے:
اے اللہ! میری مسواک کو میری طرف سے اپنی رضا کا سبب بنا، اور اسے پاکی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ بنا، اور اس کے ذریعہ سے میرے چہرے کو ایسے چمکا دے جیسے اس کے ذریعہ سے میرے دانتوں کو چمکاتے ہیں۔

زیر بحث روایت حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الزیادات"[1] میں حافظ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "الزیادات"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"عبد الله بن محمد بن يعقوب البخاري قال في (الميزان): متهم بوضع الحديث، وقال في (المغني): يأتي بعجائب واهية، وقال الخليلي: حدثونا عنه بعجائب".

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان" میں عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بخاری کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے، اور "مغنی" میں فرماتے ہیں: یہ واہی عجائب لاتا ہے، اور خلیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں نے ہمیں اس کے واسطہ سے

---

[1] الزيادات على الموضوعات: ٣٨٥/١، رقم: ٤٥٩، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

[2] الزيادات على الموضوعات: ٣٨٦/١، رقم: ٤٥٩، ت: رامز خالد حاج حسن، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

عجائب بیان کیں ہیں۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[1] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"(مي) من حديث أنس، وفيه عبد الله بن محمد بن يعقوب البخاري".
دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تخریج کی ہے، اور اس میں عبداللہ بن محمد بن یعقوب بخاری ہے۔

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ "تذكرة الموضوعات"[2] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے فرماتے ہیں: "فيه متهم بالوضع". اس میں متہم بالوضع راوی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفوائد المجموعة"[3] میں علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ "أحكام السواك"[4] میں زیر بحث روایت ذکر کر کے

---

[1] تنزيه الشريعة:٧٤/٢،رقم:٣٢،ت:عبد الوهاب عبد اللطيف،عبد الله محمد الصديق،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

[2] تذكرة الموضوعات:ص:٣٢،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

[3] الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة:ص:١٤،رقم:٣٦،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

[4] أحكام السواك من السعاية:ص:٦٧،ت:صلاح محمد أبو الحاج،مركز أنوار العلماء للدراسات،الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

فرماتے ہیں: "وفي سنده متهم بالوضع". اوراس کی سند میں متہم بالوضع راوی ہے۔

سند میں موجود راوی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث کلاباذی حنفی بخاری حارثی سبذمونی المعروف بعبد اللہ الاستاذ (۲۵۸ھ/۳۴۰ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "ضعیف" کہا ہے[1]۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[2] میں فرماتے ہیں: "وكان ابن مندة يحسن القول فيه". اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "میزان"[3] میں حافظ ابوالفضل احمد بن علی سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "كان يضع هذا الإسناد على هذا المتن، وهذا المتن على هذا الإسناد، وهذا ضرب من الوضع". یہ اِس اسناد کو اُس متن پر، اور اِس متن کو اُس اسناد کے ساتھ جوڑ دیتا تھا، (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) اور یہ بھی وضع کی ایک قسم ہے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "هو صاحب عجائب عن الثقات"[4]. یہ ثقہ راویوں کے انتساب سے عجائب لاتا ہے۔

---

[1] سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ: ص: ۲۲۹، رقم: ۳۱۸، ت: موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

[2] سير أعلام النبلاء: ٤٢٤/١٥، رقم: ٢٣٧، ت: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.

[3] ميزان الاعتدال: ٤٩٦/٢، رقم: ٤٥٧١، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

[4] انظر تاريخ الإسلام: ٧٢٨/٧، رقم: ٣١٧، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ "الإرشاد"[1] میں فرماتے ہیں: "[له معرفة بهذا الشأن، وهو لين، ضعفوه]، سمع عبد الصمد بن الفضل البلخي، وأقرانه من شيوخ بلخ، وسمع ببخارى، ونيسابور، والعراق، يأتي بأحاديث يخالف فيها، [حدثنا عنه المَلَاحِمِي، وأحمد بن محمد بن الحسين البصير بعجائب، (وكان يذكر)]". ان کو اس فن کی معرفت تھی، اور یہ "لین" ہے، محدثین نے ان کی تضعیف کی ہے، اس نے بلخ کے شیوخ میں سے عبد الصمد بن فضل بلخی اور ان کے اقران سے سنا ہے، اور بخارا، نیشا پور اور عراق کے شیوخ سے سنا ہے، یہ ایسی احادیث لاتا ہے جن میں اس کی مخالفت کی جاتی ہے، ہمیں مَلَاحِمی اور احمد بن محمد بن حسین بصیر نے اس کے واسطہ سے عجائب بیان کئے ہیں، اور اس کا ذکر کیا جاتا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "القراءة خلف الإمام"[2] میں فرماتے ہیں: "قال: لنا أبو عبد الله: فسمعت أبا أحمد الحافظ يقول: كان عبد الله بن محمد بن يعقوب الأستاذ ينسج الحديث، قال: ولست أرتاب فيما ذكره أبو أحمد من حاله، فقد رأيت في حديثه عن الثقات من الأحاديث الموضوعة ما يطول بذكره الكتاب، وليس يخفى حاله على أهل الصنعة.

قال: وأرى جماعة من المتروكين يلتجئون في هذه المناكير والموضوعات إلى الحسن بن سهل البصري عن قطن بن صالح الدمشقي، ولم يخرج لنا حديثهما عن الثقات، فكنا نقف على حالهما، ثم ذكر شيخنا أبو عبد الله من

---

[1] الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ۹۷۲/۳، رقم: ۸۹۹، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰۹ھـ.

[2] كتاب القراءة خلف الإمام: ص: ۱۷۸، رقم: ۳۸۸، ت: محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۵ھـ.

منكرات حديثهما ما يستدل به على حالهما في الجرح، وقد ذكر من جمع في هذه المسألة أخبارا رواية عبد الله بن محمد، وذكرها أيضا عن أحمد بن محمد بن ياسين، عن الحسن بن سهل، وهي إن سلمت من عبد الله الأستاذ، فلن تسلم من الحسن بن سهل، فآثار الوضع ظاهرة على رواياته، والله المستعان".

ہمیں ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرمارہے تھے: استاذ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حدیث بُنتا تھا، ابو عبد اللہ (یعنی حاکم رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اور ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس کی حالت ذکر کی ہے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ میں نے اس کی حدیث میں ثقات کے انتساب سے من گھڑت احادیث دیکھی ہیں، جن کے ذکر کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی، اور اہل صناعت پر اس کی حالت مخفی نہیں ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور میں متروک راویوں کی ایک جماعت کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان مناکیر اور من گھڑت احادیث میں حسن بن سہل بصری، عن قطن بن صالح دمشقی کی پناہ لیتے ہیں، اور (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمیں حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کی حدیثیں ثقات کے انتساب سے تخریج نہیں کیں، سو ہم ان کی حالت سے واقف ہو گئے، پھر ہمارے شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں ان دونوں کی ایسی منکر حدیثیں ذکر کیں جن کے ذریعہ سے جرح میں ان کی حالت پر استدلال کیا جاتا ہے، اور شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس مسئلہ میں عبد اللہ بن محمد کی روایت سے اخبار جمع کی ہیں، انہوں نے احمد بن محمد بن یاسین، عن حسن بن سہل کے طریق سے بھی ان روایات کو ذکر کیا، اور وہ روایات

اگر عبد اللہ استاذ سے محفوظ ہوں، تو حسن بن سہل سے محفوظ نہیں، کیونکہ اس کی روایات میں وضع کے آثار واضح ہیں، واللہ المستعان۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "الخلافیات"[1] میں ایک روایت کے تحت عبد اللہ بن محمد بن یعقوب کو "کذاب" کہا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[2] میں فرماتے ہیں: "صاحب عجائب، ومناكير وغرائب". یہ عجائب، مناکیر اور غرائب والا ہے۔

حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ بغداد"[3] میں مزید فرماتے ہیں: "وليس بموضع الحجة". یہ حجت کے مقام پر نہیں ہے۔

حافظ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ "الأنساب"[4] میں فرماتے ہیں: "ولم يكن موثوقا به فيما ينقله، وله رحلة إلى العراق وخراسان، ثم خرج إليها على كبر السن، وذكره الحفاظ في تواريخهم، ووصفوه برواية المناكير والأباطيل". اور یہ جو چیزیں نقل کرتا ہے ان میں ثقہ نہیں ہے، اور اس نے عراق اور خراسان کی طرف سفر کیا، پھر عمر کے زیادہ ہونے کے باوجود یہ ان کی جانب گیا، اور حفاظ نے انہیں اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور وہ اسے مناکیر اور اباطیل کی روایت سے موصوف کرتے ہیں۔

---

[1] الخلافيات بين الإمامين الشافعي وأبي حنيفة وأصحابه: ٤٨٢/٢، رقم: ١٩٦٧، الروضة للنشر والتوزيع ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

[2] تاريخ بغداد: ٣٤٩/١١، رقم: ٥٢١٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] تاريخ بغداد: ٣٥٠/١١، رقم: ٥٢١٥، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[4] الأنساب: ١٩٦/١، رقم: ١٢٨، مجلس دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن، الهند، الطبعة الاولى ١٣٩٧هـ.

حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الفیصل"[1] میں فرماتے ہیں: "صاحب عجائب ومناكير". یہ عجائب اور مناکیر والا ہے۔

علامہ ابوسعید رواس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يتهم بوضع الحديث"[2] یہ حدیث گھڑنے میں متہم ہے۔

اہم نوٹ: علامہ ابوسعید رواس کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا کہ یہ کون ہے، واللہ اعلم۔

علامہ محیی الدین ابو محمد عبد القادر قرشی حنفی رحمۃ اللہ علیہ "الجواهر المضية"[3] میں حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ابوسعید رواس کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "عبد الله بن محمد أكبر وأجل من ابن الجوزي ومن أبي سعيد الرواس". عبداللہ بن محمد، ابن جوزی اور ابوسعید رواس سے بڑے اور اجل ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "سير أعلام النبلاء"[4] میں عبداللہ بن محمد بن یعقوب کا ترجمہ قائم کرکے فرماتے ہیں: "الشيخ، الإمام، الفقيه، العلامة، المحدث، عالم ما وراء النهر".

پھر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے بارے میں حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو

---

[1] كتاب الفيصل في علم الحديث أو الفيصل في مشتبه النسبة:٥١١/٦،رقم:٩٠٦،ت:سعود بن عبد الله بن بردي المطيري الديحاني،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين لابن الجوزي:١٤١/٢،رقم:٢١١٨،ت:عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[3] الجواهر المضية في طبقات الحنفية:٢٩٠/١،رقم:٧٦٢،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،حيدر آباد الدكن.

[4] سير أعلام النبلاء:٤٢٤/١٥،رقم:٢٢٧،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.

زرعہ رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"قد ألف مسندا لأبي حنيفة الإمام، وتعب عليه، ولكن فيه أوابد ما تفوه بها الإمام، راجت على أبي محمد". اس نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند تالیف کی ہے، اور اس میں مشقت جھیلی ہے، لیکن اس میں ایسے اوابد لایا ہے جو امام (ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی فرمودہ نہیں ہیں، یہ ابو محمد (یعنی عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی) کی طرف لوٹتی ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ "ديوان الضعفاء"[1] میں فرماتے ہیں: "يأتي بعجائب واهية". یہ واہی عجائب لاتا ہے۔

حافظ ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ "توضيح المشتبة"[2] میں عبد اللہ بن محمد بن یعقوب کے بارے میں فرماتے ہیں: "ولم يكن ثقة". اور یہ ثقہ نہیں تھا۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعه"[3] میں عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بخاری کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "نقل ابن الجوزي عن أبي سعيد الرواس أنه متهم بالوضع". ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید رواس سے نقل کیا ہے کہ یہ متہم بالوضع ہے۔

---

[1] ديوان الضعفاء: ص: ۲۲۷، رقم: ۲۲۹۷، ت: حماد بن محمد الانصاري، مكتبة النهضة الحديثة ـ المكة المكرمة، الطبعة ۱۳۸۷هـ.

[2] توضيح المشتبة: ۱۹۶/۱، ت: محمد نعيم العرقسوسي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

[3] تنزيه الشريعة: ۷۵/۱، رقم: ۹۸، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف وعبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱هـ.

سند میں موجود راوی حسن بن سہل بن ابان بصری کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ "القراءة خلف الإمام"[1] میں فرماتے ہیں: "قال: لنا أبو عبد الله: فسمعت أبا أحمد الحافظ يقول: كان عبد الله بن محمد بن يعقوب الأستاذ ينسج الحديث، قال: ولست أرتاب فيما ذكره أبو أحمد من حاله، فقد رأيت في حديثه عن الثقات من الأحاديث الموضوعة ما يطول بذكره الكتاب، وليس يخفى حاله على أهل الصنعة.

قال: وأرى جماعة من المتروكين يلتجئون في هذه المناكير والموضوعات إلى الحسن بن سهل البصري عن قطن بن صالح الدمشقي، ولم يخرج لنا حديثهما عن الثقات، فكنا نقف على حالهما، ثم ذكر شيخنا أبو عبد الله من منكرات حديثهما ما يستدل به على حالهما في الجرح، وقد ذكر من جمع في هذه المسألة أخبارا رواية عبد الله بن محمد، وذكرها أيضا عن أحمد بن محمد بن ياسين، عن الحسن بن سهل، وهي إن سلمت من عبد الله الأستاذ، فلن تسلم من الحسن بن سهل، فآثار الوضع ظاهرة على رواياته، والله المستعان".

ہمیں ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: استاذ عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حدیث بُنتا تھا، ابو عبد اللہ (یعنی حاکم رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: اور ابو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس کی حالت ذکر کی ہے مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے، کیونکہ میں نے اس کی حدیث میں ثقات کے انتساب سے من گھڑت احادیث دیکھی ہیں، جن کے ذکر کرنے سے کتاب طویل ہو جائے گی، اور اہل صناعت

---

[1] كتاب القراءة خلف الإمام: ص: ۱۷۸، رقم: ۳۸۸، ت: محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

پر اس کی حالت مخفی نہیں ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اور میں متروک راویوں کی ایک جماعت کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان مناکیر اور من گھڑت احادیث میں حسن بن سہل بصری، عن قطن بن صالح دمشقی کی پناہ لیتے ہیں، اور (امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) ہمیں حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کی حدیثیں ثقات کے انتساب سے تخریج نہیں کیں، سو ہم ان کی حالت سے واقف ہو گئے، پھر ہمارے شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں ان دونوں کی ایسی منکر حدیثیں ذکر کیں جن کے ذریعہ سے جرح میں ان کی حالت پر استدلال کیا جاتا ہے، اور شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کو ذکر کیا جنہوں نے اس مسئلہ میں عبد اللہ بن محمد کی روایت سے اخبار جمع کی ہیں، انہوں نے احمد بن محمد بن یاسین، عن حسن بن سہل کے طریق سے بھی ان روایات کو ذکر کیا، اور وہ روایات اگر عبد اللہ استاذ سے محفوظ ہوں، تو حسن بن سہل سے محفوظ نہیں، کیونکہ اس کی روایات میں وضع کے آثار واضح ہیں، واللہ المستعان۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

زیر بحث روایت کو حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''من گھڑت روایات'' میں شمار کیا ہے، اور علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے کلام پر اعتماد کیا ہے، نیز علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس میں متہم بالوضع راوی ہے''، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کی سند میں متہم بالوضع راوی ہے''، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۲۰)

روایت: جنت میں نمازوں کے اوقات میں تحائف کا ملنا۔

حکم: شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "نوادر الأصول"[1] میں تخریج کی ہے:

"حدثنا عبد الله، حدثنا سيار، حدثنا موسى، حدثنا أبان، عن الحسن، وأبي قلابة، قالا: قال رجل: يا رسول الله! هل في الجنة من ليل؟ قال: وما هيجك على هذا؟ قال: سمعت الله عز وجل يذكر في الكتاب: ﴿وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾، فقلت: الليل من البكرة، والعشي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس هناك ليل، إنما هو ضوء ونور يرد الغدو على الرواح، والرواح على الغدو، ويأتيهم طرف الهدايا من الله لمواقيت الصلاة التي كانوا يصلون فيها في الدنيا، وتسلم عليهم الملائكة".

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں رات ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ کو اس سوال پر کس چیز نے ابھارا؟ عرض کیا: میں نے قرآن میں اللہ تعالی کا یہ ارشاد سنا ہے: "اور ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا"، تو میں نے کہا کہ رات تو صبح

---

[1] نوادر الأصول في أحاديث الرسول: ٢٤٩/١، رقم: ١٥٠، ت: توفيق محمود تكله، دار النوادر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

اور شام میں سے ہے، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: وہاں رات نہیں ہو گی، وہاں تو روشنی ہی روشنی ہو گی، جو صبح کو شام میں اور شام کو صبح میں تبدیل کرے گی، اور ان کو نمازوں کے اوقات میں جن میں وہ نماز پڑھا کرتے تھے اللہ تعالی کی طرف سے قیمتی تحائف ملیں گے، اور فرشتے ان کو سلام کریں گے۔

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری (المتوفی ۱۳۸ھ) کے بارے میں ائمہ رجال کا کلام

علامہ محمد بن موسی حَرَشی اور علامہ عبد الرحمن بن مبارک عَیْشی، حماد بن زید سے نقل کرتے ہیں: "قلت لسلم العلوي: حدثني، قال: يا بني عليك بأبان، فإني قد رأيته يكتب بالليل عند أنس بن مالك عند السراج.زاد العيشي، عن حماد قال: فذكرت ذلك لأيوب، فقال: ما زال نعرفه بالخير منذ كان"[1].

میں نے سَلم علوی سے کہا: آپ مجھے حدیث بیان کریں، سَلم نے کہا: اے بیٹا! تم ابان کو لازم پکڑو، کیونکہ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ چراغ کے سامنے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر لکھا کرتا تھا، عَیْشی، حماد سے یہ اضافہ بھی نقل کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات ایوب سے کہی تو ایوب نے کہا: ایک عرصہ سے ہم ان میں خیر ہی کو پہچانتے ہیں۔

امام شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لأن أشرب من بول حمار حتى أروى أحب إلي من أن أقول: حدثنا أبان بن أبي عياش"[2]. میں ابان بن ابی عیاش

---

[1] تهذيب الكمال: ۲۰/۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[2] انظر ميزان الاعتدال: ۱۰/۱، رقم: ۱٥، ت: علي محمد البجاوي، دار المعرفة ـ بيروت.

سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں۔

علامہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قلت لشعبة: حدثني مهدي بن ميمون، عن سَلْم العلوي، قال: رأيت أبان بن أبي عياش يكتب عن أنس بالليل، فقال شعبة: سلم يرى الهلال قبل الناس بليلتين“[1]۔

میں نے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مجھے مہدی بن میمون نے سلم علوی سے نقل کیا ہے، سَلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابان بن ابی عیاش کو رات کے وقت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث لکھتے ہوئے دیکھا ہے، تو اس کے جواب میں شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: سَلم تو چاند بھی لوگوں سے دو دن پہلے دیکھ لیتا ہے۔

علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن مثنی انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”كنت مع سلام بن أبي مطيع، فذكرنا أبان بن أبي عياش فقال: لا تحدث عنه بشيء، وانظر حديثك عن حميد، فازدهر بحديثه“[2]۔ میں سلام بن ابی مطیع کے ساتھ تھا ہم نے ابان بن ابی عیاش کا ذکر کیا، تو سلام بن ابی مطیع نے فرمایا: اس سے کچھ بھی بیان نہ کرو، اور اپنی حدیث حمید سے بیان کر کے اسے محفوظ کرو۔

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ”الطبقات الکبری“[3] میں ابان

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”لأن يزني الرجل خير له من أن يروي عن أبان بن أبي عياش“ (انظر سؤالات البرذعي:ص:۲۰۰،رقم:۳٤۱،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ)۔

[1] ميزان الاعتدال:۱۰/۱،رقم:۱۵،ت:علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت۔

[2] العلل ومعرفة الرجال:۳۶۰/۳،رقم:۵۵۷۸،ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ۱٤۲۲هـ۔

[3] الطبقات الكبرى:۱۸۸/۷،رقم:۳۲۰٤،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ۱٤۱۸هـ

بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يكذب"[1]. یہ جھوٹ بولتا تھا۔

نیز حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "وهو متروك الحديث، يعني أبان"[2]. اور ابان متروک الحدیث ہے۔

حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أتيت أبان بن عياش بكتاب فيه حديث من حديثه، وفي أسفل الكتاب حديث رجل من أهل واسط، فقرأه علي أجمع"[3]. میں ابان بن ابی عیاش کے پاس ایک کتاب لایا جس میں ان کی احادیث میں سے احادیث تھیں، اور ایک کتاب کے ختم پر اہل واسط کے ایک شخص کی احادیث تھیں، پھر ابان نے یہ سب مجھ پر پڑھ دیں۔

نیز حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لا أستحل أن أروي عنه شيئا"[4]. میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔

علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قال أحمد يعني ابن حنبل: لا تكتب عن أبان بن عياش شيئا، قلت: كان له هوى؟ قال: كان منكر الحديث"[5]. احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت

---

[1] معرفة الرجال: ٦٤/١، رقم: ١١٦، ت: محمد كامل القصار مجمع اللغة العربية ـ دمشق، الطبعة ١٤٠٥هـ.

[2] تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: ١١٧/٢، رقم: ٣٦٢٥، ت: عبد الله أحمد حسن، دار القلم ـ بيروت.

[3] الجرح والتعديل: ٢٩٥/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

[4] الضعفاء والمتروكين: ١٩/١، رقم: ١٥، ت: عبد الله القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

[5] الجرح والتعديل: ٢٩٦/٢، رقم: ١٠٨٧، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٣٧١هـ.

لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ ابان کے بارے میں فرماتے ہیں: "وکان ضعیفا، ضعیفا عندنا"[1]۔ ضعیف تھا، اور ہمارے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ "العلل ومعرفة الرجال"[2] میں فرماتے ہیں: "متروك الحديث، ترك الناس حديثه مذ دهر من الدهر"۔ متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے۔

نیز امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ "العلل ومعرفة الرجال"[3] میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: "كان وكيع إذا أتى على حديث أبان بن أبي عياش يقول: رجل، لا يسميه، استضعافا له"۔ وکیع رحمہ اللہ جب ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر آتے، تو رجل کہتے، اسے ضعیف سمجھتے ہوئے اس کا نام نہیں لیتے تھے۔

حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "قرأت على أبي حديث عباد بن عباد، فلما انتهى إلى حديث أبان بن أبي عياش، قال: اضرب عليها، فضربت عليها وتركها، وقال: اضرب على حديث جعفر بن الزبير"[4]۔ میں

---

[1] سؤالات ابن أبي شيبة: ص: ٥٤، رقم: ١٧، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف – الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ۔

[2] العلل ومعرفة الرجال: ٤١٢/١، رقم: ٨٧٢، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني – الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ۔

[3] العلل ومعرفة الرجال: ٥٢٥/٢، رقم: ٣٤٦٧، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني – الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ۔

[4] العلل ومعرفة الرجال: ٢٠٦/٣، رقم: ٤٨٧٨، ت: وصي الله بن محمد عباس، دار الخاني – الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ۔

نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے فرمایا: اسے ترک کردو، میں نے اسے ترک کر دیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کر دیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کردو۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن أبان بن أبي عياش"[1]. یحیی رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ، ابان بن ابی عیاش سے روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وهو رجل صالح"[2]. یہ متروک الحدیث ہے، نیک شخص ہے۔

حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے "أحوال الرجال"[3] میں ابان بن ابی عیاش کو "ساقط" کہا ہے۔

حافظ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ابان کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا: "ترك حديثه، ولم يقرأ علينا حديثه، فقيل له كان يتعمد الكذب؟ قال: لا، كان يسمع الحديث من أنس، وشهر بن حوشب، ومن الحسن، فلا يميز بينهم"[4]. یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہم پر

---

[1] الجرح والتعديل: ۲۹۶/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] تهذيب الكمال: ۱۹/۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[3] أحوال الرجال: ۱۷۳/۱، رقم: ۱٦۰، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي ـ فيصل آباد ـ باكستان.

[4] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

حافظ برذعی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ قول ان الفاظ سے نقل کیا ہے: "قيل: أبان بن أبي عياش كان يتعمد الكذب، قال: أما تعمد الكذب فلا، ولكنه واه بمرة، كان يسمع الحديث عن أنس، وعن شهر بن حوشب، وعن الحسن، فلا يميز بينهم" (سؤالات البرذعي: ص: ۱۹۸، رقم: ۳۳۷، ت: أبو عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳۰هـ).

اس کی حدیث نہیں پڑھی، ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا؟ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ انس رضی اللہ عنہ، شہر بن حوشب اور حسن رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث سنتا تھا، لیکن ان میں فرق نہیں کر پاتا تھا۔

امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا يكتب حديث أبان"[1]. ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "سنن"[2] میں فرماتے ہیں: "وأبان بن أبي عياش وإن كان قد وصف بالعبادة والاجتهاد فهذا حاله في الحديث، والقوم كانوا أصحاب حفظ، فرب رجل وإن كان صالحا لا يقيم الشهادة ولا يحفظها، فكل من كان متهما في الحديث بالكذب أو كان مغفلا يخطئ الكثير، فالذي اختاره أكثر أهل الحديث من الأئمة أن لا يشتغل بالرواية عنه، ألا ترى أن عبد الله بن المبارك حدث عن قوم من أهل العلم، فلما تبين له أمرهم ترك الرواية عنهم".

ابان بن ابی عیاش اگرچہ عبادت اور اجتہاد کے ساتھ متصف ہے، یہ اس کی حالت حدیث میں ہے، اور بہت سے لوگ اصحابِ حفظ ہوتے ہیں، اور بسا اوقات ایک شخص اگرچہ وہ صالح ہوتا ہے لیکن وہ گواہی قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی گواہی محفوظ کر سکتا ہے، چنانچہ ہر وہ شخص جو حدیث میں متہم بالکذب ہو یا مغفل کثیر الخطاء ہو تو ائمہ میں سے اکثر محدثین نے یہ اختیار کیا ہے کہ اس کی روایت میں مشغول نہ

---

[1] سؤالات أبي عبيد الآجري: ص: ٣١٩، رقم: ٤٩٠، ت: محمد علي قاسم العمري، المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٣٩٩.

[2] سنن الترمذي: ٢٣٥/٦، ت: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

ہوا جائے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کی ہے، جب ان کا معاملہ واضح ہوا تو عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت کا لینا ترک کر دیا۔

حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متروك الحديث، وكان رجلا صالحا، لكن بلي بسوء الحفظ"[1] ابان متروک الحدیث ہے، اور یہ نیک شخص تھا، لیکن یہ سوء حفظ میں مبتلا ہو گیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك الحديث" کہا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہی ایک موقع پر فرماتے ہیں: "ليس بثقة، ولا يكتب حديثه"[3] یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

حافظ زکریا ساجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "كان رجلا صالحا سخيا كريما، فيه غفلة، يهم في الحديث ويخطئ فيه، روى عنه الناس، ترك حديثه لغفلة كانت فيه، لم يحدث عنه شعبة، ولا عبد الرحمن، ولا يحيى"[4] یہ نیک، سخی، کریم شخص تھا، اس میں غفلت تھی، حدیث میں وہم میں مبتلاء تھا، حدیث میں خطاء کرتا تھا، اس سے لوگوں نے روایت کی ہے، اس میں موجود غفلت کی وجہ سے اس کی حدیث

[1] الجرح والتعديل: ۲۹٦/۲، رقم: ۱۰۸۷، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۷۱هـ.

[2] الضعفاء والمتروكين: ص: ٤٥، رقم: ۲۱، ت: بوران الضناوي، كمال يوسف الحوت، مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰٥هـ.

[3] تهذيب الكمال: ۲۲/۲، رقم: ۱٤۲، ت: بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۷هـ.

[4] إكمال تهذيب الكمال: ۱٦۸/۱، رقم: ۱۸۰، ت: عادل محمد وأسامة بن إبراهيم، الفاروق الحديثة، الطبعة الأولى ۱٤۲۲هـ.

کو ترک کر دیا گیا تھا، شعبہ رحمہ اللہ، عبد الرحمن رحمہ اللہ اور یحیی رحمہ اللہ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ "المجروحین"[1] میں فرماتے ہیں: "وكان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام، ويطوي النهار بالصيام، سمع عن أنس بن مالك أحاديث، وجالس الحسن، فكان يسمع كلامه، ويحفظ، فإذا حدث ربما جعل كلام الحسن، الذي سمعه من قوله، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم، وهو لا يعلم، ولعله روى عن أنس أكثر من ألف وخمسمائة حديث ما لكبير شيء منها أصل يرجع إليه".

ابان ان عبادت گزار لوگوں میں تھا، جو رات نماز میں، اور دن روزے میں بسر کرتے تھے، ابان، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیثیں نقل کرتا تھا، یہ حسن رحمہ اللہ کے پاس بیٹھ کر ان کا کلام سن کر یاد کرتا تھا، پھر بیان کرتے ہوئے لاعلمی میں حسن رحمہ اللہ کے سنے ہوئے کلام کو انس رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طور پر بیان کر دیتا تھا، شاید ابان نے انس رضی اللہ عنہ سے پندرہ سو سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں، ان میں ایک بڑے حصہ کی کوئی ایسی اصل موجود نہیں جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہو۔

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ "الکامل"[2] میں لکھتے ہیں: "وعامة ما يرويه لا يتابع عليه، وهو بين الأمر في الضعف، وقد حدث عنه كما ذكرته الثوري، ومعمر، وابن جريج، وإسرائيل، وحماد بن سلمة، وغيرهم ممن لم نذكرهم، وأرجو

[1] المجروحين: ٩٦/١، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

[2] الكامل في ضعفاء الرجال: ٦٧/٢، رقم: ٢٠٣، ت: عادل أحمد وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

أنه ممن لا يتعمد الكذب إلا أن يشبه عليه ويغلط، وعامة ما أتاني أبان من جهة الرواة لا من جهته، لأن أبان رووا عنه قوم مجهولين لما أنه فيه ضعف، وهو إلى الضعف أقرب منه إلى الصدق، كما قال شعبة".

اس کی روایات میں اکثر اس کی متابعت نہیں ہوتی، اور اس کا معاملہ ضعف میں واضح ہے، اور جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ اس سے ثوری، معمر، ابن جریج، اسرائیل اور حماد بن سلمہ وغیرہ افراد نے روایات نقل کی ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا، اور مجھے امید ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا تھا، لیکن اس پر احادیث مشتبہ ہو جاتی تھیں، اور یہ غلطی کر بیٹھتا ہے، اور ابان جو کچھ لاتا ہے اس میں اکثر راویوں کی جانب سے ہوتا ہے، اس کی جانب سے نہیں ہوتا، کیونکہ ابان سے مجہول افراد کی ایک جماعت نے روایات نقل کیں ہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود ابان میں بھی ضعف ہے، اور وہ بمقابلہ صدق کے ضعف کے زیادہ قریب ہے، جیسا کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے "الأسامي "[1] میں ابان بن ابی عیاش کو "منکر الحدیث" کہا ہے۔

حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "الضعفاء "[2] میں ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

---

[1] الأسامي والكنى: ۱۴۷/۱، رقم: ۲٤۱، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ۱٤۳٦ هـ.

[2] الضعفاء والمتروكون: ص: ۱٤۸، رقم: ۱۰۳، ت: موفق بن عبد الله، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۰٤ هـ.

حافظ ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ "المختلف فیھم"[1] میں فرماتے ہیں: "وقد روى عن أبان نبلاء الرجال فما نفعه ذلك، ولا يعتمد على شيء من روايته إلا ما وافقه عليه غيره، وما تفرد به من حديث فليس عليه عمل". اور ابان سے شرفاء نے روایت کیا ہے، ان کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، اور اس کی روایت میں کسی چیز پر اعتماد نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ جس چیز میں اس کی کوئی دوسرا موافقت کرے، اور جس حدیث میں یہ متفرد ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "السنن الكبرى"[2] میں ایک روایت کے تحت ابان بن ابی عیاش کو "متروك" کہا ہے۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ "التمهيد"[3] میں فرماتے ہیں: "أبان بن أبي عياش مجتمع على ضعفه وترك حديثه". ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابان بن ابی عیاش کو "المقتنى"[4] میں "واہ" اور "تاريخ الإسلام"[5] میں "متروك الحديث" کہا ہے۔

---

[1] المختلف فيهم:ص:۲۰،رقم:۱،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ۔

[2] السنن الكبرى للبيهقي:١٠/١٢،رقم:١٩٦٩٥،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ۔

[3] التمهيد:١٥/٢٣٦،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ

[4] المقتنى في سرد الكنى:١/٧٧،رقم:٢٩٢،ت:محمد صالح عبد العزيز،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ۔

[5] تاريخ الإسلام:٣/٨٠٧،رقم:٢،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "التقريب"[1] میں ابان کو "متروك" کہا ہے۔

علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ "تنزيه الشريعة"[2] میں ابان بن ابی عیاش کو وضاعین و متہمین کی فہرست میں شمار کر کے فرماتے ہیں: "متروك، اتهم بكذب". متروک ہے، جھوٹ بولنے میں متہم ہے۔

روایت کا حکم

سند میں موجود راوی ابو اسماعیل ابان بن ابی عیاش فیروز بصری کے بارے میں ائمہ رجال نے جرح کے شدید الفاظ استعمال کئے ہیں، جیسے:

"میں ابان بن ابی عیاش سے روایت نقل کروں، مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ خوب سیر ہو کر گدھے کا پیشاب پیوں" (امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث" (حافظ ابو عبد اللہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ، حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ عمرو بن علی صیرفی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ جھوٹ بولتا تھا" (حافظ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ)، "میں اس سے کچھ بھی روایت کرنے کو حلال نہیں سمجھتا"، (حافظ ابو عوانہ رحمۃ اللہ علیہ)، "احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابان بن ابی عیاش سے کچھ مت لکھو، میں نے کہا: اس میں بدعت تھی؟ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ منکر الحدیث تھا" (علامہ ابو طالب مشکانی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک الحدیث ہے، لوگوں نے ایک زمانے سے اس کی حدیث کو ترک کر رکھا ہے" (امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "میں نے اپنے والد پر عباد بن عباد کی حدیث پڑھی، جب میں ابان بن ابی عیاش کی حدیث پر پہنچا تو والد نے

---

[1] تقريب التهذيب: ص: ۸۷، رقم: ۱٤۲، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الرابعة ۱٤۱۸ھ۔

[2] تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة: ۱۹/۱، رقم: ۳، ت: عبد الوهاب عبد اللطيف، وعبد الله محمد الصديق الغماري، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۰۱ھ۔

فرمایا: اسے ترک کردو، میں نے اسے ترک کردیا اور انہوں نے بھی اس کی حدیث کو ترک کردیا، اور والد نے فرمایا: جعفر بن زبیر کی حدیث کو ترک کردو" (حافظ عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)، "ساقط" (حافظ ابراہیم بن یعقوب سعدی رحمۃ اللہ علیہ)، "ابان کی حدیث کو نہیں لکھا جائے گا" (امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ)، "یہ لیس بثقہ ہے، اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی" (امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ)، "متروک" (حافظ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ)، "ابان بن ابی عیاش کے ضعف اور اس کی حدیث کے ترک پر اتفاق ہے" (حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ)، "واہ"، "متروک الحدیث" (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ)، اور خاص اس تناظر میں کہ ابان بن ابی عیاش اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد بھی ہے، چنانچہ یہ روایت کسی بھی طرح "ضعفِ شدید" سے خالی نہیں ہوسکتی، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

اہم تنبیہ:

واضح رہے کہ فی الحال ہماری تحقیق اور حکم کا تعلق روایت میں موجود صرف اس حصہ سے ہے: "جنت میں نمازوں کے اوقات میں تحائف کا ملنا"، یہ مضمون ہماری استقراء کے مطابق صرف اسی طریق سے منقول ہے، تاہم روایت کے بقیہ مضمون اور اس سے متعلقہ امور سے فی الحال تعرض نہیں کیا جارہا۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت فصل دوم میں آرہی ہے۔

فصل دوم (مختصر نوع)

روایت نمبر ①

روایت: ”حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ فجر کی نماز پڑھتے، اور نماز پڑھنے کے بعد جلدی اپنے گھر چلے جاتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فجر کی محفل میں شرکت نہیں کرتے تھے، کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ پتہ نہیں کس حال میں ہے کہ جلدی چلا جاتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم جلدی کیوں چلے جاتے ہو؟ تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ہمسائے کے گھر میں ایک درخت ہے جس پر پھل لگے ہوئے ہیں، مگر اس کی کچھ شاخیں میرے گھر پر آتی ہیں، اور جب رات ہوتی ہے تو شاخوں سے پھل میرے گھر میں گر جاتے ہیں، میں فجر کی نماز پڑھ کر جلدی آتا ہوں، تاکہ ان پھلوں کو اٹھا کر اس آدمی کے گھر واپس ڈال دوں، ایسا نہ ہو کہ میرے بچے جاگ جائیں، اور بلا اجازت دوسرے کے پھل کھانے کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔۔۔“۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت علامہ عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے ”نزهة المجالس“[1]

[1] نزهة المجالس: ص: ٢٤٧، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٣٨هـ۔

میں بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"حكاية: كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم رجل يقال له أبو دجانة، فإذا صلى الصبح خرج من المسجد سريعا ولم يحضر الدعاء، فسأله النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال: جاري له نخلة، يسقط رطبها في داري ليلا من الهواء، فأسبق أولادي قبل أن يستيقظوا، فأطرحه في داره، فقال النبي صلى الله عليه وسلم لصاحبها: بعني نخلتك بعشر نخلات في الجنة، عروقها من ذهب أحمر وزبرجد أخضر، وأغصانها من اللؤلؤ الأبيض، فقال: لا أبيع حاضرا بغائب.

فقال أبو بكر: قد اشتريتها منه بعشر نخلات في مكان كذا، فرح المنافق، ووهب النخلة التي في داره لأبي دجانة، وقال لزوجته: قد بعت هذه النخلة لأبي بكر بعشر نخلات في مكان كذا، وهي داري، فلا ندفع لصاحبها إلا القليل، فلما نام تلك الليلة وأصبح، وجد النخلة قد تحولت من داره إلى دار أبي دجانة".

نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص جن کو ابو دجانہ کہا جاتا تھا، جب وہ نماز فجر ادا کرتے تو جلدی سے مسجد سے نکل جاتے، اور دعا میں شریک نہیں ہوتے تھے، نبی ﷺ نے اس کی وجہ دریافت کی، انہوں نے جواب دیا کہ میرے پڑوسی کے گھر میں کھجور کا درخت ہے، رات میں ہوا کے چلنے کی وجہ سے اس کی کھجوریں میرے گھر میں گرتی ہیں، میں اپنے بچوں کے جاگنے سے پہلے گھر جاتا ہوں اور ان کھجوروں کو اس کے گھر میں پھینک دیتا ہوں، نبی ﷺ نے اس پڑوسی گھر کے مالک سے فرمایا: اس کھجور کے

درخت کو جنت کے ان دس کھجور کے درختوں کے بدلے بیچ دو جن کی جڑیں سرخ سونے اور سبز زبرجد کی ہوں گی، اور ان کی ٹہنیاں سفید موتیوں کی ہوں گی، تو اس نے کہا: میں موجودہ چیز کو غائب کے بدلے میں نہیں بیچتا۔

پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس درخت کو اس شخص سے فلاں جگہ کے دس درختوں کے بدلے میں خرید لیا ہے، منافق خوش ہو گیا، اور وہ کھجور کا درخت جو اس کے گھر میں تھا اس نے ابو دجانہ کو دے دیا، اور اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے ان دس درختوں کے بدلے میں جو فلاں جگہ میں اپنے اس درخت کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بیچ دیا ہے، جبکہ یہ درخت میرے گھر میں ہی ہے، سو ہم صرف تھوڑا درخت ہی دیں گے، وہ رات کو سو گیا اور صبح ہوئی تو وہ درخت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہو چکا تھا۔

نیز یہی روایت علامہ ابو بکر عثمان بن محمد شطا دمیاطی ثم مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "إعانة الطالبين"[1] میں بغیر سند کے کچھ تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے:

"(لطيفة) كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم رجل يقال له أبو دجانة، فكان إذا صلى الفجر خرج مستعجلا ولا يصبر حتى يسمع دعاء النبي صلى الله عليه وسلم، فقال له يوما: أليس لك إلى الله حاجة؟ فقال: بلى، فقال: فلم لا تقف حتى تسمع الدعاء؟ فقال: لي عذر يا رسول الله! قال: وما عذرك؟ فقال: إن داري ملاصقة لدار رجل، وفي داره نخلة، وهي مشرفة على داري، فإذا هب الهواء ليلا يقع من رطبها في داري، فإذا انتبه أولادي، وقد مسهم الضر من الجوع، فما وجدوه أكلوه، فأعجل قبل انتباههم، وأجمع ما وقع وأحمله إلى صاحب النخلة.

---

[1] إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المبين:۲۵۲/۳،دار إحياء الكتب العربية.

ولقد رأيت ولدي يوما قد وضع رطبة في فمه فأخرجتها بأصبعي من فيه، وقلت له: يا بني! لا تفضح أباك في الآخرة، فبكى لفرط جوعه، فقلت له: لو خرجت نفسك لم أدع الحرام يدخل إلى جوفك، وحملتها مع غيرها إلى صاحبها، فدمعت عينا النبي صلى الله عليه وسلم.

وسأل عن صاحب النخلة، فقيل له: فلان المنافق، فاستدعاه، وقال له: بعني تلك النخلة التي في دارك بعشرة من النخل، عروقها من الزبرجد الأخضر، وساقها من الذهب الأحمر، وقضبانها من اللؤلؤ الأبيض، ومعها من الحور العين بعدد ما عليها من الرطب، فقال له المنافق: ما أنا تاجر أبيع بنسيئة، لا أبيع إلا نقدا لا وعدا، فوثب أبو بكر الصديق رضي الله تعالى عنه وقال: هي بعشرة من النخيل في الموضع الفلاني، وليس في المدينة مثل تلك النخيل، ففرح المنافق، وقال: بعتك، قال: قد اشتريت، ثم وهبها لأبي دجانة.

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: قد ضمنت لك يا أبا بكر عوضها، ففرح الصديق، وفرح أبو دجانة رضي الله عنهما، ومضى المنافق إلى زوجته يقول: قد ربحت اليوم ربحا عظيما، وأخبرها بالقصة، وقال: قد أخذت عشرة من النخيل، والنخلة التي بعتها مقيمة عندي في داري أبدا، نأكل منها ولا نوصل منها شيئا إلى صاحبها، فلما نام تلك الليلة، وأصبح الصباح، وإذا بالنخلة قد تحولت بالقدرة إلى دار أبي دجانة، كأنها لم تكن في دار المنافق، فتعجب غاية العجب، وهذه معجزة سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وفي قدرة الله تعالى ما هو أعظم من ذلك".

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص تھا جن کو ابو دجانہ کہا جاتا تھا، جب بھی وہ نماز فجر ادا کرتے تو جلدی سے چلے جاتے، اور اتنا بھی نہ رکتے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا سن لیں، ایک دن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تمہیں اللہ کی حاجت نہیں ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم دعا کے سننے تک رک کیوں نہیں جاتے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا عذر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا عذر ہے؟ اس نے کہا میرا گھر ایک آدمی کے گھر کے ساتھ ملا ہوا ہے، اور اس کے گھر میں کھجور کا ایک درخت ہے، اور وہ میرے گھر کی طرف جھکا ہوا ہے، چنانچہ جب رات کو ہوا چلتی ہے تو اس کی کھجوریں میرے گھر میں گرتی ہیں، اور جب میرے بچے جاگ جاتے ہیں تو وہ بھوک سے بے تاب ہوتے ہیں، چنانچہ انھیں جو ملتا ہے کھا لیتے ہیں، اسی وجہ سے میں ان کے جاگنے سے پہلے جلدی جاتا ہوں، اور گری ہوئی کھجوروں کو جمع کر کے کھجور کے مالک کے گھر پہنچاتا ہوں۔

اور ایک دن میں نے اپنے لڑکے کو دیکھا کہ اس نے کھجور کو اپنے منہ میں رکھا تو میں نے اپنی انگلی کے ذریعہ اس کے منہ سے اس کھجور کو نکالا، اور میں نے اس کو کہا: اے میرے بیٹے! تو اپنے والد کو آخرت میں رسوا نہ کر، تو وہ بھوک کی شدت کی وجہ سے رونے لگا، میں نے اس کو کہا: اگرچہ تیری جان چلی جائے لیکن میں حرام کو تمہارے پیٹ میں داخل ہونے نہیں دوں گا، اور میں نے دیگر کھجوروں کے ساتھ یہ کھجور بھی درخت والے کو دے دی، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اور آپ ﷺ نے کھجور والے کے بارے میں پوچھا، بتایا گیا کہ فلاں منافق ہے، آپ ﷺ نے اسے بلایا اور اس سے فرمایا: اپنے اس گھر کے درخت کو ان دس

درختوں کے بدلے بیچ دیں جن کی جڑیں سبز زبرجد کی ہوں گی، جن کا تنا سرخ سونے کا ہوگا، اور جن کی ٹہنیاں سفید موتیوں کی ہوں گی، اور اس کے ساتھ اس درخت پر موجود کھجوروں کے برابر حور عینا بھی ہوں گی، منافق نے کہا: میں ادھار کے بدلے میں بیچنے والا تاجر نہیں ہوں، میں نقد بیچوں گا نہ کہ وعدے پر، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا: میں فلاں جگہ کے دس درختوں کے بدلے اس درخت کو خریدتا ہوں، اور مدینہ میں ایسے درخت نہیں تھے، منافق خوش ہوگیا اور کہا کہ میں نے بیچ دیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے خرید لیا، اور پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کر دیا۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! میں تمہارے لئے اس کے بدلہ کا ضامن ہوں، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہ خوش ہوگئے، اور منافق اپنی بیوی کے پاس جا کر کہنے لگا: آج میں نے بہت بڑا نفع کمایا ہے، اور اس واقعہ کی خبر دی، اور کہنے لگا: میں نے دس کھجور کے درخت لے لئے ہیں، اور جو کھجور کا درخت بیچا ہے وہ تو ہمارے گھر میں ہی ہمیشہ رہے گا، اور ہم اس سے کھاتے رہیں گے، اور اس سے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو کچھ بھی نہیں دیں گے، اور جب وہ رات کو سویا، اور صبح ہوئی تو دیکھا کہ کھجور کا درخت اللہ کی قدرت سے ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے گھر منتقل ہو چکا تھا، گویا کہ وہ منافق کے گھر میں ہی نہیں تھا، اس منافق کو انتہائی تعجب ہوا، یہ ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے بھی بڑی ہے۔

اسی طرح یہی روایت علامہ شمس الدین محمد بن عمر سفیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "المجالس الوعظية"[1] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

---

[1] المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري:۲/۱۰۰، ت:أحمد فتحي عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
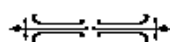
روایت نمبر (۲)

روایت: ''آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''نصرت بالشباب''.
میری مدد جوانوں سے کی گئی''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت آگے آرہی ہے۔
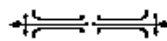
روایت نمبر (۳)

روایت: ’’آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ’’أوصيكم بالشباب خيرا، فإنهم أرق أفئدة، إن الله بعثني بشيرا ونذيرا، فحالفني الشباب وخالفني الشيوخ، ثم قرأ: ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾. میں تمہیں جوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ ان کے دل زیادہ نرم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، پھر جوانوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا، اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ’’پھر ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، پھر ان کے دل سخت ہو گئے‘‘۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو منصور عبد الملک ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۳۰ھ) نے ’’الظرائف‘‘[1] میں یہ روایت بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

’’في الحديث المرفوع: أوصيكم بالشباب خيرا، فإنهم أرق أفئدة، إن الله بعثني بشيرا ونذيرا، فحالفني الشباب وخالفني الشيوخ، ثم قرأ: ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾.

مرفوع حدیث میں ہے: میں تمہیں جوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ وہ دل کے زیادہ نرم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے خوش خبری سنانے والا

[1] الظرائف واللطائف واليواقيت في بعض المواقيت: ص:۳۵٦، ت: ناصر محمدي محمد جاد، دار الكتب والوثائق القومية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٣٠هـ.

اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، پھر جوانوں نے مجھ سے عہد و پیمان کیا، اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "پھر ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، پھر ان کے دل سخت ہو گئے"۔

یہی روایت علامہ اسماعیل حقی استنبولی رحمہ اللہ نے بھی بلا سند "روح البیان"[1] میں نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---
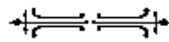
[1] روح البیان: ۵۷/۷، دار إحياء التراث العربي - بيروت.

علامہ اسماعیل استنبولی رحمہ اللہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقد أثنى عليهم رسول الله عليه السلام خيرا حيث قال: (أوصيكم بالشبان خيرا ثلاثا، فانهم أرق أفئدة، ألا! وإن الله أرسلني شاهدا ومبشرا ونذيرا، فخالصني الشبان وخالفني الشيوخ)".

روایت نمبر(۴)

روایت: مکھی کا رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر نہ بیٹھنا۔

حکم: علامہ دُلجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے‘‘، علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’یہ ان روایات میں سے ہے جن کو ابن سبُع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، مگر محدثین کا کہنا ہے: یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا روایت کرنے والا کون ہے‘‘، الحاصل یہ روایت سنداً نہیں ملتی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے، اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’الشفاء‘‘[1] میں بغیر سند کے ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

’’وأن الذباب كان لايقع على جسده، ولا ثيابه‘‘. مکھی نہ آپ ﷺ کے جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ آپ کے کپڑوں پر۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت حافظ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے ’’غاية السول‘‘[2] میں علامہ ابو العباس احمد بن محمد لخمی عَزَفی سَبتی (المتوفی ۶۳۳ھ) کے حوالہ سے، علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] الشفاء بتعريف حقوق المصطفى: ۳۶۸/۱، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱۳۹۹هـ.

[2] غاية السول في خصائص الرسول: ص: ۳۰۳، ت: عبد الله بحر الدين عبد الله، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٤هـ.

نے ”حیاۃ الحیوان“[1] میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”مرقاۃ“[2] میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شرح الزرقاني“[3] میں علامہ خطیب ابو الربیع سلیمان بن سبُع سَبْتی کی ”شفاء الصدور“[4] اور ”تاریخ ابن نجار“ کے حوالہ سے، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الخصائص الکبری“[5] میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ، سبتی اور ابن سبُع کے حوالہ سے، علامہ تقی الدین مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إمتاع الأسماع“[6] میں اور

---

[1] حياة الحيوان الكبرى: ٤٩١/١، ت: أحمد حسن بسج، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

[2] مرقاة المفاتيح: ٦٧/٨، ت: جمال عيتاني، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[3] شرح الزرقاني على المواهب: ٢٤/١، ت: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

[4] خطیب ابو الربیع ابن سبُع رحمۃ اللہ علیہ کی ”شفاء الصدور فی اعلام نبوۃ الرسول“ کے بارے میں حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ”الاعلان بالتوبیخ“ میں فرماتے ہیں: ”شفاء الصدور في مجلدات، واختصره بعض الأئمة، وفيه مناكير كثيرة“. ”شفاء الصدور“ کئی جلدوں میں ہے، بعض ائمہ نے اس کا اختصار کیا ہے، اور اس میں بہت سی مناکیر ہیں۔(الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: ص: ١٥٨، ت: صالح أحمد العلي، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ).

علامہ ابن نحاس رحمۃ اللہ علیہ ”مشارع الاشواق“ میں لکھتے ہیں: ”ووقفت عليه بثغر الإسكندرية في نحو أربعة أسفار يشتمل على أحاديث في فضائل الأعمال، قد وضع فيه مؤلفه من عجائب الغرائب أصولا وفروعا، وجمع فيه ما دب ودرج، فأوعب وأوعى أحاديثه، عرية عن الإسناد، خالية من التصحيح والتضعيف عما يراد، اخترت منه جملة اتبعت الرخصة في نقلها، وخرجت من عهدها بعزوها إلى أصلها“. میں اسکندریہ کی سرحد پر اس پر واقف ہوا تھا، یہ تقریباً چالیس اجزاء پر مشتمل کتاب ہے، اس میں فضائل اعمال پر مشتمل احادیث ہیں، اور مؤلف نے کتاب میں عجیب وغریب اصول وفروع کو جمع کر رکھا ہے، مؤلف نے اس میں زندہ مردہ اکٹھی کر دی ہے، مؤلف نے کتاب میں احادیث اس حالت میں جمع و محفوظ کی ہیں کہ وہ اسناد سے خالی ہیں، مقصودی تصحیح وتضعیف سے مجرد ہیں، میں نے اس کتاب سے اتباع رخصت میں کچھ منتخب کیا ہے، اور میں منتخب مجموعہ کو اس کی اصل کی جانب منسوب کر کے ذمہ داری سے بری ہو گیا ہوں۔(مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق ومثير الغرام إلى دار السلام: ٧٤/١، ت: إدريس محمد علي ومحمد خالد إسطنبولي، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ).

[5] الخصائص الكبرى: ١١٧/١، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.

[6] إمتاع الأسماع: ٣٢٣/١٠، ت: محمد عبد الحميد النميسي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

”امتاع الاسماع“ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”قال[كذا في الأصل] العزفي السبتي في كتاب (أعذب الموارد وأطيب الموالد) وقال ابن سبع في كتاب (الشفا): أنه صلى الله عليه وسلم لم يقع على ثيابه ذباب قط. قال الإمام أبو

علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "سبل الهدى"[1] میں ابن سبع اور سبتی کے حوالہ سے، اور علامہ حسین بن محمد دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ نے "تاريخ الخميس"[2] میں، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "جمع الوسائل"[3] میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے زیر بحث روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے، اسی طرح علامہ نور الدین حلَبی رحمۃ اللہ علیہ نے "السيرة الحلَبية"[4] میں بغیر سند کے ذکر کی ہے۔

روایت پر ائمہ کا کلام

علامہ دُلَجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ دُلَجی رحمۃ اللہ علیہ "الاصطفا"[5] میں زیر بحث روایت ذکر کرکے فرماتے ہیں: "ولا علم لي من رواه". میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ "شرح الشفا"[6] میں زیر بحث روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

الحسن علي بن أحمد بن إبراهيم التجيبي الحراني رحمه الله: ولذلك لبد صلى الله عليه وسلم رأسه في الاحرام بالعسل، لما كان آمنا من نزول الذباب عليه، ويقال: أنه لم يتسخ له ثوب قط، ولا يقمل له ثوب قط".

[1] سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: ٤٧١/١٠،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

[2] تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس: ٢١٠/١،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ.

[3] جمع الوسائل في شرح الشمائل: ١٧٥/١،دار المعرفة ـ بيروت.

[4] السيرة الحلبية: ٣٣٩/٣،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر ـ مصر،الطبعة ١٣٩٣هـ.

[5] الاصطفا لبيان معاني الشفا:ص:٢٢٩،مخطوط.

[6] شرح الشفا: ٧٥٥/١،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

"قال الدلَجي: لا علم لي بمن رواه، انتهى، وقال الحلَبي: نقل أيضا بعض مشايخي فيما قرأته عليه بالقاهرة عن ابن سبُع: أنه لم يقع على ثيابه ذباب قط، قلت: فعلى جسده بالأولى كما لا يخفى".

دَلجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے، انتہی، حلَبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قاہرہ میں اپنے بعض مشائخ پر پڑھا تھا، انہوں نے مجھے ابن سبُع کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی، میں کہتا ہوں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر بطریق اولی نہیں بیٹھی ہو گی، جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ "نسیم الریاض"[1] میں زیر بحث روایت کے تحت فرماتے ہیں:

---

[1] نسيم الرياض: ٣٣٥/٤، ت: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وهذا مما قاله ابن سبُع أيضا إلا أنهم قالوا: لا يعلم من روى هذا، والذباب واحده ذبابة، قيل: إنه سمي به لأنه كلما ذب آب، أي: كلما طرد رجع، وهذا مما أكرمه الله تعالى به، لأنه طهره من جميع الأقذار، وهو مع استقذاره قد يجيء من مستقذر.

قيل: وقد نقل مثله عن ولي الله العارف به الشيخ عبد القادر الجيلاني، ولا بعد فيه، لأن معجزات الأنبياء قد تكون كرامة لأولياء أمته، وفي رباعية لي:

من أكرم مرسل عظيم حلا ۔۔۔ لم تدن ذبابة إذا ما حلا

هذا عجب ولم يذق ذو نظر ۔۔۔ في الموجودات من حلاه أحلا

وتظرف بعض العلماء العجم، فقال: محمد رسول الله ليس فيه حرف منقوط، لأن الموجودات النقط تشبه الذباب، فصين اسمه ونعته عنه كما قلت في مدحه صلى الله تعالى عليه وسلم:

لقد ذب الذباب فليس يعلو ۔۔۔ رسول الله محمودا محمد

ونقط الحرف يحكيه بشكل ۔۔۔ لذاك الخط عنه قد تجرد".

"وهذا مما قاله ابن السبع أيضا، إلا أنهم قالوا: لا يعلم من روى هذا".

یہ ان روایات میں سے ہے جس کو ابن سبُع نے بیان کیا ہے، مگر محدثین کا کہنا ہے: یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا روایت کرنے والا کون ہے۔

علامہ محبی رحمۃ اللہ علیہ نے "خلاصة الأثر"[1] میں علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اکتفاء کیا ہے۔

تحقیق کا خلاصہ اور روایت کا حکم

علامہ دُلجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے"، علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ ان روایات میں سے ہے جن کو ابن سبُع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، مگر محدثین کا کہنا ہے: یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا روایت کرنے والا کون ہے"، الحاصل یہ روایت سنداً نہیں ملتی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے، اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ

بعض سیر کی کتب سے پسوں، جوں وغیرہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر بیٹھنا معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تکلیف کا ذریعہ نہیں بنتے تھے، ملاحظہ ہو:

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ "المواهب اللدنية"[2] میں فرماتے ہیں:

---

[1] خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: ۳۳۵/۱، المطبعة الوهبية ـ مصر، الطبعة ۱۲۸٤هـ۔

[2] المواهب اللدنية: ٤٤٨/۲، ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲٥هـ۔

”وقال ابن سبُع في الشفاء والسبتي في أعذب الموارد وأطيب الموالد: لم يكن القمل يؤذيه تعظيما له وتكريما صلى الله عليه وسلم، لكن يشكل عليه ما رواه أحمد، والترمذي في الشمائل عن عائشة رضي الله عنها: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفلي ثوبه، ويحلب شاته، ومن لازم التفلي وجود شيء يؤذي في الجملة، إما قملا أو برغوثا أو نحو ذلك .

ويمكن أن يجاب: بأن التفلي لاستقذار وجود ما علق بثوبه الشريف من غيره، ولو لم يحصل منه أذى في حقه صلى الله عليه وسلم، وهذا فيه بحث، لأن أذى القمل هو غذاؤه من البدن على ما أجرى الله العادة، وإذا امتنع الغذاء لا يعيش الحيوان عادة“.

ابن سبُع نے ”الشفاء“ میں اور سبتی نے ”اعذب الموارد واطیب الموالد“ میں کہا ہے: آپ ﷺ کے اعزاز واکرام کی وجہ سے جوئیں آپ ﷺ کو تکلیف نہیں دیتی تھیں، لیکن اس پر اشکال ہوتا ہے جو احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ”شمائل“ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کپڑے سے جوئیں چنتے تھے، اور بکری کا دودھ دوہتے تھے[1]، کسی چیز کا چننا ایسی چیز کے وجود پر دلالت ہے جو فی الجملہ تکلیف دینے کا ذریعہ ہو، یا تو وہ جوں ہو گی یا پسو یا اس جیسی کوئی اور چیز۔

---

[1] ”مسند احمد“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”حدثنا حماد بن خالد، قال: حدثنا ليث بن سعد، عن معاوية بن صالح، عن يحيى بن سعيد، عن القاسم، عن عائشة، قالت: سئلت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل في بيته؟ قالت: كان بشرا من البشر، يفلي ثوبه، ويحلب شاته، ويخدم نفسه“ (مسند أحمد:٢٦٣/٤٣،رقم:٢٦١٩٤، ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

اس کا یہ جواب دینا ممکن ہے کہ یہ چننا اس کراہت کی وجہ سے تھا کہ دوسروں سے منتقل ہو کر کوئی چیز آپ ﷺ کے لباس شریف سے چمٹ گئی ہوگی، اگرچہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کو ان سے کوئی تکلیف نہ پہنچتی ہو، اس جواب میں بحث ہے، اس لئے کہ جوؤں کا تکلیف دینا اللہ تعالیٰ کی جانب سے (ان کے لئے) جاری کردہ عادت کے مطابق دراصل ان کا بدن سے اپنی غذا حاصل کرنا ہے، اور جب غذا ختم جائے تو جانور عام طور پر زندہ نہیں رہ سکتا۔

علامہ دیار بکری رحمہ اللہ نے "تاریخ الخمیس"[1] میں علامہ قسطلانی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ مناوی رحمہ اللہ "فیض القدیر"[2] میں فرماتے ہیں:

"(كان يفلي ثوبه) بفتح فسكون من فلى يفلي كرمى يرمي، ومن لازم التفلي وجود شيء يؤذي في الجملة كبرغوث وقمل، فدعوى أنه لم يكن القمل يؤذيه ولا الذباب يعلوه دفعت بذلك، وبعدم الثبوت ومحاولة الجمع بأن ما علق بثوبه من غيره لا منه ردت، بأنه نفي أذاه، وأذاه غذاؤه من البدن، وإذا لم يتغذ لم يعش".

(کان یفلی ثوبہ) فاء کے سکون کے ساتھ، یہ فلی یفلی سے مشتق ہے، جیسے رمی یرمی، اور فی الجملہ موذی چیز کا موجود ہونا چننے کے لوازمات میں سے ہے، جیسے پسو اور جوئیں، چنانچہ یہ کہنا کہ آپ ﷺ کو نہ جوئیں تکلیف دیتی تھیں، اور نہ

---

[1] تاريخ الخميس في أحوال أنفس نفيس: ۲۱۰/۱، الطبعة الوهبية۔ مصر، الطبعة ۱۲۸۳ھ۔

[2] فيض القدير: ۲۳٦/۵، رقم: ۷۱۲۱، دار المعرفة ۔ بيروت، الطبعة الثانية ۱۳۹۱ھ۔

مکھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر آتی تھی، یہ دعوی اس حدیث کی وجہ سے مردود ہے، نیز اس کے ثابت نہ ہونے اور اس امر کے محال ہونے کی وجہ سے یہ بات مردود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں کو لگی ہوئی اشیاء دوسروں کے پاس سے آئی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ ہوں، اس کا محال ہونا اس بناء پر ہے کہ اس حدیث میں اس کے ایذاء پہنچانے کی نفی ہے، اور پسو اور جوں کا اذیت دینا اس کا بدن سے خون حاصل کرنا ہے، اور اگر وہ خون نہ لے تو زندہ نہیں رہ سکتے۔

علامہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "لمعات التنقيح"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقوله: (يفلي ثوبه) في (القاموس): فلا رأسه يفلي: بحثه عن القمل، وكذلك في (الصحاح) وغيره بهذا فسروه، ولكن نقل في (المواهب) عن بعض العلماء: لم يقع في ثوبه صلى الله عليه وسلم قمل قط، ولم يصل من بدنه الشريف على ثوبه دنس، ونقل عن الإمام فخر الدين الرازي: لم يجلس عليه صلى الله عليه وسلم ذباب، ولم تؤذه بقة، ولكن لما كان من لازم التفلي وجود شيء من المؤذيات كالقمل أو البرغوث وأمثالهما لم يكن بد من القول: يتعلق شيء منها بثوبه ولو من خارج لا من بدنه، والله أعلم".

قولہ (یفلی ثوبہ) قاموس میں ہے: فلا رأسہ یفلی، اس نے اپنے سر سے جوں نکالی، اور اسی طرح صحاح وغیرہ نے اس کی یہی تفسیر کی ہے، لیکن "مواہب" میں بعض علماء سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں کبھی بھی جوں نہیں آئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن شریف سے آپ کے کپڑے کبھی بھی میلے

---

[1] لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: ۳۱۱/۹، ت: تقي الدين الندوي، دار النوادر ــ دمشق، الطبعة الأولى ۱٤۳٥ھ.

نہیں ہوئے، اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکھی نہیں بیٹھی تھی، اور کھٹمل / پسو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت نہیں دیتے تھے، (شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) لیکن جب چننے کے لوازمات میں سے ہے کہ کوئی موذی چیز جیسے جوں یا پسو اور ان جیسی چیز میں سے کچھ موجود ہوتا تھا، تو یہ کہنا ضروری ہوا کہ ان میں سے کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں سے چمٹ جاتی تھی، اگرچہ وہ باہر کسی کی جانب سے ہو، خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن سے نہ ہو، واللہ اعلم۔
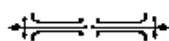
روایت نمبر ⑤

روایت: ایک گناہگار کی زبان سے کروٹ بدلنے کے دوران "یارب" کا لفظ نکلنا، اور اس پر اللہ تعالی کا اس کی بخشش فرمانا۔

"حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک بندہ بڑا گنہگار تھا، اس کا نامۂ اعمال گناہوں سے سیاہ ہو چکا تھا، ایک مرتبہ اس نے نیند کے دوران کروٹ بدلی اور اس کی زبان سے "یارب" کا لفظ نکلا، اس کے بعد اس کو پھر نیند آگئی، اس کے نامۂ اعمال میں صرف "یارب" کا لفظ لکھا ہوا تھا، اللہ تعالی نے فرشتوں سے پوچھا: اے میرے فرشتو! تم نے اس کے نامۂ اعمال میں "یارب" کیوں لکھا ہے؟ فرشتوں نے کہا: اے اللہ! اس نے صرف یہی لفظ پکارا تھا اور پھر سو گیا تھا، اس لئے ہم نے صرف یہی لکھ دیا، اللہ تعالی نے فرمایا: اے میرے فرشتو! میں علام الغیوب ہوں، مجھے پتہ تھا کہ یہ مجھ سے کیا مانگتا ہے، اصل میں اس نے یارب اس لئے کہا تھا کہ یہ مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہتا تھا، اس وقت اس پر نیند غالب آگئی، جس کی وجہ سے یہ سو گیا تھا، میں نے اس کے دل کے ارادے پر اس کے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
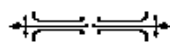
روایت نمبر (۶)

روایت: خطبۂ جمعہ میں خطیب کے چہرے کی طرف دیکھنے پر میدان مزید میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہونا۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اور ایسی خبر صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

زیر بحث روایت کے مضمون پر مشتمل ایک روایت ہے جسے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب الرؤیۃ"[1] میں موقوفاً تخریج کیا ہے، اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثنا أحمد بن سلمان بن الحسن قال: قرئ على محمد بن إسماعيل السلمي وأنا أسمع، حدثنا نعيم بن حماد، حدثنا ابن المبارك، أخبرنا المسعودي، عن المنهال بن عمرو، عن أبي عبيدة، عن عبد الله بن مسعود، قال: سارعوا إلى الجمعة، فإن الله عز وجل يبرز لأهل الجنة في كل جمعة، في كثب من كافور، فيكونون في قربهم منه، على قدر تسارعهم إلى الجمعة في الدنيا".

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جمعہ کی طرف سبقت کرو، کیونکہ

[1] كتاب الرؤية: ص: ٢٦٨، رقم: ١٦٥، ت: إبراهيم محمد العلي وأحمد فخري الرفاعي، مكتبة المنار ـ الأردن.

اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کو کافور کے ٹیلوں میں جنت والوں کے سامنے جلوہ افروز ہوں گے، لہذا جو شخص دنیا میں جمعہ کے لئے جتنا جلدی جائے گا وہ لوگوں میں اسی کے بقدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریب ہوگا۔

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ "مجموع الفتاوی"[1] میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

"فروى الدارقطني بإسناد صحيح عن ابن المبارك...". "دارقطنی رحمہ اللہ نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے طریق سے اسناد صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے..."[2]۔

---

[1] مجموع الفتاوى:٤٠٣/٦،ت:عبد الرحمن بن محمد قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

[2] مجموع الفتاوى:٤٠١/٦،ت:عبد الرحمن بن محمد قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٤٢٥هـ.

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "حديث: رؤية المؤمنين ربهم في الجنة في مثل يوم الجمعة من أيام الدنيا. رواه أبو الحسن الدارقطني في كتابه في الرؤية، وما علمنا أحدا جمع في هذا الباب أكثر من كتاب أبي بكر الآجري وأبي نعيم الحافظ الأصبهاني. رواه من حديث أنس مرفوعا، ومن حديث ابن مسعود موقوفا، ورواه ابن ماجه من حديث ابن مسعود مرفوعا. فأما حديث أنس، فرواه الدارقطني من خمس طرق أو ست طرق في غالبها، إن الرؤية تكون بمقدار صلاة الجمعة في الدنيا، وصرح في بعضها: بأن النساء يرينه في الأعياد. وأما حديث ابن مسعود ففي جميع طرقه مرفوعها وموقوفها التصريح بذلك، وإسناد حديث ابن مسعود أجود من جميع أسانيد هذا الباب، ورواه أبو عبد الله بن بطة في الإبانة بإسناد آخر من حديث أنس أجود من غيره، وذكر فيه، وذلك مقدار انصرافكم من الجمعة، ورواه أبو أحمد بن عدي من حديث صالح بن حيان، عن ابن بريدة، عن أنس، وما أعلم لفظه، ورواه أبو عمرو الزاهد بإسناد آخر، لم يحضرني لفظه، ورواه أبو العباس السراج حدثنا علي بن أشيب، حدثنا أبو بدر، حدثنا زياد بن خيثمة، عن عثمان بن مسلم، عن أنس بن مالك، وليس فيه الزيادة، ورواه أبو يعلى الموصلي في مسنده عن شيبان بن فروخ، عن الصعق بن حزن، عن علي بن الحكم البناني، عن أنس نحوه، ولا أعلم لفظه، ورواه أبو بكر البزار وأبو بكر الخلال وابن بطة من حديث حذيفة بن اليمان مرفوعا، ولم يذكر فيه هذه الزيادة، لكن قال في آخره: فلهم في كل سبعة أيام الضعف على ما كانوا فيه، قال: وذلك قول الله في كتابه: "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ". ورواه الآجري وابن بطة أيضا مرفوعا من حديث ابن عباس وفيه: وأقربهم

منه مجلسا أسرعهم إليه يوم الجمعة، وأبكرهم غدوا، وله طريق آخر من حديث أبي هريرة، ورواه الترمذي وابن ماجه من حديث عبد الحميد ابن أبي العشرين، عن الأوزاعي، عن حسان بن عطية، عن أبي هريرة، وقال الترمذي: هذا حديث لا نعرفه إلا من هذا الوجه، وقد روى سويد بن عمرو عن الأوزاعي شيئا من هذا، وقالوا: ورواه سويد بن عبد العزيز عن الأوزاعي قال: قال: حديث عن سعيد، وروي أيضا معناه عن كعب الأحبار موقوفا، وفيه معنى الزيادة، وأصل حديث سوق الجنة، قد رواه مسلم في صحيحه، ولم يذكر فيه الرؤية.

وهذه الأحاديث عامتها إذا جرد إسناد الواحد منها لم يخل عن مقال قريب أو شديد، لكن تعددها وكثرة طرقها يغلب على الظن ثبوتها في نفس الأمر، بل قد يقتضي القطع بها، وأيضا فقد روي عن الصحابة و التابعين ما يوافق ذلك، ومثل هذا لا يقال بالرأي: وإنما يقال بالتوقيف: **فروى الدارقطني بإسناد صحيح عن ابن المبارك، أخبرنا المسعودي، عن المنهال بن عمرو، عن أبي عبيدة، عن عبد الله بن مسعود، قال: سارعوا إلى الجمعة، فإن الله يبرز لأهل الجنة في كل جمعة في كثيب من كافور، فيكونون في قرب منه على قدر تسارعهم إلى الجمعة في الدنيا،** وأيضا بإسناد صحيح إلى شبابة بن سوار، عن عبد الرحمن بن عبد الله المسعودي، عن المنهال بن عمرو، عن أبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود، عن عبد الله بن مسعود، قال: سارعوا إلى الجمعة، فإن الله عز وجل يبرز لأهل الجنة في كل يوم جمعة في كثيب من كافور أبيض، فيكونون في الدنو منه على مقدار مسارعتهم في الدنيا إلى الجمعة، فيحدث لهم من الكرامة شيئا، لم يكونوا رأوه فيما خلا، قال: وكان عبد الله بن مسعود لا يسبقه أحد إلى الجمعة، قال: فجاء يوما، وقد سبقه رجلان، فقال: رجلان وأنا الثالث، إن الله يبارك في الثالث، ورواه ابن بطة بإسناد صحيح من هذا الطريق، وزاد فيه: ثم يرجعون إلى أهليهم فيحدثونهم بما قد أحدث لهم من الكرامة شيئا، لم يكونوا رأوه فيما خلا، هذا إسناد حسن، حسنه الترمذي وغيره، ويقال: إن أبا عبيدة لم يسمع من أبيه، لكن هو عالم بحال أبيه متلق لآثاره، من أكابر أصحاب أبيه، وهذه حال متكررة من عبد الله رضي الله عنه، فتكون مشهورة عند أصحابه، فيكثر المتحدث بها، ولم يكن في أصحاب عبد الله من يتهم عليه حتى يخاف أن يكون هو الواسطة، فلهذا صار الناس يحتجون برواية ابنه عنه، وإن قيل: إنه لم يسمع من أبيه.

وقد روي هذا عن ابن مسعود من وجه آخر، رواه ابن بطة في الإبانة بإسناد صحيح، عن الوليد بن مسلم، عن ثور بن يزيد، عن عمرو بن قيس إلى عبد الله بن مسعود، قال: إن الله يبرز لأهل جنته في كل يوم جمعة في كثيب من كافور أبيض، فيكونون في الدنو منه كتسارعهم إلى الجمعة، فيحدث لهم من الحياة والكرامة ما لم يروا قبله، وروي عن ابن مسعود من وجه ثالث رواه سعيد في سننه: حدثنا فرج بن فضالة، عن علي بن أبي طلحة، عن ابن مسعود، أنه كان يقول: بكروا في الغدو في الدنيا إلى الجمعات، فإن الله يبرز لأهل الجنة في كل يوم جمعة على كثيب من كافور أبيض، فيكون الناس منه في الدنو كغدوهم في الدنيا إلى الجمعة، وهذا الذي أخبر به ابن مسعود أمر لا يعرفه إلا نبي أو من أخذه عن نبي، فيعلم بذلك أن ابن مسعود أخذه عن النبي صلى الله عليه وسلم، ولا يجوز أن يكون أخذه عن أهل الكتاب لوجوه: أحدها: أن الصحابة قد

روایت نمبر (۷)

روایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں بیٹھے فیصلے فرمار ہے تھے کہ اسی دوران ایک نوجوان کو دو نوجوان خوبصورت لباس پہنے گھسیٹ کر لائے، اور کہا کہ ہمارے والد باغ میں کام کر رہے تھے، اس شخص نے ہمارے والد کو قتل کر دیا ہے، ہمیں قصاص چاہئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اس نوجوان نے قتل کا اقرار کیا، اور قتل کرنے کی وجہ بیان کی، پھر نوجوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن کی مہلت مانگی کہ میرے پاس میرے بھائی کی امانت رکھی ہوئی ہے، میں اس کو واپس کر کے آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ اس کی کوئی ضمانت لیتا ہے، پھر نوجوان کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنا کفیل بنانا، تیسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر نوجوان نے تاخیر کی تو میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے متعلق وہ کر گزروں گا جس کا اسلامی شریعت تقاضہ کرتی ہے، حاضرین لمبی لمبی سانس لینے لگے، شور وشغب بڑھ گیا، ہچکیاں بڑھ گئیں، بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان دو نوجوانوں کو دیت کی پیش کش کی، لیکن وہ

نهوا عن تصديق أهل الكتاب فيما يخبرونهم به، فمن المحال أن يحدث ابن مسعود رضي الله عنه بما أخبر به اليهود على سبيل التعليم، ويبني عليه حكما، الثاني: أن ابن مسعود رضي الله عنه خصوصا كان من أشد الصحابة رضي الله عنهم إنكارا لمن يأخذ من أحاديث أهل الكتاب، الثالث: أن الجمعة لم تشرع إلا لنا، والتبكير فيها ليس إلا في شريعتنا، فيبعد مثل أخذ هذا عن الأنبياء المتقدمين. ويبعد أن اليهودي يحدث بمثل هذه الفضيلة لهذه الأمة، وهم الموصوفون بكتمان العلم، والبخل به، وحسد هذه الأمة، ورواه ابن ماجة في سننه من وجه آخر مرفوعا إلى النبي صلى الله عليه وسلم عن علقمة، قال: خرجت مع عبد الله بن مسعود إلى الجمعة، فوجد ثلاثة قد سبقوه، فقال: رابع أربعة، وما رابع أربعة ببعيد، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الناس يجلسون من الله يوم الجمعة على قدر رواحهم إلى الجمعة الأول والثاني والثالث، ثم قال: رابع أربعة، وما رابع أربعة ببعيد".

دونوں مقتول کے خون کا بدلہ لینے پر ہی اصرار کرتے رہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بے چین ہوگئے، اور ابوذر رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے ہوئے چیخ وپکار کرنے لگے، اچانک وہ نوجوان آگیا، پھر ان دو نوجوانوں نے اپنے والد کے قاتل کو معاف کردیا۔

حکم: ذکر کردہ حکایت میں موجود نکارت اہل نظر پر مخفی نہیں، خصوصاً حکایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے نہ آنے کی صورت میں ان کے کفیل حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر قصاص جاری کردیا جاتا، اور یہ فیصلہ دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تھا، حالانکہ مسلمہ امر ہے کہ اس صورت میں کفیل پر صرف دیت واجب ہوتی ہے، الحاصل زیر بحث حکایت کو ذکر کردہ سیاق کے ساتھ بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیے، واللہ اعلم۔

روایت کا مصدر

علامہ محمد دیاب اتلیدی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۱۰۰ھ) نے "إعلام الناس"[1] میں زیر بحث روایت بلا سند ان الفاظ سے ذکر کی ہے:

"قال شرف الدين حسين بن ريان: أغرب ما سمعته من الأخبار، وأعجب ما نقلته عن الأخيار، ممن كان يحضر مجلس عمر بن الخطاب أمير المؤمنين، ويسمع كلامه، قال: بينما الإمام جالس في بعض الأيام، وعنده أكابر الصحابة، وأهل الرأي والإصابة، وهو يقول في القضايا، ويحكم بين الرعايا، إذ أقبل شاب نظيف الأثواب، يكتنفه شابان من أحسن الشبان، نظيفا الثياب، قد جذباه وسحباه وأوقفاه بين يدي أمير المؤمنين، ولبباه،

[1] إعلام الناس بما وقع للبرامكة مع بني العباس: ص: ۱۱، ت: محمد أحمد عبد العزيز سالم، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

فلما وقفوا بين يديه، نظر إليهما وإليه، فأمرهما بالكف عنه، فأدنياه منه وقالا: يا أمير المؤمنين! نحن أخوان شقيقان، جديران باتباع الحق حقيقان، كان لنا أب شيخ كبير، حسن التدبير، معظم في قبائله، منزه عن الرذائل، معروف بفضائله، ربانا صغارا، وأعزنا كبارا، وأولانا نعما غزارا، كما قيل:

لنا والد لو كان للناس مثله　　أب آخر أغناهم بالمناقب

خرج اليوم إلى حديقة له يتنزه في أشجارها، ويقطف يانع ثمارها، فقتله هذا الشاب، وعدل عن طريق الصواب، ونسألك القصاص بما جناه، والحكم فيه بما أراك الله.

قال الراوي: فنظر عمر إلى الشاب وقال له: قد سمعت، فما الجواب؟ والغلام مع ذلك ثابت الجأش، خال من الاستيحاش، قد خلع ثياب الهلع، ونزع جلباب الجزع، فتبسم عن مثل الجمان، وتكلم بأفصح لسان، وحياه بكلمات حسان، ثم قال: يا أمير المؤمنين! والله! لقد وعيا ما ادعيا، وصدقا فيما نطقا وخبرا بما جرى، وعبرا بما ترى، وسأنهي قصتي بين يديك والأمر فيها إليك.

اعلم يا أمير المؤمنين! أني من العرب العرباء، أبيت في منزل البادية، وأصيح على أسود السنين العادية، فأقبلت إلى ظاهر هذا البلد بالأهل والمال والولد، فأفضت بي بعض طرائقها، إلى المسير بين حدائقها، بنياق حبيبات إلي، عزيزات علي، بينهن فحل كريم الأصل، كثير النسل، مليح الشكل، حسن النتاج، يمشي بينهن كأنه ملك عليه تاج، فدنت بعض النوق إلى

حديقة قد ظهر من الحائط شجرها، فتناولته بمشفرها، فطردتها من تلك الحديقة .

فإذا شيخ قد زمجر، وزفر، وتسور الحائط، وظهر وفي يده اليمنى حجر، يتهادى كالليث إذا خطر، فضرب الفحل بذلك الحجر، فقتله وأصاب مقتله، فلما رأيت الفحل قد سقط لجنبه وانقلب، توقدت في جمرات الغضب، فتناولت ذلك الحجر بعينه، فضربته به، فكان سبب حينه، ولقي سوء منقلبه، والمرء مقتول بما قتل به بعد أن صاح صيحة عظيمة، وصرخ صرخة أليمة فأسرعت من مكاني فلم يكن بأسرع من هذين الشابين، فأمسكاني وأحضراني كما تراني .

فقال عمر: قد اعترفت بما اقترفت، وتعذر الخلاص، ووجب القصاص، ولات حين مناص، فقال الشاب: سمعا لما حكم به الإمام، ورضيت بما اقتضته شريعة الإسلام، لكن لي أخ صغير، كان له أب كبير، خصه قبل وفاته بمال جزيل، وذهب جليل، وأحضره بين يدي، وأسلم أمره إلي، وأشهد الله علي، وقال: هذا لأخيك عندك، فاحفظه جهدك، فاتخذت لذلك مدفنا، ووضعته فيه، ولا يعلم به إلا أنا، فإن حكمت الآن بقتلي، ذهب الذهب، وكنت أنت السبب، وطالبك الصغير بحقه، يوم يقضي الله بين خلقه، وإن أنظرتني ثلاثة أيام، أقمت من يتولى أمر الغلام، وعدت وافيا بالذمام، ولي من يضمنني على هذا الكلام .

فأطرق عمر، ثم نظر إلى من حضر، وقال: من يقوم على ضمانه والعود

إلى مكانه؟ قال: فنظر الغلام إلى وجوه أهل المجلس الناظرين، وأشار إلى أبي ذر دون الحاضرين، وقال: هذا يكفلني ويضمنني، قال عمر: يا أبا ذر! تضمنه على هذا الكلام؟ قال: نعم، أضمنه إلى ثلاثة أيام، فرضي الشابان بضمانة أبي ذر وأنظراه ذلك القدر، فلما انقضت مدة الإمهال وكاد وقتها يزول أو قد زال، حضر الشابان إلى مجلس عمر، والصحابة حوله كالنجوم حول القمر، وأبو ذر قد حضر والخصم ينتظر، فقالا: أين الغريم يا أبا ذر؟ كيف يرجع من فر، لا تبرح من مكاننا حتى تفي بضماننا.

فقال أبو ذر: وحق الملك العلام، إن انقضى تمام الأيام، ولم يحضر الغلام، وفيت بالضمان وأسلمت نفسي، وبالله المستعان، فقال عمر: والله! إن تأخر الغلام، لأمضين في أبي ذر، ما اقتضته شريعة الإسلام، فهمت عبرات الناظرين إليه، وعلت زفرات الحاضرين عليه، وعظم الضجيج وتزايد النشيج، فعرض كبار الصحابة على الشابين أخذ الدية واغتنام الأثنية، فأصرا على عدم القبول، وأبيا إلا الأخذ بثأر المقتول، فبينما الناس يموجون تلهفا لما مر، ويضجون تأسفا على أبي ذر إذ أقبل الغلام ووقف بين يدي الإمام وسلم عليه أتم السلام ووجهه يتهلل مشرقا ويتكلل عرقا.

وقال: قد أسلمت الصبي إلى أخواله، وعرفتهم بخفي أمواله وأطلعتهم على مكان ماله، ثم اقتحمت هاجرات الحر، ووفيت وفاء الحر، فعجب الناس من صدقه ووفائه، وإقدامه على الموت واجترائه.

فقال: من غدر لم يعف عنه من قدر، ومن وفى، رحمه الطالب وعفا،

وتحققت أن الموت إذا حضر، لم ينج منه احتراس، كيلا يقال: ذهب الوفاء من الناس.

فقال أبو ذر: والله! يا أمير المؤمنين! لقد ضمنت هذا الغلام، ولم أعرفه من أي قوم، ولا رأيته قبل ذلك اليوم، ولكن نظر إلي دون من حضر فقصدني وقال: هذا يضمنني، فلم أستحسن رده، وأبت المروءة أن تخيب قصده، إذ ليس في إجابة القاصد من بأس، كيلا يقال: ذهب الفضل من الناس.

فقال الشابان عند ذلك: يا أمير المؤمنين! قد وهبنا هذا الغلام دم أبينا، فبدل وحشته بإيناس، كيلا يقال: ذهب المعروف من الناس، فاستبشر الإمام بالعفو عن الغلام وصدقه ووفائه، واستفزر مروءة أبي ذر دون جلسائه، واستحسن اعتماد الشابين في اصطناع المعروف، وأثنى عليهما أحسن ثناء، وتمثل بهذا البيت:

من يصنع الخير لم يعدم جوائزه   لا يذهب العرف بين الله والناس

ثم عرض عليهما أن يصرف من بيت المال دية أبيهما، فقالا: إنما عفونا ابتغاء وجه ربنا الكريم، ومن نيته هكذا لا يتبع إحسانه منا ولا أذى".

شرف الدین حسین بن ریان کہتے ہیں: سب سے انوکھی خبر جو میں نے سنی ہے، اور سب سے زیادہ قابل تعجب بات جو میں نے نیک لوگوں کے حوالہ سے نقل کی ہے، (یہ ہے کہ) امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھنے والوں اور ان کی گفتگو سننے والوں میں سے ایک شخص کہتا ہے: امام (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ایک دن تشریف فرما تھے، اور ان کے پاس بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اہل رائے، مصیب الرائے

موجود تھے، اسی دوران کہ وہ فیصلے ارشاد فرمارہے تھے، اور عوام کے درمیان حکم صادر فرمارہے تھے، اچانک بہترین لباس پہنے ایک نوجوان آیا جس کو دوخوبصورت عمدہ لباس پہنے نوجوانوں نے گھیر رکھا تھا، وہ اس کو کھینچ رہے تھے، اور گھسیٹ رہے تھے، انھوں نے اس نوجوان کو امیر المؤمنین کے سامنے لا کھڑا کیا، اور اس کا گریبان پکڑ کر کھینچا، جب وہ ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں اور اس شخص کو دیکھا، پھر ان کو اس سے دور ہونے کا کہا، چنانچہ ان دونوں نے اسے عمر رضی اللہ عنہ کے قریب کیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! ہم سگے بھائی ہیں، جو اتباع حق کے لائق ومناسب ہیں، ہمارے والد عمر رسیدہ بزرگ تھے، حسن تدبیر رکھتے تھے، اپنے قبیلے میں قابل تعظیم تھے، رذائل سے پاک تھے، اپنے کاموں میں مشہور تھے، ہمیں بچپن سے پالا، اور ہمارے بڑے ہونے کے وقت ہمیں عزت سے نوازا، اور ہمیں بیش بہا نعمتوں سے نوازا جیسا کہ کہا گیا ہے:

ہمارے والد کی طرح اگر لوگوں کے پاس کوئی دوسرا والد ہو تو وہ ان کے مناقب سے بے پرواہ کردے۔

ہمارے والد آج اپنے باغ کی طرف گئے، وہ اپنے باغ کے درختوں کے درمیان سیر کررہے تھے، اس باغ میں پکے پھولوں کو توڑ رہے تھے، تو اس نوجوان نے ہمارے والد کو قتل کردیا، اور یہ درست راستے سے ہٹ گیا، اور جو اس نے جرم کیا ہے، ہم اس کا بدلہ طلب کرتے ہیں، اور ہم وہ فیصلہ چاہتے ہیں جو اللہ آپ کو سمجھائے۔

راوی کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے نوجوان کی طرف دیکھا، اور اس سے کہا کہ آپ

نے سن لیا ہے، کیا جواب ہے؟ اس کے باوجود وہ نوجوان دلاور تھا، اسے کوئی وحشت نہیں تھی، اس نے خوف وہراس کا لباس اتار پھینکا، وہ موتیوں کی طرح کھل گیا، اس نے فصیح وبلیغ انداز میں گفتگو کی، اور اچھے کلمات کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، اور پھر کہا: اے امیر المؤمنین! انھوں نے محفوظ چیز کا دعوی کیا ہے، اور اپنی گفتگو میں سچ کہا ہے، اور جو ہوا تھا انھوں نے اس کی خبر دے دی ہے، اور انھوں نے جو بیان کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے، اور میں اپنی کہانی آخر تک آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، اس میں جو آپ فیصلہ فرمائیں۔

اے امیر المؤمنین! جان لیجیے، میں خالص اصلی عرب ہوں، میں گاؤں میں رات گزارتا تھا، گردش زمانہ کی تاریکی پر چلاتا تھا، میں اس شہر کی طرف اہل وعیال، مال اور اولاد کے ساتھ متوجہ ہوا، اور اس شہر کے بعض راستوں میں جو اس شہر کے باغ کے درمیان میں تھے رک گیا، جس میں کچھ اونٹنیاں تھیں جو مجھے پسند آئیں، مجھے عزیز ہو گئیں، ان کے درمیان ایک کریم الاصل کثیر النسل دلکش صورت والا، اچھی نسل افزاں نر موجود تھا، وہ ان کے درمیان تاج والے بادشاہ کی طرف چل رہا تھا، پھر ایک اونٹنی باغ کے قریب ہوئی، باغ سے اس کا درخت باہر کو ظاہر ہو رہا تھا، اونٹنی نے اپنے موٹے ہونٹوں سے اس درخت کو پکڑا، اور باغ سے کھینچ لیا۔

اچانک ایک بوڑھا شور مچاتے، لمبے سانس لیتے ہوئے سامنے آیا، وہ دیوار پر چڑھ گیا، اور اس کے دائیں ہاتھ میں پتھر تھا، وہ اس شیر کی طرح لڑکھڑا رہا تھا جو خطرے میں ہو، اس نر اونٹ کو اس نے پتھر سے مارا اور اس کو قتل کر دیا، جب میں نے اس نر اونٹ کو پہلو کی جانب گر کر پلٹے دیکھا تو میرے اندر غضب کی آگ بھڑک اٹھی، میں نے اس پتھر کو اٹھایا، اور اس کو اسی پتھر سے مارا، یہی اس کی موت کا سبب تھا،

اور وہ اپنے برے انجام کو پہنچ گیا، اور یہ شخص ایک زوردار اور دردناک چیخ مارنے کے بعد اس چیز سے مقتول ہوگیا، جس کے ساتھ اس نے اونٹ کو قتل کیا تھا، میں نے جلدی سے اس جگہ سے بھاگنے کی کوشش کی تھی، لیکن ان دونوجوانوں سے زیادہ پھرتی نہیں کرسکا، اور ان دونوں نے مجھے پکڑا، اور انھوں نے مجھے حاضر کردیا جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔

پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے اس چیز کا اعتراف کرلیا جس گناہ کے آپ مرتکب ہوئے، بچنا مشکل ہوگیا ہے، قصاص واجب ہوگیا ہے، اور اب فرار ہونے اور چھٹکارے کا وقت نہیں رہا، نوجوان نے کہا: میں نے سن لیا جو امام نے فیصلہ کیا ہے، اور میں اس چیز پر راضی ہوں جس کا اسلامی شریعت تقاضہ کرتی ہے، لیکن میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، جس کے والد عمر رسیدہ تھے، والد نے اپنی وفات سے پہلے اس کے لئے بہت زیادہ مال اور سونا خاص کیا، اور اس کو میرے سامنے لاکر اس کا معاملہ میرے سپرد کیا، اور اللہ تعالی کو میرے اوپر گواہ بنایا، اور والد نے کہا کہ یہ تیرے بھائی کا مال تیرے پاس ہے، تم اس کی خوب حفاظت کرو، چنانچہ میں نے اس مال کے واسطہ ایک جگہ کھودی، اور اس مال کو اس میں رکھ دیا، میرے علاوہ کوئی اسے نہیں جانتا، آپ ابھی میرے قتل کا فیصلہ کردیں گے تو سونا چلا جائے گا جس کا سبب آپ ہوں گے، اور میرا بھائی آپ سے مطالبہ کرے گا اس دن جب اللہ تعالی اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے، اور اگر آپ مجھے تین دن مہلت دے دیں تو اس لڑکے کی ذمہ داری کسی کے سپرد کردوں گا، اور وعدہ پورا کرکے لوٹ آؤں گا، اور اس بات پر میری جانب سے ضامن ہوگا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے سر جھکا لیا، پھر حاضرین کی طرف نگاہ اٹھائی، اور فرمایا اس کی ضمانت کون لے گا، اور اس کو واپس کون لائے گا؟ نوجوان نے اہل مجلس کے چہروں کی طرف دیکھا، اور تمام حاضرین کو چھوڑ کر ابو ذر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا، اور کہا کہ یہ میرا کفیل بنے گا اور میری ضمانت لے گا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو ذر! کیا آپ اس کی اس گفتگو پر اس کی ضمانت لیں گے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، میں اس کی تین دن تک ضمانت لیتا ہوں، اور دونوں نوجوان ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ضمانت سے راضی ہو گئے، اور اس کو اتنی مدت کی مہلت دے دی، چنانچہ جب مہلت کے ختم ہونے کا وقت قریب آیا، اور مہلت کا وقت قریب تھا کہ ختم ہو جاتا، یا ختم ہو گیا تھا تو دونوں نوجوان عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گرد اس طرح جمع تھے جیسے ستارے چاند کے گرد جمع ہوتے ہیں، ابو ذر رضی اللہ عنہ حاضر تھے، مد مقابل انتظار کر رہے تھے، چنانچہ ان دونوں نے کہا: اے ابو ذر! جس کے ضامن بنے ہو وہ کہاں ہے؟ وہ جو بھاگ چکا ہے وہ کیسے واپس لوٹے گا؟ ہم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے جب تک آپ ہماری ضمان ادا نہیں کریں گے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اور ملک علام کا حق ہے کہ اگر تمام دن گزر گئے اور نوجوان حاضر نہ ہوا تو میں ضمان ادا کروں گا، اور میں اپنے آپ کو سپرد کر دوں گا، اور میرا بھروسہ اللہ مددگار پر ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر نوجوان نے تاخیر کی تو میں ابو ذر سے متعلق وہ کر گزروں گا جس کا تقاضہ اسلامی شریعت کرتی ہے، حاضرین لمبی لمبی سانس لینے لگے، شور و شغب بڑھ گیا، ہچکیاں بڑھ گئیں، بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نوجوان کو دیت لینے کی پیش کش کی، اس کے باوجود دونوں دیت کے قبول نہ کرنے پر ڈٹ گئے، وہ دونوں مقتول کے خون کا بدلہ لینے پر ہی اصرار کرتے رہے،

لوگ اس کے پیش نظر غم سے بے چین ہو گئے، اور ابو ذر رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے ہوئے چیخ و پکار کرنے لگے، اچانک وہ نوجوان آگیا، اور امام کے سامنے کھڑا ہو گیا، اور عمر رضی اللہ عنہ کو مکمل سلام کیا، اور اس کا چہرہ چمک رہا تھا، اور وہ پسینہ سے شرابور تھا۔

نوجوان نے کہا: میں نے بچے کو اس کے ماموں کے سپرد کر دیا ہے، اور میں نے اس کے خفیہ مال پر ان کی معرفت کروا دی ہے، اور اس مال کی جگہ پر ان کو مطلع کر دیا ہے، پھر میں تیز دھوپ کی تپش سے بے پرواہ ہو گیا، اور میں نے آزاد آدمی کی طرح وفا کی ہے، لوگ اس کی سچائی اور اس کی وفا پر تعجب کرنے لگے، اور ان کی موت پر دلیری اور جرأت پر تعجب کرنے لگے۔

اس نے کہا: جو دھوکہ دے تو اس پر قابو پانے والا اسے معاف نہیں کرتا، اور جو وفا کرے تو طالب اس پر رحم کر کے معاف کر دیتا ہے، یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جب موت آجائے تو احتیاط اس سے نہیں بچا سکتی، (اور میں نے عہد پورا کیا ہے) تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ لوگوں سے وفا چلی گئی۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم اے امیر المؤمنین! میں نے اس نوجوان کی ضمانت لی تھی، حالانکہ میں یہ نہیں پہچانتا تھا کہ یہ کس قوم سے ہے، اور نہ اس سے قبل میں نے ان کو دیکھا ہے، لیکن اس نے سب حاضرین مجلس کو چھوڑ کر میرا قصد کیا، اور اس نے کہا: یہ میرا ضامن ہے، مجھے اسے رد کرنا اچھا نہ لگا، اور میری شرافت نے انکار کیا کہ وہ اس کے ارادے کو ناکام بنائے، اس لئے کہ قاصد کی بات قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ لوگوں میں احسان کرنا ختم ہو گیا۔

چنانچہ دونوں نوجوانوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! ہم نے اپنے والد کا خون

اس نوجوان کو معاف کر دیا، تاکہ اس وقت وحشت کو مانوسیت سے بدل دیا جائے، کہیں یہ نہ کہا جائے کہ خیر لوگوں سے ختم ہو گئی، امام نے اس نوجوان کی صداقت اور اس کے وعدے کی وفاء پر معافی کی خوشخبری سنا دی، اور حاضرین کے سامنے ابوذر رضی اللہ عنہ کی مروت کو آشکارہ کیا، نوجوانوں کے بھلائی کی منظوری دینے کو اچھا سمجھا، اور ان کے اچھے کاموں پر عمدہ تعریف کی، اور امیر نے یہ اشعار کہے:

جو خیر کا کام کرے گا اس کا انعام ختم نہیں ہو گا، وہ نیکی ختم نہیں ہو گی جو اللہ اور لوگوں کے درمیان ہو۔

سب کے سامنے امیر نے یہ پیش کیا کہ ان کے والد کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے، تو ان دونوں نے کہا: ہم نے اپنے رب کریم کی رضا کی خاطر معاف کیا ہے، اور جس کی یہ نیت ہو وہ اس کے بعد نہ احسان جتلاتا ہے، نہ اذیت دیتا ہے۔

روایت کا حکم

ذکر کردہ حکایت میں موجود نکارت اہل نظر پر مخفی نہیں، خصوصاً حکایت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے نہ آنے کی صورت میں ان کے کفیل حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پر قصاص جاری کر دیا جاتا، اور یہ فیصلہ دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تھا، حالانکہ مسلمہ امر ہے کہ اس صورت میں کفیل پر صرف دیت واجب ہوتی ہے، جیسا کہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ "الاستذکار"[1] میں فرماتے ہیں:

"وقال عثمان البتي: إذا كفل بنفس في قصاص أو جراح فإنه إن لم يجئ

---

[1] الاستذكار: ۲۱۸/۷، ت: سالم محمد عطا ومحمد علي معوض، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

به لزمته الدية". عثمان بتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص قصاص یا زخم میں کفیل بالنفس بنے تو مکفول بہ کے نہ آنے کی صورت میں دیت لازم ہوتی ہے۔

الحاصل زیر بحث حکایت کو ذکر کردہ سیاق کے ساتھ بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے، واللہ اعلم۔
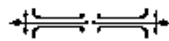
روایت نمبر ⑧

روایت: ”نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

”الموت جسر يوصل الحبيب إلى الحبيب“: موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتا ہے“۔

روایت کا مصدر

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب منسوب کتاب ”لباب الحدیث“[1] میں یہ روایت بلا سند ان الفاظ سے مذکور ہے: ”وقال عليه السلام: الموت جسر يوصل الحبيب إلى الحبيب“. آپ ﷺ نے فرمایا: موت ایک ایسا پل ہے جو محبوب سے ملاتا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

آپ دیکھ چکے ہیں کہ زیر بحث روایت سنداً آپ ﷺ کے قول کے طور پر نہیں مل سکی، تاہم یہ مضمون حیان بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر ملتا ہے، ملاحظہ ہو:

---

[1] لباب الحديث: ص:۷۳، المكتبة التجارية الكبرى ــ مصر، الطبعة الأولى ۱۳۵۳ھ۔

امام ابو اسحاق ختّلی رحمۃ اللہ علیہ "المحبۃ"[1] میں فرماتے ہیں:

"حدثني عون، عن إبراهيم بن الصلت، حدثني أحمد بن أبي الحواري، ثنا عبد العزيز بن عمير قال: قال حيان بن الأسود: الموت! الموت جسر يوصل به إلى الحبيب المحبون".

حیان بن اسود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: موت! موت ایک ایسا پل ہے کہ جس کے ذریعہ محبت کرنے والوں کو محبوب تک پہنچایا جاتا ہے۔

نیز امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے "كتاب التذكرة"[2] میں، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "إرشاد الساري"[3] میں اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے "فيض القدير"[4] میں حیان بن اسود رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر اسے ذکر کیا ہے۔

اہم فائدہ:

زیر بحث روایت کے مضمون پر مشتمل ایک مرفوع روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحيح"[5] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثني محمد بن العلاء حدثنا أبو أسامة، عن بريد، عن أبي بردة، عن أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه و سلم قال: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه".

---

[1] المحبة لله سبحانه:ص:٨١،رقم:١٧٨،ت:عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

[2] كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة:ص:١١٦،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،مكتبة دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

[3] إرشاد الساري شرح صحيح البخاري:٢٩٥/٩،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة السادسة ١٣٠٥هـ.

[4] فيض القدير:٢٣٣/٣،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

[5] الصحيح للبخاري:١٠٦/٨،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،المطبعة الكبرى الأميرية ـ بولاق،الطبعة ١٣١٢هـ.

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالی سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالی سے ملاقات کو ناپسند سمجھتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔
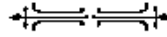
روایت نمبر ⑨

روایت: ”اللہ جل جلالہ کے حکم پر ابلیس کا رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا، اور آپ ﷺ کا ابلیس سے اس کے دشمنوں اور دوستوں کے بارے میں سوال کرنا، اور ابلیس کا بتانا کہ آپ ﷺ کی امت میں میرے پندرہ دشمن، اور دس دوست ہیں“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تنبیہ الغافلین“[1] میں ان الفاظ سے بلا سند ذکر کی ہے:

”وذكر عن ونهب [كذا في الأصل، والصحيح: وهب] بن منبه رحمه الله تعالى، قال: أمر الله تعالى إبليس أن يأتي محمدا صلى الله عليه وسلم، ويجيبه عن كل ما يسأله، فجأة [كذا في الأصل، والصحيح: فجاءه] على صورة شيخ، وبيده عكازة، فقال له: من أنت؟ قال: أنا إبليس، فقال: لماذا جئت؟ قال: إن الله أمرني أن آتيك، وأجيبك عن كل ما تسألني، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: يا ملعون! كم أعداؤك من أمتي؟

قال: خمسة عشر، **أولهم:** أنت، **والثاني:** إمام عادل، **والثالث:** غني متواضع، **والرابع:** تاجر صادق، **والخامس:** عالم متخشع، **والسادس:** مؤمن ناصح، **والسابع:** مؤمن رحيم القلب، **والثامن:** تائب ثابت على التوبة، **والتاسع:** متورع عن الحرام، **والعاشر:** مؤمن يديم على الطهارة، **والحادي عشر:** مؤمن

[1] تنبيه الغافلين: ص: ٦٠١، رقم: ٩٥٢، ت: يوسف علي بديوي، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ.

كثير الصدقة، **والثاني عشر:** مؤمن حسن الخلق مع الناس، **والثالث عشر:** مؤمن ينفع الناس، **والرابع عشر:** حامل القرآن يديم على تلاوته، **والخامس عشر:** قائم بالليل والناس نيام.

ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: ومن رفقاؤك من أمتي؟ قال: عشرة، **أولهم:** سلطان جائر، **والثاني:** غني متكبر، **والثالث:** تاجر خائن، **والرابع:** شارب الخمر، **والخامس:** القتال، **والسادس:** صاحب الزنا، **والسابع:** آكل مال اليتيم، **والثامن:** المتهاون بالصلاة، **والتاسع:** مانع الزكاة، **والعاشر:** الذي يطيل الأمل، فهؤلاء أصحابي وإخواني".

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے ابلیس کو حکم دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ، اور جو وہ سوالات تم سے کریں ان سب کا جواب ان کو دینا، چنانچہ ابلیس ایک بزرگ کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اور اس کے ہاتھ میں پھل دار ڈنڈا تھا، سو اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں ابلیس ہوں، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: تم کس لئے آئے ہو؟ ابلیس نے جواب دیا: مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آؤں، اور جو کچھ سوال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے کریں میں ان سب کے جواب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابلیس سے فرمایا: اے ملعون! میری امت میں سے کون لوگ تیرے دشمن ہیں؟

ابلیس نے جواب دیا وہ پندرہ ہیں، **پہلے:** ان میں سے آپ ہیں، **دوسرا:** عادل امام، **تیسرا:** مالدار عاجزی ظاہر کرنے والا، **چوتھا:** سچا تاجر، **پانچواں:** خوف رکھنے والا

عالم، **چھٹا:** خیر خواہی کرنے والا مؤمن، **ساتواں:** رحم دل مؤمن، **آٹھواں:** ایسا شخص جو توبہ کرکے اس پر ثابت قدم رہے، **نواں:** حرام سے بچنے والا، **دسواں:** ہمیشہ طہارت میں رہنے والا مؤمن، **گیارہواں:** کثرت سے صدقہ کرنے والا مؤمن، **بارہواں:** لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے والا مؤمن، **تیرہواں:** ایسا مؤمن جو لوگوں کو نفع پہنچائے، **چودہواں:** قرآن کی ہمیشہ تلاوت کرنے والا، **پندرہواں:** راتوں کو عبادت کرنے والا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے تیرے دوست کون لوگ ہیں؟ ابلیس نے کہا: دس لوگ ہیں، ان میں سے **پہلا:** جابر بادشاہ، **دوسرا:** متکبر مالدار، **تیسرا:** خیانت کرنے والا تاجر، **چوتھا:** شراب پینے والا، **پانچواں:** بہت لڑنے والا، **چھٹا:** زانی، **ساتواں:** یتیم کا مال کھانے والا، **آٹھواں:** نماز میں سستی کرنے والا، **نواں:** زکوۃ ادا نہ کرنے والا، **دسواں:** لمبی امیدیں باندھنے والا، یہ لوگ میرے ساتھی اور میرے بھائی ہیں۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ نے "بصائر ذوي التمييز"[1] میں یہی

---

[1] بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز:٦/١٠٣،ت:عبد العليم الطحاوي،إحياء التراث الإسلامي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٩٣هـ.

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن الله تعالى أمر إبليس أن يأتي محمدا صلى الله عليه وسلم في صورة إنسان، ويجيبه عن كل ما سأل، قال: فجاء اللعين إلى باب المسجد وعليه لباس من صوف، وبيده عكازه مثل شيخ كبير. فنظره النبي صلى الله عليه وسلم فأنكره إذ لم يسلم عليه، فقال عليه السلام: ما أنت يا شيخ! فقال: أنا إبليس، أمرني الله تعالى أن أجيبك عن كل ما تسأل، فسل ما تريد، فقال صلى الله عليه وسلم: كم أعداؤك من أمتي؟ قال: خمسة عشر، وأنت رأسهم وأولهم، والإمام العادل، والغني المتواضع، والتاجر الصدوق، والعالم المتخشع، والمؤمن الناصح، والمؤمن الرحيم القلب، والمتورع عن الحرام، والمديم على الطهارة، والذي يؤدي حق ماله، والمؤمن السخي، والمؤمن الكثير الصدقة، وحامل القرآن، والقائم بالليل، والقائم على التوبة، قال: فكم رفقاؤك من أمتي؟ قال: عشرة:

روایت اضافہ کے ساتھ بلا سند نقل کی ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
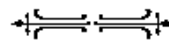
السلطان الجائر، والغني المتكبر، والتاجر الخائن، وشارب الخمر، وصاحب الزنى، وصاحب الربا، والقتال، وآكل أموال اليتامى، ومانع الزكاة، والطويل الأمل، هؤلاء خواصي، قال: كيف موضع صلاة أمتي منك؟ قال: تأخذني الحمى، قال: فموضع خوضهم في العلم؟ قال: أذوب كما يذوب الرصاص، قال: فالصوم؟ قال: أصير أعمى، قال: فقراءة القرآن؟ قال: أصير أصم، قال: الحج؟ قال: إذا قيدوني، قال: الجهاد؟ قال: يجمع يداي إلى عنقي بالغل، قال: الصدقة؟ قال: منشار يوضع على رأسي فأقطع نصفين نصف إلى المشرق ونصف إلى المغرب، قال: فلم ذاك يا لعين؟ قال: لأن لهم في الصدقة ثلاث خصال، يكون الله غريما لهم، وأن يكونوا من ورثة أهل الجنة، وعصموا مني أربعين يوما، وأي مصيبة أعظم من ذلك، فقال صلى الله عليه وسلم: من أبغض الخلق إليك؟ فقال: العالم الناصح لنفسه ولأئمة المسلمين، فقال: من أحبهم إليك؟ فقال: العالم البخيل بعلمه، الشحيح بدرهمه، فقال: كم لك من الأعوان؟ فقال: أكثر من قطر المطر وورق الأشجار، ورمل القفار، فقال صلى الله عليه وسلم: اللهم اعصم أمتي، قال: فولى اللعين هاربا".

روایت نمبر (۱۰)

روایت: حدیث قدسی ہے: ”عبدي كل يريدك لنفسه، وأنا أريدك لك“. اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لئے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لئے پسند کرتا ہوں۔

زیر بحث روایت حدیثِ قدسی کے طور پر نہیں ملتی، تاہم حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الداء والدواء“[1] میں یہ روایت ”اثرالٰہی“ کہہ کر ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

”في أثر الإلهي: عبدي كل يريدك لنفسه، وأنا أريدك لك“. اثرالٰہی ہے: اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لئے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لئے پسند کرتا ہوں۔

نیز حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”مدارج السالكين“[2] میں بھی اسے ”اثرالٰہی“ کہہ کر نقل کیا ہے۔

اسی طرح یہ روایت علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الفتوحات المكية“[3] میں ”وصایاالٰہیہ من التوراۃ“ کہہ کر نقل کی ہے۔

---

[1] الداء والدواء:ص:٥٣٦،ت:محمد أجمل الإصلاحي،دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

[2] مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين:٢٧٦/٣،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.

”مدارج السالکین“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”وفي أثر إلهي: ابن آدم! كل يريدك لنفسه، وأنا أريدك لك“.

[3] الفتوحات المكية:٣٥١/٨،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

”فتوحات مکیہ“ کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: ”وصايا إلهية من التوراة: روينا من حديث كعب الأحبار أنه قال: وجدت في التوراة اثني عشرة كلمة فكتبتها وعلقتها في عنقي أنظر فيها في كل يوم إعجابا بها: يا ابن آدم! إن رضيت بما قسمت لك أرحت قلبك وبدنك وأنت محمود، وإن لم ترض بما قسمت لك سلطت عليك الدنيا حتى

روایت کا حکم

زیر بحث روایت حدیثِ قدسی کے طور پر سنداً نہیں ملتی، لہذا اسے حدیثِ قدسی کہہ کر بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم یہی قول "اثرالہی" کے طور پر نقل کیا گیا ہے، اس لئے اسے "اثرالہی" کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ کسی روایت کے حدیثِ قدسی کہلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ثابت ہو، جیسا کہ شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ تعالی اپنی کتاب "من صحاح الأحاديث القدسية"[1] میں حدیثِ قدسی کی تعریف کے بعد اس میں موجود قیودات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الثالث: يرويه النبي صلى الله عليه وسلم، خرج به ما كان من رواية غيره صلى الله عليه وسلم...".

"تعریف میں موجود تیسری قید یہ ہے کہ اسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقل کیا ہو، اس سے وہ مرویات، حدیثِ قدسی کی تعریف سے خارج ہو گئیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نے نقل کیا ہو۔۔۔"۔

تركض فيها ركض الوحش في البرية، ثم وعزتي وجلالي! لا تنال منها إلا ما قدرت لك وأنت مذموم، **يا ابن آدم! كل يريدك له، وأنا أريدك لك، وأنت تفر مني،** يا ابن آدم! ما تنصفني، يا ابن آدم! خلقتك من تراب ثم من نطفة ولم يعيني خلقك، أفيعييني رغيف أسوقه إليك في حين، يا ابن آدم! إني وحقي لك محب، فبحبي عليك كن لي محبا، يا ابن آدم! خلقتك من أجلي وخلقت الأشياء من أجلك، فلا تهتك ما خلقت من أجلي فيما خلقت من أجلك، يا ابن آدم! كما لا أطالبك بعمل غد لا تطالبني برزق غد، يا ابن آدم! لي عليك فريضة، ولك علي رزق، إن خنتني في فريضتي لم أخنك في رزقك على ما كان منك، يا ابن آدم! لا تخافن فوت الرزق ما دامت خزانتي مملوءة لا تنفد أبدا، يا ابن آدم! لا تخافن من ذي سلطان ما دام سلطاني باقيا، وسلطاني باق لا ينفد أبدا، يا ابن آدم! لا تأمن مكري حتى تجوز على الصراط".

[1] من صحاح الأحاديث القدسية: ص: ١٠. دار المنهاج ـ جده. الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

روایت نمبر (۱۱)

روایت: حدیث قدسی ہے: ”عبدي أنا لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا“. اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، تجھ پر میرے حق کی قسم ہے کہ تو (بھی) مجھ سے محبت کر۔

زیر بحث روایت حدیثِ قدسی کے طور پر نہیں ملتی، تاہم علامہ عارف باللہ ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ”لطائف الإشارات“[1] میں یہ روایت ”وفی بعض الکتب المنزلۃ علی الانبیاء“ کہہ کر ذکر کی ہے، ملاحظہ ہو:

”وفي بعض الكتب المنزلة على الأنبياءعليهم السلام: عبدي أنا لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا“.

اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر نازل شدہ بعض کتب میں ہے: اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، تجھ پر میرے حق کی قسم ہے کہ تو مجھ سے محبت کر۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث روایت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ”إحیاء“[2] میں ”وفی بعض الکتب“ کہہ کر، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ”المنثور“[3] میں ”یا آدم“ کہہ کر، امام فخر الدین

---

[1] لطائف الإشارات: ۲۴۱/۲، ت: إبراهيم البسيوني، الهيئة المصرية العامة للكتاب ـ مصر.

[2] إحياء علوم الدين: ۲۹۶/٤، دار المعرفة ـ بيروت.

”احیاء“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”وفي بعض الكتب: عبدي أنا وحقك لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا“.

[3] المنثور: ص: ٦٥، ت: هلال ناجي، دار الغرب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.

”المنثور“ کی عبارت ملاحظہ ہو: ”يا آدم! أنا وحقي لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا“.

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے "مفاتیح الغیب"[1] میں "وفی بعض الکتب" کہہ کر، علامہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات المکیۃ"[2] میں "وصایا الٰہیہ من التوراۃ" کہہ کر، حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "النبوات"[3] میں "اثر" کہہ کر، حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے "روضۃ المحبین"[4] میں "وفی بعض الآثار الالٰہیہ" کہہ کر، اور علامہ شہاب الدین محمد بن احمد الأبشیہی رحمۃ اللہ علیہ نے "المستطرف"[5] میں "یاابن آدم" کہہ کر نقل کی ہے۔

---

[1] مفاتيح الغيب: ۲۲۷/٤، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۰۱هـ.

[2] الفتوحات المكية: ۳۵۱/۸، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

"فتوحات مکیہ" کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو: "وصايا إلهية من التوراة: روينا من حديث كعب الأحبار أنه قال: وجدت في التوراة اثنتي عشرة كلمة فكتبتها وعلقتها في عنقي أنظر فيها في كل يوم إعجابا بها: يا ابن آدم! إن رضيت بما قسمت لك أرحت قلبك وبدنك وأنت محمود، وإن لم ترض بما قسمت لك سلطت عليك الدنيا حتى تركض فيها ركض الوحش في البرية، ثم وعزتي وجلالي! لا تنال منها إلا ما قدرت لك وأنت مذموم، يا ابن آدم! كل يريدك له، وأنا أريدك لك، وأنت تفر مني، يا ابن آدم! ما تنصفني، يا ابن آدم! خلقتك من تراب ثم من نطفة ولم يعيني خلقك، أفيعييني رغيف أسوقه إليك في حين، **يا ابن آدم! إني وحقي لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا**، يا ابن آدم! خلقتك من أجلي وخلقت الأشياء من أجلك، فلا تهتك ما خلقت من أجلي فيما خلقت من أجلك، يا ابن آدم! كما لا أطالبك بعمل غد لا تطالبني برزق غد، يا ابن آدم! لي عليك فريضة، ولك علي رزق، إن خنتني في فريضتي لم أخنك في رزقك على ما كان منك، يا ابن آدم! لا تخافن فوت الرزق ما دامت خزائني مملوءة لا تنفد أبدا، يا ابن آدم! لا تخافن من ذي سلطان ما دام سلطاني باقيا، وسلطاني باق لا ينفد أبدا، يا ابن آدم! لا تأمن مكري حتى تجوز على الصراط".

[3] كتاب النبوات: ۳٦۸/۱، ت: عبد العزيز بن صالح الطويان، أضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

"النبوات" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وفي أثر آخر: يا عبدي! وحقي إني لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا".

[4] روضة المحبين: ص: ٤۱۰، ت: أحمد شمس الدين، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ۱٤۲٤هـ.

"روضۃ المحبین" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وفي بعض الآثار الإلهية: عبدي أنا وحقك لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا".

[5] المستطرف في كل فن مستظرف: ۱۰۷/۱، دار مكتبة الحياة ـ بيروت، الطبعة ۱٤۱۲هـ.

روایت کا حکم

زیر بحث روایت حدیثِ قدسی کے طور پر سنداً نہیں ملتی، لہذا اسے حدیثِ قدسی کہہ کر بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم یہی قول "اسرائیلی روایت" کے طور پر نقل کیا گیا ہے، اس لئے اسے "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ کسی روایت کے حدیثِ قدسی کہلانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد سے ثابت ہو، جیسا کہ شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ تعالی اپنی کتاب "من صحاح الأحاديث القدسية"[1] میں حدیثِ قدسی کی تعریف کے بعد اس میں موجود قیودات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الثالث: يرويه النبي صلى الله عليه وسلم، خرج به ما كان من رواية غيره صلى الله عليه وسلم...".

"تعریف میں موجود تیسری قید یہ ہے کہ اسے نبی ﷺ نے نقل کیا ہو، اس سے وہ مرویات، حدیثِ قدسی کی تعریف سے خارج ہو گئیں جن کو نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور نے نقل کیا ہو۔۔۔"۔

[1] من صحاح الأحاديث القدسية: ص: ١٠، دار المنهاج ـ جدہ، الطبعة الخامسة ١٤٣٢ھـ.
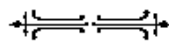
روایت نمبر (۱۲)

روایت: ”اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: ”أدعوك وللوصل تأبى، أبعث رسولي في الطلب، أنزل إليك بنفسي، ألقاك في النوام“. میں تمہیں بلاتا ہوں، اور تم ملنے سے انکار کرتے ہو، میں تلاش میں اپنا قاصد بھیجتا ہوں، نیند میں تمہارے پاس بذاتِ خود جلوہ افروز ہو کر تم سے ملتا ہوں“۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے ”الداء والدواء“[1] میں یہ روایت بلاسند ذکر کی ہے:

”أدعوك للوصل تأبى　　　أبعث رسولي في الطلب

أنزل إليك بنفسي　　　ألقاك في النوام“.

(اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں) میں تمہیں بلاتا ہوں، اور تم ملنے سے انکار کرتے ہو، میں تلاش میں اپنا قاصد بھیجتا ہوں، نیند میں تمہارے پاس بذاتِ خود جلوہ افروز ہو کر تم سے ملتا ہوں۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند آنا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا یا اسے حدیثِ قدسی کہنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

---

[1] الداء والدواء،ص:٥٣٨،ت:محمد أجمل الإصلاحي،دار عالم الفوائد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

روایت نمبر (۱۴)

روایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے اولاد عورت کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ پیغام دینا کہ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے، پھر فقیر کو صدقہ دینے سے اللہ تعالی کا اس کو چار بیٹے عطا کرنا۔

روایت: ”ایک بار موسی علیہ السلام اللہ تعالی سے ملاقات کرنے کوہ طور پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں ایک عورت ملی، وہ زار و قطار رو رہی تھی، موسی علیہ السلام نے اس سے رونے کا سبب پوچھا، تو وہ کہنے لگی: بے اولاد ہوں، آپ اللہ تعالی سے پوچھ کر بتائیں کہ میری قسمت میں اولاد ہے یا نہیں؟ لوگ مجھے بانجھ ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام نے کوہ طور پر جا کر اللہ تعالی سے اس عورت کی قسمت کے بارے میں پوچھا تو اللہ پاک نے فرمایا: اس عورت کی قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔

جب حضرت موسی علیہ السلام نے اس عورت کو بتایا کہ اللہ پاک کا کہنا ہے کہ تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے، تو وہ عورت یہ سن کر بہت زیادہ روئی مگر لاچار تھی، اب صبر کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا، اس واقعہ کے گزر جانے کے بعد ایک دن ایک بھوکے فقیر نے اس عورت کے گھر کے باہر صدا لگائی کہ میں بہت زیادہ بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلا دو، اس فقیر کی صدا سن کر وہ عورت دروازے پر آئی، تو فقیر نے عورت سے کہا: ”تم مجھے جتنی روٹیاں دو گی اللہ ذو الجلال والاکرام تمہیں اتنے ہی بیٹوں سے نوازیں گے، یہ سن کر اس عورت نے فقیر کو چار روٹیاں پکا کر دیں اور اللہ کے کرم سے اس کے ہاں چار بیٹے ہو گئے، اس طرح وہ عورت خوش و خرم اپنی زندگی گزارنے لگی۔

ایک بار حضرت موسی علیہ السلام کا اس عورت کے گھر کے پاس سے گزر ہوا تو اس عورت نے آپ سے کہا: آپ نے تو کہا تھا کہ میری کوئی اولاد نہیں ہو گی، یہ دیکھیں میرے چار بیٹے ہیں، حضرت موسی علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا وہ کوہ طور پر گئے اور اللہ پاک سے سوال کیا: یا اللہ! آپ نے تو فرمایا تھا کہ اس عورت کی کوئی اولاد نہیں ہو گی مگر اس کے تو چار بیٹے ہیں، معاملہ کیا ہے؟

اس پر اللہ تعالی نے انہیں ایک پلیٹ اور ایک چھری دی اور فرمایا: تمہیں تمہارے سوال کا جواب مل جائے گا، مگر پہلے تم جاؤ اور اس پلیٹ میں مجھے کہیں سے انسانی گوشت لا کر دو، موسی علیہ السلام نے وہ پلیٹ اور چھری لی بستی کی طرف آ گئے اور بستی والوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ اللہ تعالی نے انسانی گوشت منگوایا ہے، مگر ان میں سے کوئی بھی انسان اپنا گوشت دینے پر راضی نہ ہوا، موسی علیہ السلام ساری بستی میں گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک انسان سامنے آیا اور آپ سے سوال کیا کہ کیا بات ہے موسی؟ آپ پریشان لگ رہے ہیں، اس کے پوچھنے پر موسی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اللہ تعالی نے انسانی گوشت منگوایا ہے، مگر کوئی بھی یہاں اس بات پر راضی نہیں ہو رہا۔

یہ سننا تھا کہ اس انسان نے چھری اٹھائی اور اپنے جسم کے کئی حصوں سے گوشت کاٹ کر حضرت موسی علیہ السلام کو دے دیا، آپ نے وہ گوشت کوہ طور پر لے جا کر اللہ تعالی کے حوالے کر دیا، اس پر اللہ پاک نے ان سے کہا: تمہیں اس بستی میں جانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ تم اپنا گوشت بھی تو دے سکتے تھے مجھے، آخر تم بھی انسان ہو، تم نے اپنا گوشت کیوں نہیں دیا، امید ہے تمہیں تمہارے سوال کا جواب مل گیا ہو گا، وہ انسان جس نے میرے کہنے پر اپنا گوشت تک دے دیا، میں نے بھی

اسی کے کہنے پر ہی اس عورت کو چار بیٹے عطاء کئے، اے موسیٰ! اگر کوئی میرے کہنے پر اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے تو میں بھی اس کے کہنے پر اپنا فیصلہ بدل دیتا ہوں''۔

روایت کا حکم

بفرضِ ثبوت بظاہر یہ اسرائیلی روایت ہے، اور اس حکایت میں شدید نکارت پر مبنی متعدد امور بالکل ظاہر ہیں، اس لئے اسے بیان نہ کریں، واللہ اعلم۔
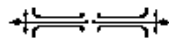
روایت نمبر (۱۴)

روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "الصحابة كلهم عدول".
صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے عادل ہیں"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں ان الفاظ سے کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو۔

اہم نوٹ:

حدیث کی حیثیت سے روایت کا حکم گزر چکا ہے، تاہم قطع نظر حدیث کے اہل حق سلف وخلف، اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام تر عادل ہیں[1]۔

---
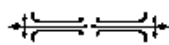
[1] اس بارے میں حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "ونحن وإن كان الصحابة رضي الله عنهم قد كفينا البحث عن أحوالهم لإجماع أهل الحق من المسلمين وهم أهل السنة والجماعة على أنهم كلهم عدول". (الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ۱/۱۹، ت: علي محمد البجاوي، دار الجيل ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۲هـ).

حافظ عراقی رحمہ اللہ کی عبارت ملاحظہ ہو: "وحكى ابن عبد البر في الاستيعاب إجماع أهل الحق من المسلمين، وهم أهل السنة والجماعة على أن الصحابة كلهم عدول". (شرح التبصرة والتذكرة: ۲/۱۳۱، ت: عبد اللطيف الهميم، ماهر ياسين فحل، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۳هـ).

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الصحابة كلهم عدول بإجماع أهل الحق". (الإصابة في تمييز الصحابة: ۱/٦۸، رقم: ۱۰٥۸٤، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱٥هـ).

روایت نمبر ⑮

روایت: "ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر اپنے اونٹ کے بارے میں شکایت کرنا کہ وہ مجھے پوری رات سونے نہیں دیتا، اور اونٹ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہنا میں ان کو اس وجہ سے سونے نہیں دیتا کہ مجھے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں ان کی نماز فوت نہ ہو جائے"۔

حکم: سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

"حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرا ایک اونٹ ہے، میں سارا دن محنت مزدوری کرتا ہوں، اس اونٹ پر سامان لادتا ہوں، اور میں اس کے دانے پانی کا پورا پورا خیال رکھتا ہوں، لیکن جب میں رات کو آکر سوتا ہوں تو کبھی کبھی وہ ایسی دردناک آواز نکالتا ہے کہ میری آنکھ نہیں لگتی، اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ دعا فرما دیجئے کہ اونٹ مجھے رات کو سونے دیا کرے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم نے مدعی کی بات سن لی ہے، اب ہم مدعا علیہ کو بھی بلائیں گے، چنانچہ اس اونٹ کو بلانے کا حکم دیا گیا، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اونٹ سے فرمایا: تیرا مالک تیری شکایت بیان کر رہا ہے کہ وہ تیرے دانے پانی کا خیال رکھتا ہے، لیکن تو اس کا خیال نہیں رکھتا، اور رات کو ایسی آوازیں نکالتا ہے جس سے تیرے مالک کی نیند خراب ہوتی ہے، یہ کیا معاملہ ہے؟

یہ سن کر اونٹ کے آنکھوں میں آنسوں آگئے، اور کہنے لگا: اے اللہ تعالی کے محبوب ﷺ! معاملہ یہ ہے کہ ہم دونوں سارا دن محنت مزدوری کرتے ہیں، یہ میرا خیال رکھتا ہے، میں ان کا خیال رکھتا ہوں، یہ بوجھ لادتے ہیں اور میں لے کر پہنچاتا ہوں، یہ مجھے دانہ پانی بھی دیتے ہیں، ہم دونوں ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہیں۔

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اچھے ساتھی ہو تو پھر اس کو سونے کیوں نہیں دیتے؟ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی ﷺ! معاملہ یہ ہے کہ کئی مرتبہ تھکے ہوئے گھر آتے ہیں، مغرب کے بعد کھانا کھاتے ہیں، اس وقت کبھی کبھی ان پر نیند غالب آجاتی ہے، تو دل میں سوچتے ہیں کہ میں تھوڑی دیر کے لئے کمر سیدھی کرلوں، پھر میں اٹھ کر عشاء کی نماز پڑھ لوں گا، لیکن جب کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹتے ہیں تو نیند گہری ہو جاتی ہے، انہوں نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی ہوتی، رات کو کافی دیر ہو جاتی ہے، چونکہ میں قریب ہوتا ہوں اس لئے مجھے نیند نہیں آتی کہ اگر ان کی نماز کی قضاء ہو گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالی مجھ سے پوچھ لے کہ تو نے اپنے ساتھی کو کیوں نہیں جگایا تھا، تاکہ وہ میرے حکم کی پابندی کرلیتا، اے میرے محبوب ﷺ! میرے اوپر بھی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند کا غلبہ ہوتا ہے، مگر میں اللہ تعالی کی جلالت شان کی وجہ سے ڈرتا ہوں اور دردناک آوازیں نکالتا ہوں کہ میرے مالک اٹھ جا، اور اپنے مالک کی بندگی کرلے"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اًتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
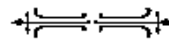
روایت نمبر (۱۶)

روایت: ”حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو انسان بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائے، تو دستر خوان سمیٹنے سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
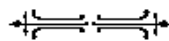
روایت نمبر (۱۷)

روایت: جائز تمنا پوری نہ ہونے پر فقیر کا ٹھنڈا سانس لینا، آدمی کی سوسالہ عبادت کے برابر ہے۔

روایت کا مصدر

علامہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے "قوت القلوب"[۱] میں زیر بحث مضمون ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، ملاحظہ ہو:

"وكان يقول: تنفس الفقير دون شهوة لا يقدر عليها أفضل من عبادة غني عمره كله".

اور ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: فقیر کا ٹھنڈا سانس لینا کسی ایسی چیز کی چاہت پر جس کی اس کو قدرت حاصل نہ ہو تو یہ مال دار کی ساری زندگی کی عبادت سے افضل ہے۔

بعض دیگر مصادر

زیر بحث مضمون امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "إحیاء علوم الدین"[۲] میں ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے طور پر نقل کیا ہے، جس میں "ساری زندگی کی عبادت" کی جگہ "سوسالہ عبادت" مذکور ہے۔

---

[۱] قوت القلوب:ص:١٤٩٤،ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

[۲] إحياء علوم الدين:٢٠٤/٤،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ.

"احیاء علوم الدین" کی عبارت ملاحظہ ہو: "وقال أبو سليمان الداراني رحمه الله تعالى: تنفس فقير دون شهوة لا يقدر عليها أفضل من عبادة غني ألف عام".

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً نہیں مل سکی، اور ایسی خبر صرف آپ ﷺ کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔
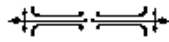
روایت نمبر (۱۸)

روایت: "اللہ تعالیٰ کا رات کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت کو حکم دینا کہ فلاں ناپسند بندہ کو تھپکی دے کر سلائے رکھو، فلاں محبوب بندہ کو پَر مار کر تہجد کے لئے بیدار کر دو، اور فلاں فلاں مقرب بندہ کو کروٹ دے دو، وہ چاہیں عبادت کریں یا سوتے رہیں، میں ان سے راضی ہوں"۔

روایت: "حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جب رات ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ایک جماعت کو بلاتے ہیں، فرماتے ہیں: میرے فرشتو! فلاں فلاں مجھے ناپسند ہے، جاؤ اور ان کو تھپکی دے کر سلادو، میں نہیں چاہتا وہ اس وقت میں اٹھیں، میں ان کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا، لہذا فرشتے انہیں تھپکی دے کر سلا دیتے ہیں، ساری رات جاگتے ہیں، آخری پہر میں گہری نیند آجاتی ہے۔

پھر فرشتوں کی دوسری جماعت کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فلاں فلاں میرے محبوب بندے ہیں، جاؤ اور ان کو پر مار کر جگادو، تاکہ وہ اٹھیں اور مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کریں، وہ مجھ سے مانگیں میں ان کی جھولیوں کو بھر دوں، چنانچہ فرشتے آتے ہیں اور بعض لوگوں کو پر مار کر جگا دیتے ہیں۔

اور فرمایا: فرشتوں کی ایک تیسری جماعت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھو، فلاں فلاں بندے میرے مقربین میں سے ہیں، میں ان سے پیار کرتا ہوں، میں ان سے راضی ہوں، جاؤ اور ان کی کروٹ بدل دو، یہ چاہیں گے تو اٹھ کر عبادت کریں گے اور چاہیں گے تو سو جائیں گے، میں ان کے جاگنے پر بھی راضی ہوں، میں ان کے سونے پر بھی راضی ہوں"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
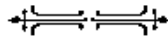
روایت نمبر ⑲

روایت: ''نبی ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ نے اسی وقت تیمم فرمالیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ سامنے پانی ہے، فرمایا: ہاں، کیا معلوم کہ یہاں سے وہاں جانے تک میری زندگی ساتھ دے گی یا نہیں؟ اس لئے میں نے احتیاطاً تیمم کرلیا ہے، پھر آپ ﷺ نے جاکر وضو فرمایا اور نماز ادا کی''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سنداً خاص اس سیاق والفاظ سے تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ: واضح رہے کہ بالکل اس جیسی ایک روایت ''مسند احمد'' (۴/۴۷۳) میں موجود ہے، اسے بیان کیا جاسکتا ہے۔
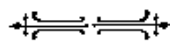
روایت نمبر (۲۰)

روایت: ’’حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنتی جس وقت میں نماز پڑھتے ہوں گے، جب وہ وقت ہوگا تو جتنے جنت کے درخت ہوں گے ان تمام درختوں کے پتوں میں سے اللہ اکبر کی آواز آنی شروع ہو جائے گی، جنتی بھی اللہ اکبر کہیں گے، حور وغلمان سب اللہ اکبر کہیں گے، اس اللہ اکبر کی آواز سے جنتی پہچان لیں گے کہ اس وقت فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے، ہم اس وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور جب شام کا وقت ہوگا تو عرش کے پردے گرادیے جائیں گے‘‘۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
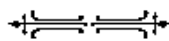
روایت نمبر (۲۱)

روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب عید کا دن ہو گا تو عید کے دن فرشتے اللہ رب العزت کی طرف سے ہر ہر جنتی کے لئے ڈبہ میں بند ایک تحفہ لائیں گے جو جنتیوں کو عطاء کر دیا جائے گا"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند آتاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ زیر بحث روایت سے ملتی جلتی ایک روایت فصل اول میں گزر چکی ہے۔
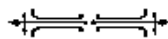
روایت نمبر (۴۲)

روایت: ”قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا، اتنا مزہ آئے گا کہ مؤمن وہاں سے جنت میں جانا ہی نہیں چاہے گا، چنانچہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ“، ایک مقام پر یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے: ”تعجب کرتا ہوں میں ان لوگوں پر جن کو قیامت کے دن فرشتے نور کی زنجیر سے باندھ کر جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
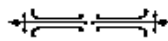
روایت نمبر (۴۳)

روایت: "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو دن آپ گناہوں کے بغیر گزاریں ایسے ہی ہے جیسے وہ دن میری صحبت میں گزارا ہو"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۴۴)

روایت: ”ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لوگوں کے دلوں میں جو مخلوق کی محبت آجاتی ہے اس کی پہچان کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سهر الليالي وإرسال اللآلئ“. انسان راتوں کو جاگتا ہے اور موتی بہاتا ہے“۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند آتا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

روایت نمبر (۲۵)

روایت: ”آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو آدمی تہجد پڑھتا ہے، اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں: ”قد قام صاحبنا لخدمة الله تعالى“. ہمارا ساتھی (آج رات) اللہ تعالیٰ کی خدمت گزاری کے لئے کھڑا ہو گیا ہے“۔

روایت کا مصدر

زیر بحث روایت حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے ”بحر الدموع“[1] میں بلا سند ان الفاظ سے نقل کی ہے:

”وفي الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: إذا قام العبد بالليل، تباشرت أعضاؤه، ونادى بعضها بعضا: قد قام صاحبنا لخدمة الله تعالى“.

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ رات کو (عبادت کے لئے) کھڑا ہوتا ہے تو اس کے اعضاء باہم خوش ہو کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں: ہمارا ساتھی (آج رات) اللہ تعالیٰ کی خدمت گزاری کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند آنا حال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا

[1] بحر الدموع: ص: ۳۰، دار الصحابة للتراث - بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
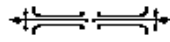
روایت نمبر (۴۶)

روایت: ''آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''كل ما شغلك عن الله فهو معبودك''. ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے غافل کر دے وہی تیرا معبود ہے''۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جا سکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
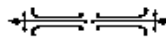
روایت نمبر (۲۷)

روایت: "نبی ﷺ نے فرمایا: "کل مطیع للہ فھو ذاکر".
ہر وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو، وہ ذکر کرنے والا ہے"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔
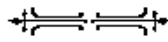
روایت نمبر (۲۸)

روایت: ''آپ ﷺ کا دریا کے کنارے پر عصر کی نماز کے بعد اپنی امت کے لئے رو رو کر مغفرت کی دعا مانگنا، اور ایک چڑیا کا اپنی چونچ میں چند دانے ریت کے لے جا کر دریا میں ڈالنا، پھر آپ ﷺ کے پوچھنے پر جبرائیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو بتانا کہ جس طرح چڑیا کے ریت کے چند دانوں سے دریا میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اسی طرح آپ ﷺ کی امت کے گناہ اللہ تعالی کی رحمت کے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے''۔

روایت: ''ایک مرتبہ نبی علیہ السلام لشکر کے ساتھ واپس تشریف لا رہے تھے، دریا کے کنارے آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا، عصر کی نماز ادا کی، عصر کی نماز کے بعد اللہ تعالی کے پیارے حبیب ﷺ نے رو رو کر امت کی مغفرت کے لئے دعا مانگی، اے اللہ! میری امت کو بخش دیجیے، ان کی خطائیں معاف کر دیجیے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک چھوٹی سی چڑیا آئی اور اس نے ریت کے چند دانے اپنے منہ میں ڈالے، اور دریا کے پانی کی طرف اڑ کر چلی گئی، پھر دوبارہ آئی، پھر چند دانے ریت کے چونچ میں ڈالے پھر دریا کی طرف چلی گئی، جب اس نے دو چار دفعہ ایسا کیا تو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ متوجہ ہوئے کہ یہ چڑیا کر کیا رہی ہے؟ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل یہ کیا معاملہ ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! اس سارے معاملے کو اللہ نے مجسم کر کے دکھایا۔

آپ ﷺ نے رو رو کر دعا مانگی، اللہ میری امت کے گناہوں کو معاف فرما دیجیے، رب کریم نے آپ کو مجسم شکل میں یہ بات دکھادی کہ دیکھئے جس طرح اس

چڑیا کی چونچ میں ایک دو دانے ہی توریت کے آتے ہیں اور یہ ان دانوں کو لے جا کر دریا میں جب ڈالتی ہے تو دریا کو ریت کے ان دانوں کا پتہ ہی نہیں چلتا، اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی امت کے گناہ ریت کے ان دانوں کی طرح ہیں اور میری رحمت تو اس دریا کے مانند ہے، جس طرح ریت کے دانے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اسی طرح آپ کی امت کے گناہ میری رحمت کے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے، میں قیامت کے دن آپ کو خوش کر دوں گا"۔

روایت کا حکم

تلاش بسیار کے باوجود یہ روایت سند اً تاحال ہمیں کہیں نہیں مل سکی، اور جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب صرف ایسا کلام اور واقعہ ہی منسوب کیا جاسکتا ہے جو معتبر سند سے ثابت ہو، واللہ اعلم۔

اہم نوٹ:

اس مضمون پر مشتمل ایک روایت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "صحیح"[1] میں تخریج کی ہے، ملاحظہ ہو:

"حدثني يونس بن عبد الأعلى الصدفي، أخبرنا ابن وهب، قال: أخبرني عمرو بن الحارث، أن بكر بن سوادة، حدثه عن عبد الرحمن بن جبير، عن عبد الله بن عمرو بن العاص، أن النبي صلى الله عليه وسلم تلا قول الله

[1] صحيح مسلم: ۱۹۱/۱، رقم: ٣٤٦، ت: محمد فواد عبد الباقي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

عز وجل في إبراهيم: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ ٱلنَّاسِ فَمَن تَبِعَنِى فَإِنَّهُۥ مِنِّى﴾ الآية، وقال عيسى عليه السلام: ﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾، فرفع يديه وقال: اللهم أمتي أمتي، وبكى، فقال الله عز وجل: يا جبريل! اذهب إلى محمد، وربك أعلم، فسله ما يبكيك؟ فأتاه جبريل عليه الصلاة والسلام فسأله، فأخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بما قال، وهو أعلم، فقال الله: يا جبريل! اذهب إلى محمد فقل: إنا سنرضيك في أمتك، ولا نسوءك".

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے قول کی تلاوت فرمائی: اے ''میرے پروردگار ان بتوں نے میرے بہترین آدمیوں کو گمراہ کردیا، پھر جو شخص میری راہ چلے گا وہ تو میرا ہے ہی''، اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں (اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تلاوت فرمائی): ''اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف فرمادیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں''، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: اے اللہ! میری امت میری امت، اور سسکیاں لی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے جبریل! محمد کے پاس جاؤ، حالانکہ آپ کا رب خوب جانتا ہے، اور پوچھو کہ آپ کو کیا چیز رلا رہی ہے، جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کہا تھا ان کو بتا دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد کے پاس جاکر کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کردیں گے، اور غمگیں نہیں کریں گے۔

روایات کا مختصر حکم

فصل اول (مفصل نوع)

روایت	مختصر حکم
① روایت: ”جس شخص نے جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبر، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اور سورۂ یاسین کی تلاوت کی، اس کی مغفرت کردی جاتی ہے“، ایک روایت میں اس کے یہ الفاظ مذکور ہیں: ”جس شخص نے جمعہ کے دن اپنے والدین کی قبر، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے، اور اسے فرمانبردار لکھ دیا جاتا ہے“، اور ایک مقام پر ہے: ”اسے بریٔ الذمہ لکھ دیا جاتا ہے“۔	شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس سند میں اضطراب ہے، اور حدیث کا متن منکر جداً ہے، گویا کہ من گھڑت کے مشابہ ہے“، نیز حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، بہر صورت اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
② روایت: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والد یا اپنی والدہ یا اپنی پھوپھی یا اپنی خالہ یا اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اسے ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا، اور جس نے اپنے والدین کی قبر کی زیارت کی یہاں تک کہ وہ وفات پاگیا تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے“۔	حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کی ایسی کوئی اصل نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جائے“، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”من گھڑت“ قرار دیا ہے، حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس کی کوئی اصل نہیں

	ہے"، اس لئے زیر بحث روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۳) روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی والدہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہے"۔	حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث اسناد اور متن کے اعتبار سے منکر ہے"، حافظ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث منکر ہے"، حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابو الحسن ابن القطان فاسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث منکر جداً ہے، اور اس باب میں کچھ بھی صحیح نہیں ہے"، اس لئے اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۴) روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان اپنی اہلیہ سے ہمبستر ہو اور وہ یہ نیت کرے کہ اگر یہ حاملہ ہو گئی تو میں اس بچے کا نام محمد رکھوں گا، تو اللہ اسے لڑکا عطا فرمائیں گے، اور جس گھر میں محمد نام کا شخص ہو گا اللہ اس گھر میں خیر و برکت فرمائیں گے"۔	شدید ضعیف ہے، حتی کہ حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے "من گھڑت"، "جھوٹ" کہا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

روایت	حکم
⑤ روایت: ’’نبی ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا: اے محمد! کھڑے ہو جائیں، بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں، چنانچہ ہر وہ شخص جس کا نام محمد ہو گا وہ کھڑا ہو جائے گا، یہ گمان کرتے ہوئے کہ اسے پکارا گیا ہے، چنانچہ محمد ﷺ کے اکرام کی وجہ سے انہیں نہیں روکا جائے گا‘‘۔	من گھڑت
⑥ روایت: ’’رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس نے اس بچے کا نام برکت کے لئے محمد رکھا تو وہ شخص اور بچہ جنت میں ہوں گے‘‘۔	حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ قاوقجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے متن کو ’’من گھڑت‘‘ کہا ہے، نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ علامہ سبط ابن عجمی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد بن یوسف شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث روایت کو اُن احادیث کی فہرست میں ذکر کیا ہے جو فی نفسہ باطل ہوتی ہیں، اور اُن کا بطلان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا کلام نہیں ہے، اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
⑦ روایت: ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دو شخص اللہ کے سامنے پیش ہوں گے، ان دونوں کو جنت میں جانے کا	من گھڑت

حکم ہو گا، وہ دونوں کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم کس وجہ سے جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہوئے ہیں، جبکہ ہم نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ ہمیں جنت کی اجازت دیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میرے بندو داخل ہو جاؤ، میں نے قسم کھائی ہے کہ احمد و محمد نام کا کوئی شخص جہنم میں داخل نہیں ہو گا"۔	
⑧ روایت: "اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! اے محمد! میں کسی ایسے شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے اپنا نام آپ کے نام سے رکھا ہو"۔	باطل، من گھڑت
⑨ روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "نعم المذکر السبحة". تسبیح بہترین یاد دلانے والی چیز ہے"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑩ روایت: "نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی عالم کو سہارا دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر قدم کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اگر کوئی آدمی محبت و عقیدت کی وجہ سے کسی عالم کے ماتھے یا سر پر بوسہ دیتا ہے تو اللہ رب العزت ہر بال کے بدلہ میں اس کو نیکی عطا فرماتے ہیں"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔
⑪ روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كاد الحليم أن يكون نبيا". قریب ہے کہ حلیم (بردبار) نبی ہوتا"۔	حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو "لایصح" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، علامہ مناوی رحمہ اللہ اور علامہ محمد بن محمد درویش الحوت رحمہ اللہ نے حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، اور حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ کی اتباع کرتے ہوئے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی سند کو "مظلم" اور یزید رقاشی کو "واہی" کہہ کر اس کے

	"ضعفِ شدید" کی جانب اشارہ کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔ مزید اہم امور تفصیل میں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔
(۱۲) روایت: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک میں دس فائدے ہیں: منہ کو صاف کرتی ہے، اور اللہ کو راضی کرنے کا سبب ہے، اور شیطان کو ناراض کرتی ہے، اور فرشتوں کی محبوب چیز ہے، اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، اور منہ کو خوشبودار بناتی ہے، اور بلغم کو ختم کرتی ہے، اور کڑواہٹ کو زائل کرتی ہے، اور نگاہ کو تیز کرتی ہے، اور سنت کی موافقت کرتی ہے"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔ واضح رہے کہ اس حدیث میں مذکور صرف دو فوائد ثابت ہیں، یعنی: "مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے"، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے۔
(۱۳) روایت: جس میں مسواک کے چوبیس (۲۴) فضائل مذکور ہیں۔	حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے، مرفوع نہیں ہے"، حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "خالد بن معدان کا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے، اور حدیث کے متن میں نکارت ہے، اور یہ موقوف ہے"، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ کسی صحیح طریق میں، اور نہ ہی کسی ضعیف

	طریق میں"، علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، الحاصل اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔ واضح رہے کہ اس حدیث میں مذکور صرف دو فوائد ثابت ہیں، یعنی: "مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے"، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے۔
⑭ روایت: جس میں مسواک کے تقریباً چوّن (۵۴) فضائل مذکور ہیں۔	شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے من گھڑت احادیث میں شمار کیا ہے، اس لئے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔ واضح رہے کہ اس حدیث میں مذکور صرف دو فوائد ثابت ہیں، یعنی: "مسواک منہ کو صاف کرتی ہے، رب کو راضی کرنے کا سبب ہے"، اس لئے سابقہ ذکر کردہ حکم کا تعلق ان دو فوائد کے علاوہ سے ہے۔
⑮ روایت: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسواک نگاہ کو تیز کرتی ہے"۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔ مزید اہم امور تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۶) روایت: "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "السواك یزید الرجل فصاحة". مسواک انسان کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے"۔

حافظ عقیلی رحمہ اللہ اور حافظ ابن عدی رحمہ اللہ نے اسے "منکر، غیر محفوظ" کہا ہے، حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ، حافظ ذہبی رحمہ اللہ، حافظ عراقی رحمہ اللہ اور حافظ ولی الدین ابن عراقی رحمہ اللہ نے حافظ عقیلی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "معلول" کہا ہے، حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے"، اور حافظ صغانی رحمہ اللہ نے اسے "من گھڑت" قرار دیا ہے، اور علامہ پٹنی رحمہ اللہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ اور علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے حافظ صغانی رحمہ اللہ کے کلام پر اعتماد کیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے زیر بحث روایت کے تحت سند میں موجود راوی معلی بن میمون کو "واہ" کہہ کر اس کے "ضعفِ شدید" کی طرف اشارہ کیا ہے، شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اگر یہ من گھڑت نہ بھی ہو، تو من گھڑت کی جنس سے ہے"، اس لئے اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔

⑰ روایت: ایک بالشت سے زائد مسواک پر شیطان کا سواری کرنا۔	علامہ سفّارینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ کلام ساقط ہے، اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں ہے، کیونکہ میری معلومات کے مطابق یہ کہیں وارد نہیں ہے"، اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمۃ اللہ علیہ نے زیر بحث اور چند دوسری روایات کے متعلق فرمایا ہے: "ان حضرات کی ذکر کردہ ان مرویات کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، اور نہ ہی ان کا کوئی نقلی یا عقلی اعتماد ہے، یہ چیزیں بعض فقہاء نے "نفرت دلانے" اور "کراہت پیدا کرنے" کے باب میں کہی ہیں، کاش! وہ ان کو ذکر ہی نہ کرتے، کیونکہ مؤمن یہ چیزیں اتباع اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے اختیار کرتا ہے، اور محبت پیدا کرنے اور رغبت دلانے کے لئے سنت ہی کافی ہے، اگر یہ فقہاء یہ کہہ دیتے کہ ان چیزوں کا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد نہیں ہوا ہے، تو یہ اُن کے ذکر کردہ ان امراض واغراض سے بہتر تھا، جن کی کوئی سند اور قبولیت نہیں ہے، لیکن علماء میں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آرہی ہے کہ ان کی ہر نوع میں تساہل ہوتے ہیں، الحاصل یہ فقہاء کے تساہلات میں سے ہے، اس

روایت	حکم
	سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے"، نیز زیر بحث روایت سنداً نہیں ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ ﷺ کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اس کو بیان نہ کیا جائے، واللہ اعلم۔
(۱۸) روایت: "مسواک میں ہر بیماری سے شفاء ہے سوائے سام کے، اور سام موت ہے"۔	علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "دیلمی رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے نے یہ روایت بغیر سند کے ذکر کی ہے"، علامہ غماری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اس جیسی باطل بات جاہل یا زندیق ملحد ہی کہہ سکتا ہے"، الحاصل اس روایت کو آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا درست نہیں ہے، واللہ اعلم۔
(۱۹) روایت: "جب رسول اللہ ﷺ مسواک کرتے تو فرماتے: "اللهم اجعل سواكي رضاك عني، واجعله طهورا وتمحيصا، وبيض به وجهي كما تبيض به أسناني". اے اللہ! میری مسواک کو میری طرف سے اپنی رضا کا سبب بنا، اور اسے پاکی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ بنا، اور اس کے ذریعہ سے میرے چہرے کو ایسے چمکا دے جیسے اس کے ذریعہ سے میرے دانتوں کو چمکاتے ہیں"۔	من گھڑت
(۲۰) روایت: جنت میں نمازوں کے اوقات میں تحائف کا ملنا۔	شدید ضعیف ہے، بیان نہیں کر سکتے۔

فصلِ ثانی (مختصر نوع)

روایات	حکم
① روایت: ''حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، وہ فجر کی نماز پڑھتے، اور نماز پڑھنے کے بعد جلدی اپنے گھر چلے جاتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فجر کی محفل میں شرکت نہیں کرتے تھے، کسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ پتہ نہیں کس حال میں ہے کہ جلدی چلا جاتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم جلدی کیوں چلے جاتے ہو؟ تو وہ کہنے لگے: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ہمسائے کے گھر میں ایک درخت ہے جس پر پھل لگے ہوئے ہیں، مگر اس کی کچھ شاخیں میرے گھر پر آتی ہیں، اور جب رات ہوتی ہے تو شاخوں سے پھل میرے گھر میں گر جاتے ہیں، میں فجر کی نماز پڑھ کر جلدی آتا ہوں، تاکہ ان پھلوں کو اٹھا کر اس آدمی کے گھر واپس ڈال دوں، ایسا نہ ہو کہ میرے بچے جاگ جائیں، اور بلا اجازت دوسرے کے پھل کھانے کے گناہ میں ملوث ہو جائیں۔۔۔''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
② روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''نصرت بالشباب''. میری مدد جوانوں سے کی گئی''۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
③ روایت: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''أوصيكم بالشباب خيرا، فإنهم أرق أفئدة، إن الله بعثني بشيرا ونذيرا، فحالفني الشباب وخالفني الشيوخ، ثم قرأ: ''فَطَالَ عَلَيۡهِمُ ٱلۡأَمَدُ فَقَسَتۡ قُلُوبُهُمۡ''. میں تمہیں جوانوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، کیوں کہ ان کے دل زیادہ نرم ہوتے ہیں، اللہ تعالی نے	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔

مجھے خوش خبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، پھر جوانوں نے مجھ سے عہد وپیمان کیا، اور بوڑھوں نے میری مخالفت کی، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''پھر ان پر ایک زمانہ دراز گزر گیا، پھر ان کے دل سخت ہوگئے''۔	
(۴) روایت: مکھی کا رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک پر نہ بیٹھنا۔	علامہ دُلجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے علم میں یہ بات نہیں کہ اس کو کس نے روایت کیا ہے''، علامہ خَفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ ان روایات میں سے ہے جن کو ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، مگر محدثین کا کہنا ہے: یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کا روایت کرنے والا کون ہے''، الحاصل یہ روایت سنداً نہیں ملتی، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب تک اس کی کوئی معتبر سند نہ ملے، اسے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔
(۵) روایت: ایک گناہگار کی زبان سے کروٹ بدلنے کے دوران ''یارب'' کا لفظ نکلنا، اور اس پر اللہ تعالی کا اس کی بخشش فرمانا۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۶) روایت: خطبۂ جمعہ میں خطیب کے چہرے کی طرف دیکھنے پر میدان مزید میں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہونا۔	سنداً نہیں مل ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ ﷺ کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۷) روایت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں بیٹھے فیصلے فرما رہے تھے کہ اسی دوران ایک نوجوان کو دو نوجوان خوبصورت لباس	ذکر کردہ حکایت میں موجود نکارت اہل نظر پر مخفی نہیں، خصوصاً حکایت

بیٹے گھسیٹ کر لائے، اور کہا کہ ہمارے والد باغ میں کام کر رہے تھے، اس شخص نے ہمارے والد کو قتل کر دیا ہے، ہمیں قصاص چاہیئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اس نوجوان نے قتل کا اقرار کیا، اور قتل کرنے کی وجہ بیان کی، پھر نوجوان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تین دن کی مہلت مانگی کہ میرے پاس میرے بھائی کی امانت رکھی ہوئی ہے، میں اس کو واپس کر کے آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس سے پوچھا کہ اس کی کوئی ضمانت لیتا ہے، پھر نوجوان کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنا کفیل بنانا، تیسرے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر نوجوان نے تاخیر کی تو میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے متعلق وہ کر گزروں گا جس کا اسلامی شریعت تقاضہ کرتی ہے، حاضرین لمبی لمبی سانس لینے لگے، شور وشغب بڑھ گیا، ہچکیاں بڑھ گئیں، بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان دو نوجوانوں کو دیت کی پیش کش کی، لیکن وہ دونوں مقتول کے خون کا بدلہ لینے پر ہی اصرار کرتے رہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم بے چین ہوگئے، اور ابوذر رضی اللہ عنہ پر افسوس کرتے ہوئے چیخ وپکار کرنے لگے، اچانک وہ نوجوان آگیا، پھر ان دو نوجوانوں نے اپنے والد کے قاتل کو معاف کر دیا۔	کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کے نہ آنے کی صورت میں ان کے کفیل حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ پر قصاص جاری کر دیا جاتا، اور یہ فیصلہ دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تھا، حالانکہ مسلمہ امر ہے کہ اس صورت میں کفیل پر صرف دیت واجب ہوتی ہے، الحاصل زیر بحث حکایت کو ذکر کردہ سیاق کے ساتھ بیان کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے، واللہ اعلم۔
⑧ روایت: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "الموت جسر يوصل الحبيب إلى الحبيب". موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتا ہے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑨ روایت: "اللہ جل جلالہ کے حکم پر ابلیس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابلیس سے اس کے دشمنوں اور دوستوں کے بارے میں سوال کرنا، اور ابلیس کا بتانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں میرے پندرہ دشمن، اور دس دوست ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

روایت	حکم
(۱۰) روایت: حدیث قدسی ہے: "عبدي كل يريدك لنفسه، وأنا أريدك لك". اے میرے بندے! ہر کوئی تجھے اپنے لئے چاہتا ہے اور میں تجھے صرف تیرے لئے پسند کرتا ہوں۔	یہ روایت حدیثِ قدسی کے طور پر سنداً نہیں ملتی، لہذا اسے حدیثِ قدسی کہہ کر بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم یہی قول "اثر الٰہی" کے طور پر نقل کیا گیا ہے، اس لئے اسے "اثر الٰہی" کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔
(۱۱) روایت: حدیث قدسی ہے: "عبدي أنا لك محب، فبحقي عليك كن لي محبا". اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، تجھ پر میرے حق کی قسم ہے کہ تو (بھی) مجھ سے محبت کر۔	یہ روایت حدیثِ قدسی کے طور پر سنداً نہیں ملتی، لہذا اسے حدیثِ قدسی کہہ کر بیان کرنا درست نہیں ہے، تاہم یہی قول "اسرائیلی روایت" کے طور پر نقل کیا گیا ہے، اس لئے اسے "اسرائیلی روایت" کہہ کر بیان کر سکتے ہیں، واللہ اعلم۔
(۱۲) روایت: "اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں: " أدعوك وللوصل تأبى، أبعث رسولي في الطلب، أنزل إليك بنفسي، ألقاك في النوام". میں تمہیں بلاتا ہوں، اور تم ملنے سے انکار کرتے ہو، میں تلاش میں اپنا قاصد بھیجتا ہوں، نیند میں تمہارے پاس بذاتِ خود جلوہ افروز ہو کر تم سے ملتا ہوں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۱۳) روایت: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بے اولاد عورت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام دینا کہ تمہاری قسمت میں اولاد نہیں ہے، پھر فقیر کو صدقہ دینے سے اللہ تعالیٰ کا اس کو چار بیٹے عطا کرنا۔	بفرضِ ثبوت بظاہر یہ اسرائیلی روایت ہے، اور اس حکایت میں شدید نکارت پر مبنی متعدد امور بالکل ظاہر ہیں، اس لئے اسے بیان نہ کریں، واللہ اعلم۔

⑭روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "الصحابة كلهم عدول". صحابہ رضی اللہ عنہم سارے کے سارے عادل ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑮روایت: "ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول کا آپ ﷺ کی خدمت میں آکر اپنے اونٹ کے بارے میں شکایت کرنا کہ وہ مجھے پوری رات سونے نہیں دیتا، اور اونٹ کا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ کہنا میں ان کو اس وجہ سے سونے نہیں دیتا کہ مجھے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں ان کی نماز فوت نہ ہو جائے"۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
⑯ روایت: "حضور ﷺ کا ارشاد ہے: جو انسان بیوی بچوں کے ساتھ مل کر کھانا کھائے، تو دستر خوان سمیٹنے سے پہلے اللہ تعالی ان کے گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑰روایت: جائز تمنا پوری نہ ہونے پر فقیر کا ٹھنڈا سانس لینا، آدمی کی سو سالہ عبادت کے برابر ہے۔	سنداً نہیں مل ملتی، اور ایسی خبر صرف آپ ﷺ کے ارشاد ہی سے معلوم ہو سکتی ہے، اس لئے اسے بیان کرنا موقوف رکھا جائے، واللہ اعلم۔
⑱روایت: "اللہ تعالی کا رات کے وقت فرشتوں کی ایک جماعت کو حکم دینا کہ فلاں ناپسند بندہ کو تھپکی دے کر سلائے رکھو، فلاں محبوب بندہ کو پَر مار کر تہجد کے لئے بیدار کر دو، اور فلاں فلاں مقرب بندہ کو کروٹ دے دو، وہ چاہیں عبادت کریں یا سوتے رہیں، میں ان سے راضی ہوں"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
⑲روایت: "نبی ﷺ نے ایک مرتبہ جہاد سے واپس تشریف لاتے ہوئے دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا، آپ ﷺ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئے اور آپ ﷺ نے اسی وقت تیمم فرمالیا، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! وہ سامنے پانی	یہ روایت خاص اس سیاق و الفاظ سے سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے، تاہم اس بالکل اس جیسی ایک روایت مسند احمد میں موجود ہے اسے

ہے، فرمایا: ہاں، کیا معلوم کہ یہاں سے وہاں جانے تک میری زندگی ساتھ دے گی یا نہیں؟ اس لئے میں نے احتیاطاً تیمم کر لیا ہے، پھر آپ ﷺ نے جا کر وضو فرمایا اور نماز ادا کی"۔	بیان کیا جا سکتا ہے۔
(۲۰) روایت: "حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنتی جس وقت میں نماز پڑھتے ہوں گے، جب وہ وقت ہو گا تو جتنے جنت کے درخت ہوں گے ان تمام درختوں کے پتوں میں سے اللہ اکبر کی آواز آنی شروع ہو جائے گی، جنتی بھی اللہ اکبر کہیں گے، حور و غلمان سب اللہ اکبر کہیں گے، اس اللہ اکبر کی آواز سے جنتی پہچان لیں گے کہ اس وقت فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے، ہم اس وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور جب شام کا وقت ہو گا تو عرش کے پردے گرا دیے جائیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۱) روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جب عید کا دن ہو گا تو عید کے دن فرشتے اللہ رب العزت کی طرف سے ہر ہر جنتی کے لئے ڈبہ میں بند ایک تحفہ لائیں گے جو جنتیوں کو عطاء کر دیا جائے گا"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۲) روایت: "قیامت کے دن مؤمن اللہ تعالی کا دیدار کرے گا، اتنا مزہ آئے گا کہ مؤمن وہاں سے جنت میں جانا ہی نہیں چاہے گا، چنانچہ فرشتوں کو حکم ہو گا کہ ان کو جنت میں لے جاؤ"، ایک مقام پر یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے: "میں تعجب کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو قیامت کے دن فرشتے نور کی زنجیر سے باندھ کر جنت میں کھینچ کر لے جائیں گے"۔	سنداً نہیں ملتی، اس کو بیان نہ کیا جائے۔
(۲۳) روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو دن آپ گناہوں کے بغیر گزاریں ایسے ہی ہے جیسے وہ دن میری صحبت میں گزارا ہو"۔	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔
(۲۴) روایت: "ایک مرتبہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام سے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! لوگوں کے دلوں میں جو مخلوق کی محبت	سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔

	آجاتی ہے اس کی پہچان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سهر الليالي وإرسال اللآلي". انسان راتوں کو جاگتا ہے اور موتی بہاتا ہے"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	⑳روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: جو آدمی تہجد پڑھتا ہے، اس کے جسم کے اعضاء ایک دوسرے کو کہتے ہیں: "قد قام صاحبنا لخدمة الله تعالى". ہمارا ساتھی (آج رات) اللہ تعالی کی خدمت گزاری کے لئے کھڑا ہوگیا ہے"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	㉖ روایت: "آپ ﷺ کا ارشاد ہے: " كل ما شغلك عن الله فهو معبودك". ہر وہ چیز جو تجھے اللہ سے غافل کردے وہی تیرا معبود ہے"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	㉗ روایت: "نبی ﷺ نے فرمایا: " كل مطيع لله فهو ذاكر". ہر وہ بندہ جو اللہ تعالی کا مطیع اور فرمانبردار ہو، وہ ذکر کرنے والا ہے"۔
سنداً نہیں ملتی، بیان کرنا موقوف رکھا جائے۔	㉘ روایت: "آپ ﷺ کا دریا کے کنارے پر عصر کی نماز کے بعد اپنی امت کے لئے رو رو کر مغفرت کی دعا مانگنا، اور ایک چڑیا کا اپنی چونچ میں چند دانے ریت کے لے جا کر دریا میں ڈالنا، پھر آپ ﷺ کے پوچھنے پر جبرائیل علیہ السلام کا آپ ﷺ کو بتانا کہ جس طرح چڑیا کے ریت کے چند دانوں سے دریا میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اسی طرح آپ ﷺ کی امت کے گناہ اللہ تعالی کی رحمت کے دریا کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے"۔

فائدہ:

① ''بیان نہیں کر سکتے'' سے مراد ہے آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

② ''بیان کرنا موقوف رکھا جائے''یعنی معتبر سند ملے بغیر ہر گز بیان نہ کریں، مزید تفصیل ''مقدمہ حصہ دوم'' میں ملاحظہ فرمائیں، اور کتاب کے اندر اس قسم کی روایات کے تحت اکثر ضمنی روایات لکھی گئی ہیں، جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

③ ''بے اصل'' اکثر من گھڑت کے معنی میں ہے۔

④ ''اسرائیلی روایت'' سے مراد وہ روایات ہیں جو بنی اسرائیل سے چلی آرہی ہیں، یہ روایات اگر ہماری شریعت کے مخالف نہ ہوں تو ان کو اسرائیلی روایت کہہ کر بیان کیا جا سکتا ہے، آپ ﷺ کے انتساب سے بیان نہیں کر سکتے۔

⑤ بعض مقامات پر لکھا گیا ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، بلکہ کسی کا قول ہے، محدثین کرام کی تصریح کے مطابق صاحبِ قول کا نام بھی لکھا جاتا ہے، ممکن ہے کہ یہی قول ان کے علاوہ کسی اور کی جانب بھی منسوب ہو، یہ کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی قول ایک سے زائد افراد سے مشہور ہو سکتا ہے۔

فہارس

فہرست آیات

فہرست احادیث وآثار

فہرست رُوات

نمبر شمار	وہ راوی جن کے بارے میں جرحاً یا تعدیلاً کلام نقل کیا گیا ہے	سن پیدائش / سن وفات	اقوال	صفحہ نمبر
١	أبان بن أبي عياش أبو اسماعيل الفيروز البصري	توفي ١٣٨هـ	جرح	٢٢٠
٢	إبراهيم بن حيان بن حكيم بن علقمة الأوسي المدني الأنصاري		جرح	١٣٥
٣	إبراهيم بن عبد الرحيم البصري		لم أجده	١٦٥
٤	أبو محمد الحكمي		لم أجده	٢٦٣
٥	أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نُبَيط بن شَرِيط الأشجعي	توفي ٢٨٧هـ	جرح	١٤٧
٦	أحمد بن خلف أبو حامد الليثي		لم أجده	١٠١
٧	أحمد بن محمد بن قاسم أبو علي النسوي		لم أجده	١٠١
٨	أحمد بن نصر بن عبد الله بن فتح أبو بكر الذارع النهرواني		جرح	١٤٢
٩	إسماعيل بن زياد ويقال إسماعيل بن إبي زياد وإسماعيل بن مسلم أبو الحسن السَّكُوني الشعيري الكوفي الشامي		جرح	٢٠٦
١٠	بحر بن كَنِيز أبو الفضل السقَّاء الباهلي البصري	توفي ١٦٠هـ	جرح	٢٩٠
١١	جعفر بن محمد أبو العباس الوراق		لم أجده	١٠٨
١٢	جويبر بن سعيد أبو القاسم الأزدي البلخي المفسر	توفي مابين ١٤٠ـ١٥٠هـ	جرح	١٦٠
١٣	حبيب بن نصر بن زياد أبو أحمد المهلبي		لم أجده	١٣٠
١٤	حسن بن إسماعيل أبو محمد الشركسي		لم أجده	١٠١

۱۵	حسن بن سهل بن أبان البصري		جرح	۳۳۳
۱٦	حفص بن سلم أبو مقاتل الفزاري السمر قندي	توفي۲۰۸هـ	جرح	٤۸
۱۷	خلف بن يحيى أبو صالح الخراساني البخاري العبدي القاضي ري المعروف بالدلال	توفي بعد ۲۲۰هـ	جرح	٦۹
۱۸	خليل بن مره الضُبَعي البصري	توفي۱٦۰هـ	جرح	۱۸۹
۱۹	ضرار بن عمرو الملطي الكوفي البغدادي البصري		جرح	۲۱۲
۲۰	عبد الملك بن حبيب بن سليمان أبي مروان العباسي الأندلسي السلمي المالكي	توفي۲۳۸هـ	جرح	۲۳٦
۲۱	عبد الله بن صالح أبو صالح الجهني المصري كاتب الليث	توفي۲۲۲هـ أو ۲۲۳هـ	مختلف فيه	۲٤۳
۲۲	عبد الله بن محمد بن مغيره بن نشيط أبو الحسن الكوفي نزيل مصر	توفي۲۱۰هـ	جرح	۲۳۳
۲۳	عبد الله بن محمد بن يعقوب بن حارث أبو محمد الكلاباذي الحنفي البخاري الحارثي السبَذْمُوني المعروف بعبد الله الاستاذ	توفي۲۱۰هـ	جرح	۳۲۷
۲٤	عثمان بن عبد الرحمن بن عمر بن سعد بن أبي وقاص أبو عمرو الزهري الوقّاصي المديني	توفي مابين ۱٦۰ـ۱۷۰هـ	جرح	۷۹
۲٥	عثمان بن عطاء بن أبي مسلم أبو مسعود الخراساني المقدسي	توفي۱٥٥هـ	جرح	۱۰۸
۲٦	عمرو بن جميع أبو المنذر وقيل أبو عثمان الكوفي القاضي حلوان		جرح	۲۱٦
۲۷	عمرو بن زياد بن عبد الرحمن بن ثوبان أبو الحسن الباهلي مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم		جرح	۲۱
۲۸	كنانة بن جبلة بن عمرو أبو نضر السلمي الخرساني الهروي		جرح	۲۱۰
۲۹	محمد بن شعيب أبو عبد الله الراشكي		لم أجده	۱۰۱
۳۰	محمد بن صلت العثماني		لم أجده	۱٦٥
۳۱	محمد بن عبد الرحمن بن أبي بكر الجُدْعاني		جرح	۱۰۱

۳۲	محمد بن عبد الله بن محمد أبو المفضل الشيباني	توفي ۳۸۷هـ	جرح	۱۳۰
۳۳	محمد بن علي بن الحسن		لم أجده	۱۰۸
۳٤	محمد بن الفضل		لم أجده	۱۰۸
۳٥	محمد بن نعمان أبو اليمان البصري		مجهول	۳۸
۳٦	محمد بن هارون بن عيسى بن إبراهيم بن عيسى بن أبي جعفر منصور أبي إسحاق المعروف بابن بريه الهاشمي		جرح	۱٥۳
۳۷	معلى بن ميمون المجاشعي ويقال الخصاف البصري		جرح	۱۸۱
۳۸	وهب بن وهب بن كثير بن عبد الله بن زمعه بن أسود بن مطلب بن أسد بن عبد العزى بن قصي بن كلاب أبو البختري القرشي المدني القاضي	توفي ۲۰۰هـ	جرح	۸۸
۳۹	يحيى بن علاء أبو سلم ويقال: أبو عمرو الرازي البجلي	توفي مابين ۱٥۰ـ۱٦۰هـ	جرح	۳۱
٤۰	يزيد بن أبان أبوعمرو الرقاشي البصري		جرح	۱۷۱

مصادر اور مراجع

اب تک استعمال ہونے والی کتابوں کی یہ فہرست حروفِ تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے، البتہ جن کتابوں کے شروع میں ''الف لام'' آتا ہے، حروفِ تہجی میں ان حروف کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نیز اگر کسی کتاب کے ایک سے زائد نسخے زیرِ استعمال رہے ہیں تو ان میں سے ہر ایک کی علیحدہ تعیین کی گئی ہے۔

● - الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجوزقاني (٥٤٣هـ)، الناشر إدارة المبعوث الإسلامية والدعوة والإفتاء بالجامعة السلفية بنارس، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن إبراهيم الجَوزَقاني (٥٤٣هـ)، ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي، المطبعة السلفية ـ الهند، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - الإبانة عن شريعة الفرقة الناجية: للحافظ أبي عبد الله عبيد الله بن محمد المعروف بابن بطة (٣٠٤هـ/ ٣٨٧هـ)، دار الراية ـ الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - البلدانيات: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت: حسام بن محمد القطان، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الأبواب والتراجم لصحيح البخاري: للعلامة المحدث محمد زكريا بن يحيى الكاندهلوي (١٣١٥هـ/ ١٤٠٢هـ)، ايج ايم سعيد ـ كراتشي.

● - إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزوائد المسانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصيري (٧٦٢هـ/ ٨٤٠هـ)، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم، دار الوطن للنشر ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - إتحاف الخِيَرَةُ المَهَرَة بزوائد المسانيد العَشْرة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البُوصيري (٧٦٢هـ/ ٨٤٠هـ)، ت: أبو عبد الرحمن عادل بن سعد و أبي إسحاق السيّد بن محمود بن إسماعيل، مكتبة الرُشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - إتحاف السّادة المتّقين بشَرْح إحياء علوم الدين: للعلامة السيّد محمّد بن محمّد الحُسَيْني الزَّبِيْدِي الشهير بمُرْتَضَى (١١٤٥هـ/ ١٢٠٥هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.

● - إتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين: للعلامة السيد محمد بن محمد الحسيني الزبيدي الشهير بمرتضى(١١٤٥هـ/١٢٠٥هـ)،مؤسسة التاريخ العربي -بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.

● -إتحاف المهرة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد القدوس محمد نذير،مجمع الملك فهد -المدينة المنوره،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - إتقان مايحسن من الأخبار الواردة على الألسن: للعلامة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغزي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،ت:يحيى مُراد،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٤ء.

● - التوسعة على العيال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، مخطوط من الشاملة.

● -الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:محمدبن سعيدبسيوني زغلول،دار الكتب العلمية -بيروت.

● - الآثار المروية في الأطعمة السرية: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بشكوال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:أبو عمار محمد ياسر الشعيري،أضواء السلف -الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ

● - إثبات صفة العلو: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:أحمد بن عطية بن علي الغامدي،مكتبة العلوم والحكم-المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأجوبة الفاضلة: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،ت:عبدالفتاح أبوغدة، مكتب المطبوعات الإسلامية-بحلب،الطبعة السابعة١٤٣٧هـ.

● -الأجوبة المرضية: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،دار الراية - الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - أحاديث الشيوخ الثقات: للقاضي أبي بكر محمد بن عبد الباقي بن محمد(٥٣٥هـ)،ت:الشريف حاتم بن عارف العوني،دار عالم الفوائد -مكة المكرمة.

● - الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله،دار المنهاج -جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.

● - أحاديث القصاص: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي -بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● -الأحاديث المائة: للعلامة تقي الدين أبي الفضل سليمان بن حمزة بن أحمد بن عمر بن محمد بن أحمد بن قدامة المقدسي (٧١٥هـ)، مخطوط.

● -الأحاديث المختارة: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦٧هـ/٦٤٣هـ)، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٢٠هـ.

● - أحاديث مسلسلات: للعلامة أبي بكر أحمد بن علي الطريثيثي المعروف بابن الزهراء (٤٩٧هـ)، مخطوط.

● - الآحاد والمثاني: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن الضحاك الشيباني (٢٠٦هـ/٢٨٧هـ)، ت: باسم فيصل أحمد الجوابرة، دار الراية - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - أحكام السواك من السعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)، ت: صلاح محمد أبو الحاج، مركز أنوار العلماء للدراسات، الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

● - إحكام النظر في أحكام النظر بحاسة البصر: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)، ت: إدريس الصمدي، دار القلم - دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - الأحكام الوسطى: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)، ت: حمدي السلفي و صبحي السامرائي مكتبة الرشد - الرياض، الطبعة ١٤١٦هـ.

● - أحوال الرجال: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن يعقوب السعدي الجوزجاني (٢٥٩هـ)، ت: عبد العليم عبد العظيم البستوي، حديث أكادمي - فيصل آباد، باكستان.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، دار المعرفة - بيروت.

● - إحياء علوم الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - أخبار القضاة: للقاضي أبي بكر محمد بن خلف الضبي المعروف بوكيع (٣٠٦هـ)، عالم الكتب - بيروت.

● - أخبار مكة: للإمام محمد بن إسحاق بن العباس الفاكهي، ت: عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، دار خضر - بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٤هـ.

● - أخبار مكة: للإمام أبي الوليد محمد بن عبد الله الأزرقي، ت: رشدي الصالح ملحس، دار الأندلس - بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٣هـ.

● - الاختيار لتعليل المختار: للإمام أبي الفضل عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي (٥٩٩هـ/ ٦٨٣هـ)،ت:محمود أبو دقيقة،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - اختيار معرفة الرجال: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن الطوسي(٣٨٥هـ/ ٤٦٠هـ)،ت:جواد القيومي الأصفهاني،مؤسسة النشر الإسلامي ـ قم،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ

● - أداء ما وجب: للإمام أبي الخطاب عمر بن حسن بن دحية الكلبي(٥٤٤هـ/٦٣٣هـ)،ت: محمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ.

● - أدب الإملاء والاستملاء: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السمعاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - أدب الدين والدنيا: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - أدب النساء:للفقيه عبد الملك بن حبيب(٢٣٨هـ)،ت:عبد المجيد تركي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الأذكار النواوية: للإمام محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي(٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:بسام عبد الوهاب،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الأذكار النواوية: للإمام محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/٦٧٦هـ)، ت:محي الدين مستو،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٠هـ.

● -أربع مجالس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،مخطوط من الشاملة.

● -الأربعين في أصول الدين: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي (٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)، ت:عبد الله عبد الحميد عرواني،دار القلم ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● -الأربعين المستخرجة من الصحاح من روايات المحمدين: للعلامة أبي المحاسن عبد الرزاق بن محمد بن أبي نصر الطَّبَسِي (٥٣٧هـ)،مخطوط من الشاملة.

● -ارتياح الأكباد بارباح فقد الأولاد: للعلامة شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،مخطوط.

● -إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١ هـ/٩٢٣هـ)، المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة السادسة ١٣٠٥هـ.

● - الإرشاد في معرفة علماء الحديث: للحافظ أبي يعلى الخليل بن عبد الله بن أحمد الخليلي القزويني (٤٤٦هـ)، ت: محمد سعيد بن عمر إدريس، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - الأسامي والكنى: للحافظ أبي أحمد محمد بن محمد بن أحمد الحاكم الكبير النيسابوري (٢٧٨هـ)، ت: أبي عمر محمد بن علي الأزهري، الفاروق الحديثية ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - الاستذكار: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)، ت: سالم محمد عطا ومحمد علي معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

● - الاستغناء في معرفة المشهورين: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)، ت: عبد الله مرحول السوالمة، دار ابن تيمية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الاستيعاب في معرفة الأصحاب: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)، ت: علي محمد البجاوي، دار الجيل ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - أسد الغابة في معرفة الصحابة: للحافظ عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الجزري (٥٥٥هـ/ ٦٣٠هـ)، ت: علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوِي القاري (١٠١٤هـ)، ت: محمد بن لطفي الصباغ، المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.

● - الأُسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: للملا علي بن سلطان الهروي القاري (١٠١٤هـ)، ت: محمد الصباغ، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٣٩١هـ.

● - أسماء شيوخ الإمام مالك بن أنس: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل بن محمد بن خلفون الأندلسي (٥٥٥هـ/٦٣٦هـ)، ت: محمد زينهم محمد عزب، مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر.

● - الأسماء والصفات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)، ت: عبد الله بن محمد، مكتبة السوادي ـ جدة، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - أسنى المطالب في أحاديث مختلفة المراتب: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحُوت (١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)، ت: مصطفى عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الإصابة في تمييز الصحابة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ

● - الإصابة في تمييز الصحابة:للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبدالله بن عبدالمحسن ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - الاصطفا لبيان معاني الشفا: للعلامة شمس الدين محمد بن محمد بن محمد العثماني الدلجي (٨٦٠هـ/٩٤٧هـ)،مخطوط .

● - أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:جابر بن عبدالله السريع،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● -أطراف الغرائب والأفراد للإمام الدارقطني: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:محمود محمد محمود حسن نصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - أطرَافُ المُسْنِد المُعتَلِي بأطراف المسند الحنبلي: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العَسْقَلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: زهير بن ناصر،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المبين: للعلامة أبي بكر عثمان بن محمد شطا الدمْيَاطِي البَكْري (١٣١٠هـ)،دار إحياء الكتب العربية .

● - اعتلال القلوب: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي(٣٢٧هـ)، ت:حمدي الدمرداش،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٠هـ.

● - إعجاز البيان: للعلامة صدر الدين أبي عبد الله محمد بن إسحاق الصوفي القونوي (٦٧٣هـ)،ت: السيد جلال الدين الآشتياني،مكتبة الأعلام الإسلامي ـ الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإعجاز والإيجاز: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي(٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:إسكندر آصاف،المطبعة العمومية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٨٩٧ء .

● - الأعلام: للعلامة خير الدين الزركلي(١٣٩٦هـ)،دار العلم للملايين ـ بيروت .

● - الإعلام بفضل الصلاة على النبي والسلام: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الرحمن بن علي التميري (٥٠٠هـ/٥٤٤هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٩ء.

● - إعلام الناس بما وقع للبرامكة مع بني العباس: للعلامة محمد دياب الإتليدي (١١٠٠هـ)،ت:محمد أحمد عبد العزيز سالم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: للحافظ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:صالح أحمد العلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - إفادة الخير في الاستياك بسواك الغير ومعه أحكام السواك من السعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:صلاح محمد أبو الحاج،مركز أنوار العلماء للدراسات،الطبعة الأولى ١٤٤١هـ.

● - الإفصاح عن أحاديث النكاح: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:محمد شكور الميادينی،دار عمان ـ عمان،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -اقتضاء الصراط المستقيم: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: ناصر عبد الكريم العقل،مكتبة الرشد ـ الرياض .

● - إكمال تهذيب الكمال: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَرِي الحَكْرِي الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:أبو عبدالرحمن عادل بن محمد،الفاروق الحديثة ـ القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - الإكمال في رفع الارتياب: للحافظ علي بن هبة الله المعروف بابن ماكولا(نحو ٤٨٥هـ)، الفاروق الحديثية ـ القاهرة .

● - إكمال المعلم: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي اليستي المالكي(٤٧٦هـ/ ٥٤٤هـ)،ت:يحيى إسماعيل،دار الوفاء ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الإلماع إلى معرفة أصول الرواية وتقييد السماع: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:السيد أحمد صقر،دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٨٩هـ.

● - أمالي الصدوق: لأبي جعفر محمد بن علي بن الحسين الصدوق(٣٨١هـ)،موسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - الأمالي: للعلامة أبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران الأموي(٤٣٠هـ)، ت:أحمد بن سليمان،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الأمالي المطلقة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي بن عبد المجيد السلفي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - الإمام في معرفة أحاديث الأحكام: للحافظ تقي الدين أبي الفتح محمد بن علي بن وهب المعروف بابن دقيق العيد (٦٢٥هـ/٧٠٢هـ)،مخطوط من الشاملة.

● - إمتاع الأسماع: للعلامة تقي الدين أبي العباس أحمد بن علي بن عبد القادر المقريزي (٧٦٦هـ/ ٨٤٥هـ)،ت:محمد عبد الحميد النميسي،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد حسن محمدحسن،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - أمثال الحديث: للقاضي أبي محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي الفارسي، ت:أحمدعبد الفتاح تمام،مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - الإنابة إلى معرفة المختلف فيهم من الصحابة: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيج بن عبد الله البَكْجَري الحَكْري الحنفي (٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:عزت المرسي و إبراهيم إسماعيل القاضي، مكتبة الرشد -الرياض.

● - إنباه الرواة على أنباه النحاة: للعلامه جمال الدين علي بن يوسف الشيباني القفطي (٥٦٨هـ/ ٦٤٦هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي -القاهرة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، مجلس دائرة المعارف العثمانية -حيدر آباد الدكن -الهند،الطبعة الأولى١٣٩٧هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:محمد عبدالقادر عطا،دارالكتب العلمية -بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الأنساب: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور التميمي السَّمْعَاني(٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)، ت:عبدالله عمر البارودي،دارالجنان -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،المطبعة العامرة الزاهرة-مصر،الطبعة١٢٩٢هـ.

● - إنسان العيون المعروف بالسيرة الحلبية: للعلامة نور الدين أبي الفرج علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (١٠٤٤هـ)،مطبعة محمد علي صبيح ميدان الأزهر -مصر،الطبعة١٣٥٣هـ.

● - أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بالتفسير البيضاوي: للعلامة ناصر الدين أبي الخير القاضي عبد الله بن عمر البيضاوي(٦٨٥هـ)،ت:محمد عبد الرحمن المرعشلي،دار إحياء التراث العربي -بيروت.

● - الأنوار العلوية والأسرار المرتضوية: لجعفر النقدي، المطبعة الحيدرية - النجف، الطبعة الثانية ١٣٨١هـ.

● - أوجز المسالك: لشيخ الحديث محمد زكريا بن محمد يحيى الكاندهلوي(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، ت: تقي الدين الندوي، دارالقلم - دمشق الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - الأوراد القادرية: للشيخ محيي الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني (٤٧١هـ/ ٥٦١هـ)، ت: محمد سالم بواب، دار الأبواب - بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

● - إيثار الإنصاف في آثار الخلاف: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي (٦٥٤هـ)، ت: ناصر العلي الناصر الخليفي، دار السلام - القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - بحر الدم فيمن تكلم فيه الإمام أحمد بمدح أو ذم: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد(٩٠٩هـ)، ت: روحية عبد الرحمن، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - بحر الدموع: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)، دار الصحابة للتراث - بطنطا، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، المطبعة العلمية - مصر، الطبعة ١٣١١هـ

● - البحر الرائق: للعلامة زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي (٩٢٦هـ/ ٩٦٩هـ أو ٩٧٠هـ)، مكتبة رشيدية - كوئتة.

● - البَحرُ الزَّخَّار المعروف بمسند البزّار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العَتَكِي البزّار (٢٩٢هـ)، ت: محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٩هـ.

● - بحر الفوائد: للعلامة أبي بكر محمد بن إبراهيم بن يعقوب الكلاباذي البخاري(٣٨٠هـ)، ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل وأحمد فريد المزيدي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ

● - بحر الكلام: للإمام أبي المعين ميمون بن محمد النسفي(٤١٨هـ/٥٠٨هـ)، ت: ولي الدين محمد صالح الفرفور، مكتبة دار الفرفور - دمشق، الطبعة الثانية ١٤٢١هـ.

● - البحر المحيط: للعلامة أبي حيان محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي(٧٤٥هـ)، ت: صدقي محمد جميل، دار الفكر - بيروت، الطبعة ١٤٣١هـ.

● - البحور الزاخرة في علوم الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت:عبد العزيز أحمد بن محمد، دار العاصمة - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - بدائع السلك في طبائع الملك: للعلامة شمس الدين أبي عبد الله ابن الأزرق الأصبحي الأندلسي الغرناطي (٨٩٦هـ)، ت:علي سامي النشار، منشورات وزارة الإعلام - العراقية.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر - مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:رياض عبد الحميد مراد، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - البداية والنهاية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، مكتبة المعارف - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● - البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)، ت:مصطفى أبو الغيظ وعبدالله بن سليمان وياسر بن كمال، دار الهجرة - الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - البدر المنير في غريب أحاديث البشير والنذير: للعلامة أبي محمد عبد الوهاب الشعراني (٩٧٣هـ)، مخطوط.

● - البرهان في علوم القرآن: للإمام بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (٧٤٥هـ/ ٧٩٤هـ)، ت:محمد أبو الفضل إبراهيم، دار التراث - القاهرة.

● - بستان الواعظين: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)، ت:أيمن البحيري، مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت.

● - بصائر الدرجات: لشيخ الشيعة أبي جعفر محمد بن حسن بن فروخ الصفار (٢٩٠هـ)، شركة الأعلمي - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - بصائر ذوي التمييز: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٨١٧هـ)، ت:عبد الحليم الطحاوي، لجنة إحياء التراث الإسلامي - مصر، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ.

● - البعث والنشور: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)، ت:أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول الإبياني، مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - بغية الباحث: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي (٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)،ت:حسين أحمد صالح الباكري،مركز خدمة السنة ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - بغية الطلب في تاريخ حلب: للحافظ كمال الدين عمر بن أحمد بن هبة الله ابن العديم (٦٦٠هـ)، ت:سهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت .

● - بغية النقاد النقلة فيما أخل به كتاب البيان وأغفله أو ألم به فما تممه ولاكمله: للحافظ أبي عبد الله ابن المواق (٥٨٣ هـ/٦٤٢هـ)،ت:محمد خرشافي،مكتبة أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ .

● - بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني بذيل الفتح الرباني: للعلامة أحمد بن عبد الرحمن الساعاتي (بعد ١٣٧١ هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية .

● - البناية: للحافظ بدر الدين العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥ هـ)،ت:أيمن صالح شعبان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل: للحافظ أبي زكريا يحيى بن ابي بكر العامري (٨٩٣هـ)،المطبعة الجمالية الكائنة بحارة الروم ـ مصر .

● - بهجة النفوس وتحليها بمعرفة ما لها وما عليها: للعلامه أبي محمد عبد الله بن سعد بن سعيد بن أبي جمره الأزدي الأندلسي (٦٩٥هـ)،دار الجيل ـ بيروت،الطبعة الثالثة .

● - بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة شمس الدين محمود بن عبد الرحمن الأصفهاني (٦٧٤هـ/٧٤٩هـ)، ت:محمد مظهر بقا،دار المدني ـ جده،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - بيان الوهم والإيهام: للحافظ أبي الحسن علي بن محمد ابن القطان الفاسي (٦٢٨هـ)،ت: الحسين آيت سعيد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - تاريخ ابن يونس: للحافظ أبي سعيد عبد الرحمن بن أحمد بن يونس الصدفي المصري (٢٨١هـ/٣٤٧هـ)،ت:عبد الفتاح فتحي عبد الفتاح ،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - تاريخ أبي زرعة الدمشقي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبي زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:خليل المنصور،دار الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - تاريخ أبي سعيد هاشم بن مرثد الطبراني عن أبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي سعيد هاشم بن مرثد بن سليمان الطبراني الطيالسي (٢٧٨هـ)،ت:نظر محمد الفاريابي .

● - تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٣ء.

● - تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:عمر عبد السلام تدمري،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - تاريخ الإسلام: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/ ٧٤٨)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠٠٥ء.

● - تاريخ أسماء الضعفاء والكذابين: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - تاريخ أسماء الثقات: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:صبحي السامرائي،الدار السلفية ـ الكويت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - تاريخ أصبهان: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني (٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:سيد كسروي حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٥هـ.

● - تاريخ بغداد: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت: بشّار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - تاريخ الثقات: للحافظ أبي الحسن أحمد بن عبد الله بن صالح العجلي (١٨١هـ/٢٦١هـ)،ت:عبد المعطي قلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - تاريخ الخلفاء: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة الصحابة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري (٩٦٦هـ)،مؤسسة شعبان ـ بيروت.

● - تاريخ الخميس: للعلامة حسين بن محمد الديار بكري (٩٦٦هـ)،الطبعة الوهبية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٣هـ

● - تاريخ داريا: للقاضي أبي علي عبد الجبار بن عبد الله بن محمد الخولاني الداراني (٣٧٠هـ)،ت: سعيد الأفغاني،مطبعة البرقي ـ دمشق،الطبعة ١٣٦٩هـ.

- تاريخ دِمَشْق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محب الدين أبو سعيد عمر بن غرامة العمروي،دارالفكر- بيروت، الطبعة ١٤١٥هـ.
- التاريخ الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة-بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- تاريخ الطبري: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:محمد أبو الفضل إبراهيم،دار المعارف -مصر،الطبعة الثانية ١٣٨٧هـ.
- تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي: للحافظ عثمان بن سعيد الدارمي (٢٨٠هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف،دار المأمون للتراث -بيروت.
- تاريخ العلماء والرواة للعلم بالأندلس: للحافظ أبي الوليد عبد الله بن محمد بن يوسف الأزدي المعروف بابن الفرضي (٤٠٣هـ)،ت:السيد عزت العطار الحسيني،مطبعة المدني -القاهرة،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية -بيروت.
- التاريخ الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري (١٩٤هـ/ ٢٥٦هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري المصري (٢٦٢هـ)،ت:فهيم محمد شلتوت،تم طبعه ونشره على نفقة حبيب محمود أحمد.
- تاريخ يحيي بن معين رواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت: أحمد محمد نور سيف،جامعة الملك عبد العزيز -مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.
- تاريخ يحيى بن معين برواية الدوري: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)، ت: عبد الله أحمد حسن،دار القلم -بيروت.
- تأويل مختلف الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (٢٧٦هـ)، ت:محمد محيي الدين الأصفر،المكتب الإسلامي -بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٩هـ.
- تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:محمد علي النجار،المؤسسة المصرية العامة.

● - تبليغ البشرى بأحاديث داريا الكبرى: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:رياض حسين عبد اللطيف الطائي،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي(٧٤٣هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر، الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.

● - تبيين الحقائق: للعلامة فخر الدين عثمان بن علي الزيلعي (٧٤٣هـ)، مكتبة امدادية ـ ملتان باكستان.

● - تبيين العجب بما ورد في فضل رجب: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)،ت:أبو أسماء إبراهيم بن إسماعيل آل عصر،دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - تجريد أسماء الصحابة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - التحبير لإيضاح معاني التيسير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد صبحي بن حسن حلاق،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - تحذير الخواص: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٤هـ.

● - تحفة الأبرار بنكت الأذكار: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محيى الدين مستو،مكتبة دار التراث ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.

● - تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: للعلامة أبي العلي محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المباركفوري (١٣٥٣هـ)،ت: عبدالوهاب عبداللطيف،دارالفكر ـ بيروت.

● - تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي (٦٥٤هـ/٧٤٢هـ)، ت:عبد الصمد شرف الدين،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٣هـ.

● - تحفة الذاكرين: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:سيد إبراهيم،علي حسن،إبراهيم المصري،دار الحديث ـ القاهرة، الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - تحفة السلاك في فضائل السواك: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد المعروف بالزاهد (٨١٩هـ)، ت:راشد بن عامر بن عبد الله الغفيلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

● - تحفة الصديق: للعلامة أبي القاسم علي بن بلبان المقدسي (٦٨٤هـ)، ت: محيي الدين مستو، دار ابن كثير - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - تحفة المحتاج بشرح المنهاج: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، ت: سيد بن محمد السناري، دار الحديث - القاهرة، الطبعة ١٤٣٧هـ.

● - تحفة المخلصين بشرح عدة الحصن الحصين: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد القادر الفاسي (١١١٦هـ)، ت: محمد بن عزوز، دار ابن حزم - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - تحفة المسؤول في شرح مختصر منتهى السول: للعلامة أبي زكريا يحيى بن موسى الرهوني (٧٧٤هـ أو ٧٧٥هـ)، ت: يوسف الأخضر القيم، دار البحوث للدراسات الإسلامية وإحياء التراث - دبي، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - تحفة النبلاء من قصص الأنبياء: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)، ت: غنيم بن عباس بن غنيم، مكتبة الصحابة - جدة، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - تحفة النساك في فضائل السواك: للعلامة عبد الغني الميداني الدمشقي (١٢٢٢هـ)، ت: عبد الفتاح أبو غدة، دار البشائر الإسلامية - بيروت.

● - التحقيق في أحاديث الخلاف: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)، ت: مسعد عبد الحميد محمد السعدني، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ

● - التحقيق والبيان في شرح البرهان: للعلامة علي بن إسماعيل الأبياري (٥٥٧هـ/٦١٨هـ)، ت: علي بن عبد الرحمن الجزائري، إدارة شؤون الإسلامية - دولة قطر، الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ

● - تخريج الأحاديث والآثار الواقعة في تفسير الكشاف: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي (٧٦٢هـ)، ت: سلطان بن فهد، دار ابن خزيمة - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - التدبيرات الإلهية في في إصلاح المملكة الإنسانية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي (٥٦٠هـ/٦٣٨هـ)، ت: عاصم إبراهيم الكيالي، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، مكتبة الكوثر - الرياض، الطبعة الثانية ١٤١٥هـ

- التدوين في أخبارقزوين: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت: عزيز الله العطاردي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٨هـ.

- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:حمدي عبدالمجيد،دارالصميعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

- تذكرة الحفاظ: للحافظ أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت:زكريا عميرات،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- التذكرة الحمدونية: للعلامة محمد بن حسن بن محمد بن علي بن حمدون(٥٦٢هـ)،ت:إحسان عباس وبسكر عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

- التذكرة في الاحاديث المُشْتَهِـرَة: للحافظ بدرالدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله بهادر الزَرْكَشِي(٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

- تذكرة الموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

- تذكرة الموضوعات: للعلامة محمد طاهر بن علي الفتني(٩١٠هـ/٩٨٦هـ)،كتب خانه مجيديه ـ ملتان،باكستان.

- تذكرة الواعظين: للعلامة محمد جعفر،مطبع محمدي، بمبئي.

- الترجيح لحديث صلاة التسبيح: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمود سعيد ممدوح،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٩هـ.

- الترغيب في الدعاء: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي (٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:إبراهيم شمس الدين،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعةالثانية ١٤٢٤هـ.

- الترغيب والترهيب: للحافظ عبدالعظيم بن عبد القوي المنذري (٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(٥٨١هـ/٦٥٦هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،مكتبة المعارف ـ رياض،الطبعة ١٤٢٤هـ.

● - الترغيب والترهيب: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني (٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:أيمن بن صالح بن شعبان،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - التسلي والاغتباط بثواب من تقدم من الأفراط: للحافظ عبد المؤمن بن خلف الدمياطي (٦١٣هـ/٧٠٥هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن.

● - تسمية مشايخ أبي عبد الرحمن النسائي الذين سمع منهم: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:الشريف حاتم العوني،دار عالم الفوئد ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - تسهيل السبيل إلى كشف الالتباس مما دار من الأحاديث بين الناس: للعلامة محمد غرس الدين الأنصاري الخليلي(١٠٥٧هـ)،مخطوط.

● - تصفية القلوب من أدران الأوزار والذنوب: للعلامة يحيى بن حمزة بن علي الذماري (٦٦٩هـ/ ٧٤٩هـ)،ت:حسن محمد مقبولي الأهدل،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤١٥هـ.

● - تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:إكرم الله إمداد الحق، دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - تعظيم قدر الصلاة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن نصر المروزي(٢٠٢هـ/٢٩٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبدالجبار الفريواني،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - التعليق الكبير: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد البغدادي الحنبلي(٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:محمد بن فهد بن عبد العزيز الفريح،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● - التعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الخامسة١٤٢٨هـ.

● - التّعليقات الحافلة على الأجوبة الفاضلة: للشيخ عبد الفتّاح أبو غُدّة(١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)، مكتبة المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة ١٤٢٦هـ.

● - تعليم المتعلم: للعلامة برهان الدين الزرنوجي،ت:مروان قباني،المكتب الإسلامي ـ بيروت، الطبعةالأولى١٤٠١هـ.

● - تغليق التعليق على صحيح البخاري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:سعيد عبد الرحمن موسى القزقي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - تفسير ابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت:أسعد محمد الطيب،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:محمد حسين شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - تفسير ابن كثير: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:سامي بن محمد سلامة،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - تفسير ابن منذر: للحافظ أبي بكر محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري(٣١٨هـ)،ت:سعد بن محمد السعد،دار المآثر ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت.

● - تفسير روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي بن مصطفى الإستانبولي(١١٢٧هـ)،مطبعة العثمانية ـ إستانبول،الطبعة ١٣٣١هـ.

● - تفسير سفيان الثوري: للإمام أبي عبد الله سفيان بن سعيد بن مسروق الثوري(٩٧هـ/١٦١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت.

● - تفسير السمرقندي المسمى بحر العلوم: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي (٣٧٣أو ٣٧٥هـ)،ت:علي محمد معوض،عادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - تفسير الشعراوي: للعلامة محمد متولي الشعراوي (١٤١٨هـ)،ت:أحمد عمر هاشم،دار أخبار اليوم.

● - تفسير غرائب القرآن: للعلامة نظام الدين حسن بن محمد القمي النيسابوري(المتوفى بعد ٨٥٠هـ)، ت:زكريا عميرات،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - تفسير مظهري: للعلامة محمد ثناء الله المظهري(١٢٢٥هـ)،ت:غلام نبي التونسوي،مكتبة الرشيد ـ الباكستان،الطبعة ١٤١٢هـ.

● - تفسير النسفي (مدارك التنزيل): للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد النسفي (٧١٠هـ)، ت: يوسف علي بديوي، دار الكلم الطيب ـ بيروت، الطبعة ١٤١٩هـ.

● - تقريب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: محمد عوامة، دار الرشيد ـ سوريا، الطبعة الثالثة ١٤١١هـ.

● - تكملة الإكمال: للحافظ معين الدين محمد بن عبد الغني المعروف بابن نقطة الحنبلي (٦٢٩هـ)، ت: عبد القيوم عبد رب النبي، مركز الإحياء التراث الاسلامي ـ مكة المكرمة، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ

● - تكملة البحر الرائق: للعلامة محمد بن حسين بن علي الطوري (١١٣٨هـ)، ت: زكريا عميرات، مكتبة رشيدية ـ كوئته ـ باكستان.

● - التكميل في الجرح والتعديل: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت: شادي بن محمد بن سالم آل نعمان، مكتبة ابن عباس ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - تلبيس إبليس: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)، ت: أحمد بن عثمان المزيد، دار الوطن.

● - التلخيص الحَبِير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - التلخيص الحَبِير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: أبو عاصم حسن بن عباس بن قطب، مؤسسة قرطبة ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - تلخيص العلل المتناهية: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت: أبو عبيد محفوظ الرحمن زين الله، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - تلخيص كتاب الموضوعات: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت: أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد، مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- تلخيص المتشابه في الرسم: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/ ٤٦٣هـ)،ت:سكينة الشهابي ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٩٨٥ء.
- تلخيص المستدرك بذيل المستدرك على الصحيحين: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت.
- التمهيد: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري(٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- التمييز: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت:محمد مصطفى الأعظمي،شركة الطباعة العربية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.
- تمييز ثقات المحدثين وضعفائهم وأسمائهم وكناهم: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن عبد الرحيم المصري المعروف بابن البرقي(٢٤٩هـ)،ت:عامر حسن صبري التميمي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الديبع(٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٥هـ.
- تمييز الطيب من الخبيث: للعلامة أبو محمد عبد الرحمن بن علي بن محمد الشيباني الشافعي الأثري المعروف بابن الديبع(٨٦٦هـ/٩٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.
- التنبيه على مشكلات الهداية: للعلامة صدر الدين ابن أبي العز(٧٩٢هـ)،ت:أنور صالح أبو زيد،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،دار ابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢١هـ
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،ت:يوسف علي بديوي،ت:عبد اللطيف حسن عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- تنبيه الغافلين: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣ أو ٣٧٥هـ)،مترجم:عبد المجيد أنور،مكتبة الحرمين ـ لاهور،باكستان.

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة: للعلامة أبي الحسن علي بن محمد بن عرّاق الكتاني (٩٠٧هـ/٩٦٣هـ)،ت: عبد الوهاب عبد اللطيف و عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

- تنقيح التحقيق في أحاديث التعليق: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:مصطفى أبو الغيط عبد الحي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- التنوير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد إسماعيل الأمير الصنعاني(١٠٩٩هـ/١١٨٢هـ)، ت:محمد إسحاق محمد إبراهيم،مكتبة دار السلام ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- تنوير الغبش في فضل السودان والحبش: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:مرزوق علي إبراهيم،دارالشريف ـ الرياض، الطبعةالثانية ١٤١٩هـ.

- التوضيح بشرح الجامع الصحيح: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:خالد محمود الرباط،دار النوادر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

- توضيح المشتبة: شمس الدين محمد بن عبد الله بن محمد القيسي الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:محمد نعيم العرقسوسي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٦هـ.

- تهذيب الآثار: للإمام لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري(٢٢٤هـ/٣١٠هـ)،ت:أبو فهر محمود محمد شاكر،مطبعة المدني ـ القاهرة.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت: إبراهيم زيبق وعادل مرشد،مؤسّسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عادل أحمد وعلي محمد معوض،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

- تهذيب التهذيب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، مطبعة دائرة المعارف النظامية ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٢٦هـ.

- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي (٦٥٤هـ/ ٧٤٢هـ)،ت:الشيخ أحمد عليّ عبيد وحسن أحمد آغا،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للحافظ جمال الدين أبي الحجاج يوسف المِزِّي(٦٥٤هـ ـ/٧٤٢هـ)،ت:بشار عواد معروف،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- تهذيب اللغة: للعلامة أبي منصور محمد بن أحمد الهروي الأزهري اللغوي (٢٨٢هـ/٣٧٠)، ت: عبد الكريم ومحمد علي النجار،الدار المصرية للتأليف والترجمة.
- التّيسير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُنَاوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،مكتبة الإمام الشافعي ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤٠٨هـ.
- التّيسير بشرح جامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المُناوي (٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار الطباعة الخديوية ـ مصر،الطبعة ١٢٨٦هـ.
- الثقات: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة ١٣٩٣هـ.
- الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة: للعلامة زين الدين قاسم بن قطلوبغا السودوني الجمالي الحنفي (٨٠٢هـ/٨٧٩)،ت:شادي بن محمد بن سالم آل نعمان، مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة ـ اليمن،الطبعةالأولى ١٤٣٢هـ.
- جامع الآثار في السير ومولد المختار: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبو يعقوب نشأت كمال،دار الفلاح ـ الفيوم،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- جامع الأحاديث (الجامع الصغير وزوائده والجامع الكبير): للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عباس أحمد صقر و أحمد عبد الجواد،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ.
- جامع الأصول من أحاديث الرسول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَري(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت: محمد حامد الفقي،إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الرابعة ١٤٠٤هـ.
- جامع الأصول: للحافظ أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني الجَزَري(٥٤٤هـ/٦٠٦)،ت:عبدالقادر الأرنوؤط،مكتبة دار البيان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

- جامع البيان عن تأويل آي القرآن (التفسير الطبري): للإمام أبي جعفر محمد بن جرير الطبري (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)، ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، دار هجر، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع بيان العلم وفضله: للحافظ أبي عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر النمري (٣٦٨هـ/٤٦٣هـ)، ت:أبي الأشبهال الزهيري، دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- جامع التحصيل في أحكام المراسيل: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي (٦٦٤هـ/٧٦١هـ)، ت:حمدي عبد المجيد السلفي، عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٧هـ.
- جامع الرسائل: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)، ت:محمد رشاد سالم، دار العطاء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- جامع الرموز شرح مختصر الوقاية المسمى بالنقاية: للعلامة شمس الدين محمد القُهُستاني الحنفي، مطبع مظهر العجايب ـ كلكته، الطبعة ١٢٧٤هـ.
- الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة التاسعة ١٤٣٨هـ.
- جامع العلوم والحكم: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الثامنة ١٤١٩هـ.
- الجامع في الأحكام: للإمام عبد الله بن وهب بن مسلم القرشي المصري (١٢٥هـ/١٩٧هـ)، ت:رفعت فوزي عبد المطلب، دار الوفاء ـ منصورة، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- الجامع الكبير: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، دار السعادة، الطبعة ١٤٢٦هـ.
- الجامع لأحكام القرآن (تفسير قرطبي): للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)، ت:عبدالله بن عبد المحسن، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- الجامع لأخلاق الراوي: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمود الطحان، مكتبة المعارف ـ الرياض، الطبعة ١٤٠٣هـ.
- جامع المضمرات: للعلامة يوسف بن عمر بن يوسف الكادوري (٨٣٢هـ)، ت:عمر عبد الرزاق حمد الفياض، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.

- جامع المعجزات: للشيخ محمد الرَهاوِي الواعظ،مطبعة نبات المصري.
- الجدُّ الحَثِيث في بيان ما ليس بحديث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري (١١٤٣هـ)، ت:فواز أحمد زمرلي،دار ابن حزم ـ بيروت.
- الجد الحثيث: للعلامة أحمد بن عبد الكريم الغزّي العامري(١١٤٣هـ)،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،ت: مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- الجرح والتعديل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٣٧٢هـ.
- جزء أبي الجهم: للحافظ أبي الجهم العلاء بن موسى الباهلي(٢٢٨هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.
- جزء آدم بن أبي إياس: للحافظ أبي الحسن آدم بن أبي أياس الخراساني المروزي العسقلاني (١٣٢هـ/٢٢١هـ)،مخطوط من الشاملة.
- الجزء الأول من معجم أسامي مشايخ أبي علي الحداد:رواية أبي الحسن مسعود بن أبي منصور الخياط: للإمام أبي علي حسن بن أحمد بن الحسن الحداد الأصبهاني(٤١٩هـ/٥١٥هـ)، مخطوط، مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.
- الجزء الثامن من الفوائد العوالي رواية الحافظ أبي طاهر السلفي: للعلامة أبي عبد الله قاسم بن الفضل الثقفي (٣٩٧هـ/٤٨٩هـ)، مخطوط،مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.
- الجزء العشرون من المشيخة البغدادية: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.
- جزء في فضل رجب:تحت كتاب أداء ماوجب لابن دحية الكلبي: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر(٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:جمال عزون.
- جزء فيه ذكر أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني: للحافظ يحيى بن عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٤٣٤هـ/٥١١)،ت:أبي هاشم إبراهيم بن منصور الهاشمي الأمير،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٨هـ.

● - جزء فيه حديث المصيصي لوين: للعلامة أبي جعفر محمد بن سليمان المصيصي(٢٤٦هـ)، ت:أبو عبد الرحمن مسعد بن عبد الحميد السعدني،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الجزء فيه من حديث أبي الطيب الحوراني تحت كتاب سلوك طريق السلف: للحافظ أبي الطيب محمد بن حميد بن محمد الكلابي الحوراني (٣٤١هـ)،ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري، الدار الأثرية ـ أردن،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - جزء فيه من حديث الفقيه أبي القاسم الشهرزوري عن شيوخه: للعلامة أبي القاسم عبد العزيز بن علي الشهرزوري المالكي (٤٢٧هـ)،مخطوط.

● - الجزء فيه من فوائد أبي علي عبد الرحمن بن محمد: للعلامة أبي علي عبد الرحمن بن محمد بن أحمد النيسابوري (٤٢٠هـ)،مخطوط.

● - الجزء من فوائد حديث أبي ذر الهروي: للحافظ أبي ذر عبد بن محمد بن أحمد الهروي المعروف بابن السماك(٤٣٤هـ)،ت:أبي الحسن سمير بن حسين،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - الجعفريات: رواية محمد بن محمد بن الأشعث الكوفي،ت:مشتاق صالح المظفر،دار الكتب والوثائق ـ العراق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - الجليس الصالح الكافي: للحافظ أبي الفرج المعافى بن زكريا بن يحيى المعروف بابن طرار الجريري النهرواني(٣٩٠هـ)،ت:عبد الكريم سامي الجندي،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

● - جمع الجوامع: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار السعادة ـ الأزهر،الطبعة١٤٢٦هـ.

● - جمع الوسائل: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوي القاري(١٠١٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - الجواب الكافي: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عمرو عبد المنعم بن سليم،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ

● - الجواهر المضية في طبقات الحنفية: للعلامة محيي الدين أبي محمد عبد القادر بن محمد القرشي المصري الحنفي (٦٩٦هـ/٧٧٥هـ)،دائرة المعارف النظامية ـ الهند،حيدر آباد الدكن.

● - الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة: للعلامة محمد بن أبي بكر بن عبد الله بن موسى الأنصاري البري (٥٩٦هـ/٦٨٠)، ت:محمد التونجي،دار الرفاعي ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - الجوهرة النيرة: للعلامة أبي بكر بن علي الحداد(٨٠٠هـ)،ت:إلياس قبلان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● - الجوهر النقي على سنن البيهقي: للحافظ علاء الدين أبي الحسن علي بن عثمان ابن التركماني الحنفي(٦٣٥هـ/٧٥٠)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد الدكن،الطبعة الأولى ١٣٥٦هـ.

● - حاشية ابن عابدين: للعلامة محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،ت:عادل أحمد عبدالموجود وعلي محمد معوض، دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة١٤٢٣هـ.

● - حاشية الشهاب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر المصري الخفَاجي(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،دار صادر ـ بيروت .

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، المطبعة المصرية ـ القاهرة،الطبعة ١٢٥٤هـ.

● - حاشية الطحطاوي على الدر المختار: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، مكتبة رشيدية ـ كوئتة .

● - حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوي(١٢٣١هـ)، ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٧هـ.

● - الحاوي الكبير: للقاضي أبي الحسن علي بن محمد البصري الماوَرْدِي(٤٥٠هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:عبد اللطيف حسن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - الحاوي للفتاوِي: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:خالد طرطوسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمود أبو رحيم،دار الراية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - حديث أبي القاسم الحلبي: للعلامة أبي القاسم إسماعيل بن القاسم بن إسماعيل الحلبي الخياط (٣٧٠هـ)،مخطوط من الشاملة .

● - حديث الجويباري في مسائل عبد الله بن سلام:تحت مجموعة أجزاء حديثية: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ.

● - حديث الزهري: للحافظ أبي الفضل عبيد الله بن عبد الرحمن البغدادي(٣٨١هـ)،ت:حسن بن محمد بن علي شبالة البلوط،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - حسن الأثر في ما فيه ضعف واختلاف من حديث وخبر وأثر: للعلامة محمد بن درويش بن محمد الحوت(١٢٠٣هـ/١٢٧٧هـ)،مطبعة الكشاف ـ بيروت،الطبعة ١٣٥٣هـ.

● - حسن التنبه لما ورد في التشبه: للعلامة نجم الدين محمد بن محمد بن محمد الغزي (٩٩٧هـ/١٠٦١هـ)،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٣٢هـ.

● - حسن الظن بالله: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت:مخلص محمد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:عبد الروف الكمايي،مكتبة غراس ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٢٩هـ.

● - حصن الحصين: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)، ت:هيثم طعيمي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٥هـ.

● - حلبة المجلي: للعلامة ابن الأمير الحاج(٨٧٩ هـ)،ت:أحمد بن محمد الغلاييني الحنفي، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٦هـ.

● - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة١٤١٦هـ.

● - حلية الأولياء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - حياة الحيوان الكبرى: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،ت:أحمد حسن بسج،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٤هـ.

● - خزينة الأسرار: للعلامة محمد حقي بن علي بن إبراهيم النازلي(١٣٠١هـ)،المطبعة الخيرية، الطبعة ١٣٠٩هـ.

● -خزينة الجواهر في زينة المنابر: لعلي أكبر بن حسين النهاوندي الشيعي،كاتب:محمد حسن السبزواري،دون ذكر مطبع،سنة ١٣٥٨هـ.

● - الخصائص الكبرى: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الخامسة ١٤٣٨هـ.

● - خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: للعلامة محمد أمين بن فضل الله بن محب الله بن محمد المحبي الحموي (١٠٦١هـ/١١١١هـ)،المطبعة الوهبية -مصر،الطبعة ١٢٨٤هـ.

● - خلاصة الأقوال في معرفة الرجال: لأبي منصور حسن بن يوسف بن علي الحلي الأسدي (٦٤٨هـ/٧٢٦هـ)،ت:جواد القيومي،مؤسسة نشر الفقاهة -قم،الطبعة ١٤٣١هـ.

● -خلاصة البدر المنير: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد -الرياض.

● - الخلافيات بين الإمامين: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، الروضة للنشر والتوزيع -القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - الخلعيات: للعلامة القاضي أبو الحسن علي بن الحسن بن الحسين الخلعي (٤٠٥هـ/٤٩٢هـ)، ت:أحمد بن حسن الشيرازي،مؤسسة الريان -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

● - الداء والدواء: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد أجمل الإصلاحي،دار عالم الفوائد -مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

● - الدراية: للحافظ أبي الفضل شهاب الدين أحمد بن علي بن محمد بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبدالله هاشم اليماني،دار المعرفة -بيروت.

● -الدرة الغراء في نصيحة السلاطين والقضاة والأمراء: للعلامة محمود بن إسماعيل الخَيْرَبَيْتي (٨٤٣هـ)، مخطوط من الشاملة.

● - درة الناصحين: للعلامة عثمان بن حسن بن أحمد الشاكر الخوبوي الرومي الحنفي(١٢٤١هـ)، فيضي كتب خانه -كوئته.

● - الدر الثمين والمورد المعين: للعلامة محمد بن أحمد ميارة المالكي،ت:عبدالله المنشاوي، دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٩هـ.

● - الدرر الحسان في البعث ونعيم الجنان على هامش دقائق الأخبارللقاضي عبد الرحيم: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،الحرمين ـ اندونيسيا،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

● - درر الحكام: للعلامة ملا خسرو(٨٨٥هـ)،مير محمد كتب خانة ـ كراتشي،باكستان .

● - الدر المختار: للعلامة علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي(١٠٨٨هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهِرَة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - الدُرَرُ المُنْتثرة في الأحاديث المُشْتَهِرَة: للعلامةجلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/ ٩١١هـ)،ت:عبد الله بن عبد المحسن التركي، مركز هجر ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٢٤هـ.

● -الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ،عمادة شؤون المكتبات ـ الرياض .

● -الدر المنضود: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:بوجمعة عبد القادر مكري ومحمد شادي مصطفى،دار المنهاج ـ جده، الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ .

● -الدر المنظوم من كلام المصطفى المعصوم: للحافظ أبي عبد الله علاء الدين مغلطاي بن قُلَيْج بن عبد الله البَكْجَري الحَكَري الحنفي(٦٨٩هـ/٧٦٢هـ)،ت:حسن عبجي .

● - الدر النظيم في خواص القرآن العظيم: للعلامة أبي محمد عبد الله بن أسعد اليمني اليافعي،المكتبة العلامية ـ مصر .

● - دستور العلماء أو جامع العلوم في اصطلاحات الفنون: للعلامة القاضي عبد النبي بن عبد الرسول، ت:حسن هاني فحص،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

- الدعوات الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:بدر بن عبد الله البدر،غراس للنشر والتوزيع ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٢٩هـ.
- دقائق الأخبار في ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،المطبعة الميمنية ـ مصر،الطبعة١٣٠٦هـ.
- دقائق الأخبار في ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،مطبع قيومي ـ كانبور،الطبعة ١٣١٥هـ.
- دقائق الأخبار في ذكرالجنة والنار: المنسوب إلى العلامة عبد الرحيم بن أحمد،الحرمين ـ الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.
- دلائل الخيرات وشوارق الأنوار: للعلامه أبي عبد الله محمد بن سليمان الجزولي(٨٧٠ هـ)، مطبعة مصطفى البابي الحلبي ـ مصر،الطبعة١٣٥٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد رواس قلعه جي،دار النفائس ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:محمد بن فارس السلوم دار النوادر ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.
- دلائل النبوة: للإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:الدكتور عبد المعطي قلعجي،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.
- دلائل النبوة: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ /٥٣٥هـ)،ت:محمد بن محمد الحداد،دار طيبة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.
- الديباج: للحافظ أبي القاسم إسحاق بن إبراهيم الختلي(٢٨٣هـ)،ت:إبراهيم صالح،دار البشائر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة ـ مكة،الطبعة١٣٨٧هـ.
- الذخيرة: للعلامة شهاب الدين أحمد بن إدريس القرافي(٦٨٢هـ)،ت:محمد حجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٤ء.
- ذخيرة الحفاظ: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي المعروف بابن القيسراني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عبدالرحمن الفريوائي،دارالسلف ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - ذريعة الوصول إلى جناب الرسول: للعلامة المخدوم محمد هاشم السندهي(١١٠٤هـ/١١٧٤هـ)، مترجم:علامة محمد يوسف لدهيانوي الشهيد،مكتبة لدهيانوي -كراتشي.

● - ذكر الأقران: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت:مسعد عبد الحميد محمد السعدني،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - ذكر من اختلف العلماء ونقاد الحديث فيه: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين (٢٩٧هـ/ ٣٨٥هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة أضواء السلف -الرياض،الطبعة الأولى١٤١٩هـ.

● - ذم الدنيا: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار أطلس الخضراء -الرياض،الطبعة الأولى١٤٣٣هـ.

● - ذم الكلام وأهله: للحافظ أبي إسماعيل عبد الله بن محمد بن علي الهروي الأنصاري(٣٩٦هـ/ ٤٨١هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد العزيز الشبل،مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة.

● - ذم الملاهي: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:عمرو عبد المنعم سليم،مكتبة ابن تيمية -القاهرة،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - ذم الهوى: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ /٥٩٧هـ)،ت:خالد عبد اللطيف،دار الكتاب العربي -بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● -ذيل تاريخ بغداد: للحافظ أبي عبد الله محمد بن محمود بن الحسن البغدادي المعروف بابن النجار (٥٧٨هـ/٦٤٣هـ)،ت:مصطفى عبد القادر،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الثانية١٤٢٥هـ.

● - ذيل ديوان الضعفاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:حماد بن محمد الأنصاري،مكتبة النهضة الحديثة -المكة المكرمة.

● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للعلامة جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:زياد تقشبندي،دار ابن حزم -بيروت،الطبعة الأولى١٤٣٢هـ.

● - ذيل اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة الأثرية -شيخو بوره،الطبعة١٣٠٣هـ.

● - ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد القيوم عبد رب النبي،إحياء التراث الإسلامي -بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

- ذيل ميزان الاعتدال: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:أبو رضا الرفاعي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

- ربيع الأبرار: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري(٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)،ت:عبد الأمير مهنا، مؤسسة العلمي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

- رجال الكشي: لشيخ الإمامية أبي عمرو محمد بن عمر بن عبد العزيز الكشي،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

- رجال النجاشي: لأبي العباس أحمد بن علي بن أحمد الأسدي الكوفي النجاشي (٣٧٢هـ/ ٤٥٠هـ)، شركة الأعلمي للمطبوعات ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

- الرحمة في الطب والحكمة: منسوب إلى الإمام السيوطي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.

- الرد على البَكْري: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الله دجين، دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

- ردّ المُحتَار على الدُرّ المُختَار يعرف بحاشية ابن عابدين: للإمام محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز عابدين الدمشقي(١١٩٨هـ/١٢٥٢هـ)،دار عالم الكتب ـ الرياض،الطبعة ١٤٢٣هـ.

- الردود والنقود شرح مختصر ابن الحاجب: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي(نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،ت:ترحيب بن ربيعان الدوسري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.

- الرسالة القشيرية: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،ت:عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.

- الرسالة المغنية في السكوت ولزوم البيوت: للعلامة أبو علي حسن بن أحمد بن عبد الله الحنبلي (٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

- رسائل البركوي: للعلامة محمد بن بير علي بن إسكندر الرومي البركوي(٩٨٠هـ)،ت:أحمد هادي القصار،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ٢٠١١ء.

- رسائل: للشاه ولي الله الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:محمد فاروق القادري،تصوف فاؤنديشن ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة ١٤٢٠هـ.

- الرصف لما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم من الفعل والوصف: للعلامه غياث الدين محمد بن محمد ابن العاقولي (٧٣٣هـ/٧٩٧هـ)،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

- الرقة والبكاء: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي(٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار القلم ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح البيان: للعلامة إسماعيل حقي الإستنبولي(١١٢٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ـبيروت.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم والسبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي(١٢١٧هـ/١٢٧٠هـ)،ت:علي عبد الباري عطية،دار الكتب العلمية ـبيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- روح المعاني في تفسير قرآن العظيم و السبع المثاني: للعلامة أبي الفضل شهاب الدين السيد محمود الآلوسي البغدادي (١٢١٧هـ/ ١٢٧٠هـ)،إحياء التراث العربي ـبيروت.
- روض الأخيار المنتخب من ربيع الأبرار: للعلامة محيي الدين محمد بن قاسم بن يعقوب الأماسي (٩٤٠هـ)،دار القلم العربي ـ حلب،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.
- روض الرياحين في حكايات الصالحين: للعلامة عفيف الدين عبد الله بن أسعد اليافعي(٧٦٨هـ)، ت:محمد عزت،المكتبة التوفيقية.
- الروض المعطار: للمؤرخ محمد بن عبد المنعم الحميري(٧٢٧هـ)،ت:إحسان عباس،مكتبة لبنان.
- روضة العقلاء: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت:محمد محيي الدين عبد الحميد،دار الكتب العلمية ـبيروت.
- روضة العلماء ونزهة الفضلاء: للعلامة أبي علي حسين بن يحيي الزندويستي البخاري الحنفي (٣٨٢هـ)،ت:بشير برمان،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٤٢هـ
- روضة المحبين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيِّم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ
- رياضة المتعلمين: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:نظام محمد صالح يعقوبي،دار النوادر ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.
- زاد المَعَاد في هَدْيِ خير العباد : للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت: شعيب الأرنوؤط وعبدالقادر الأرنوؤط،مؤسَّسة الرسالة ـبيروت،الطبعة السابعة وعشرون ١٤١٥هـ.
- الزواجر عن اقتراف الكبائر: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،مطبعة حجازي ـ القاهرة،الطبعة ١٣٥٦هـ.

● - الزواجر عن اقتراف الكبائر: للحافظ أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)، ت:محمد محمود عبدالعزيز،سيد إبراهيم صادق،جمال ثابت،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٣هـ.

● - زوائد ابن ماجة: للإمام أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري (٧٦٢هـ/٨٤٠هـ)،ت:محمد مختار حسين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الزهد: للإمام عبد الله بن المبارك (١٨١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.

● - الزهد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:محمد عبد السلام شاهين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - الزهد: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم بن محمد،دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - الزهد: للإمام أبي سفيان وكيع بن الجراح بن مليح الكوفي (١٢٩هـ/١٩٧هـ)،ت:عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الزهر النضر في حال الخضر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/ ٨٥٢ هـ)،ت:صلاح الدين مقبول أحمد،مجمع البحوث الإسلامية ـ دهلي،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - الزيادات على الموضوعات: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:رامز خالد حاج حسن،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ

● - سبل الهدى والرشاد: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي (٩٤٢هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت ،الطبعة ١٤١٤هـ.

● - السراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير: للعلامة شمس الدين محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (٩٧٧هـ)،المطبعة المصرية ـ بولاق.

● - سفر السعادة: للعلامة أبي طاهر مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروز آبادي (٧٢٩هـ/٨١٦أو٨١٧هـ) ت: احمد عبدالكريم السايح و عمر يوسف حمزه، مركز الكتاب ـ مصر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة: للشيخ أبي عبد الرحمن محمد ناصر الدين الألباني (١٣٤٤هـ/١٤٢٠هـ)،دار المعارف ـالرياض.

● - سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه(٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:محمد فؤاد عبد الباقي دار إحياء الكتب العربية ـحلب.

● - سنن ابن ماجه: للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني المعروف بابن ماجه (٢٠٩هـ/٢٧٣هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دار الرسالة العالمية ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ

● - سنن أبي داود: للإمام أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني(٢٠٢هـ/٢٧٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،دارالرسالة العالمية ـدمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذى الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:إبراهيم عطوه عوض،مطبعة مصطفي البابي ـالقاهرة،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.

● - سنن الترمذي: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمى الترمذي الضرير (٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:بشار عواد معروف،دار الغرب الإسلامي ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ

● - سنن الدار قطني: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - سنن الدارمي: للإمام أبي محمد عبد الله بن عبد الرحمن بن الفضل السمرقندي التيمي الدارمي (١٨١هـ/٢٥٥هـ)،ت:حسين سليم أسد الداراني،دار المغني ـالرياض، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ

● - السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية ـبيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ

● -السنن الكبرى: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)، ت:حسن عبد المنعم شلبي، مؤسسة الرسالة ـبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ

● - السنن الواردة في الفتن: للحافظ أبي عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان الأموي الداني (٣٧١هـ/٤٤٤هـ)، ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـالرياض.

● -السواك وما أشبه ذاك: للحافظ شهاب الدين أبي القاسم عبد الرحمن بن إسماعيل بن إبراهيم المقدسي الشافعي المعروف بأبي شامة (٥٩٩هـ/٦٦٥هـ)،ت:أحمد العيسوي وأبو حذيفة إبراهيم بن محمد، دار الصحابة للتراث ـبطنطا،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ

● - سؤالات ابن أبي شيبة لعلي بن المديني: لأبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -سؤالات ابن الجنيد لأبي زكريا يحيى بن معين: للحافظ أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله بن الجنيد الختلي،ت:أحمد محمد نور سيف،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:محمد علي قاسم العمري،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة،الطبعة ١٣٩٩.

● - سؤالات أبي عبيد الآجري لأبي داود السجستاني: للعلامة أبي عبيد محمد بن علي بن عثمان الآجري البصري،ت:عبد العليم عبد العظيم البستوي،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -سؤالات البرذعي: للحافظ أبي عثمان سعيد بن عمرو بن عمار البرذعي(٢٩٢هـ)،ت:أبو عمر محمد بن علي الأزهري،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - سؤالات البرقاني للدارقطني: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الخوارزمي البرقاني(٣٣٦هـ/٤٢٥)، ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،كتب خانه جميلي ـ لاهور ـ باكستان،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ

● - سؤالات الحاكم للدارقطني: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - سؤالات حمزة بن يوسف السهمي للدار قطني وغيره من المشايخ في الجرح والتعديل: للحافظ أبي القاسم حمزة بن يوسف الجرجاني السهمي (٤٢٧هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر، مكتبة المعارف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - سؤالات السلمي للدارقطني: لأبي عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي الصوفي(٣٢٥هـ/٤١٢)، ت:سعد بن عبدالله الحميد وخالد بن عبدالرحمن الجريسي،مكتبة الملك فهد الوطنية ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.

● - سؤالات مسعود بن علي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● -سير أعلام النبلاء: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٥هـ.

● -السيرة النبوية: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)،ت:مصطفى عبد الواحد، دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٦هـ.

● - السيرة النبوية: للعلامة أبي محمد عبد الملك بن هشام بن أيوب الحميري المعافري (٢١٢هـ)، ت:مصطفى السقا وإبراهيم الأبياري وعبد الحفيظ الشلبي،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ.

● - سير سلف الصالحين: للحافظ قوام السنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل الأصبهاني(٤٥٧هـ/ ٥٣٥هـ)،ت:كرم بن حلمي بن فرحات بن أحمد،دار الراية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: للعلامة أبي إسحاق برهان الدين إبراهيم بن موسى بن أيوب الأبناسي (٧٢٥هـ/٨٠٢هـ)،ت:صلاح فتحي هلل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● -الشذرة في الأحاديث المشتهرة: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:كمال بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٣هـ.

● - شرح أبيات سيبويه: للأديب اللغوي أبي محمد يوسف بن الحسن بن عبد الله بن المرزبان السيرافي (٣٨٥هـ)،ت:محمد على الريح هاشم، دار الفكر ـ القاهرة،الطبعة ١٣٩٤هـ).

● - شرح الأربعين النووية: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:محمد عبد الكريم حسن الإسحاقي،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المتورة.

● - شرح أسماء الله الحسنى: للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري(٤٦٥هـ)،دار آزال ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي(٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعدبن حمدان الغامدي،دارطيبة.

● - شرح التبصرة والتذكرة: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/ ٨٠٦هـ)،ت:عبد اللطيف الهميم،ماهر ياسين فحل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - شرح التلويح على التوضيح: للعلامة سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني الشافعي (٧٩٣هـ)، دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٣٧٧هـ.

● - شرح الخَرْبُوتِي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي(١٢٩٩هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي باكستان.

● - شرح الزرقاني على مختصر سيدي خليل: للعلامة عبد الباقي بن يوسف بن أحمد المالكي الزرقاني (١٠٢٠هـ/١٠٩٩هـ)،ت:عبد السلام محمد أمين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٢هـ

- شرح الزرقاني على الموطا: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)، طبع بالمطبع الخيرية.
- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن عبد الباقي بن يوسف الزرقاني (١١٢٢هـ)،ت:محمد عبد العزيز الخالدي،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.
- شرح السنة: للإمام محيي السنة الحسين بن مسعود الفراء البغوي (٥١٦هـ)،ت:شعيب الأرناؤوط ومحمد زهير الشاويش،المكتب الإسلامي-بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.
- شرح سنن ابن ماجة القزويني: للعلامة أبي الحسن محمد بن عبد الهادي التتوي السندي الحنفي (١١٣٨هـ)،دار الجيل-بيروت.
- شرح سنن أبي داود: للعلامة شهاب الدين أحمد بن حسين المعروف بابن رسلان(٨٤٤هـ)، ت:ياسر كمال و أحمد سليمان،دار الفلاح-الفيوم،الطبعة الأولى١٤٣٧هـ.
- شرح الشفاء: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت:الحاج أحمد طاهر القنوي، دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة الأولى ١٣١٩هـ.
- شرح الشّفاء: للملاّ علي بن سلطان الهَرَوي القاري(١٠١٤هـ)،ت:عبد الله محمد الخليلي،دار الكتب العلمية-بيروت.
- شرح صحيح البخارى لابن بطال: للإمام أبي الحسن علي بن خلف بن بطال البكري القرطبي(٤٤٩هـ)، ت:أبو تميم ياسر،مكتبة الرشد-الرياض.
- شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،مطبعة المدني-القاهرة.
- شرح علل الترمذي: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٠٦هـ/٧٩٥هـ)،ت:همام عبد الرحيم سعيد،مكتبة المنار-الأردن،الطبعة الأولى١٤٠٧هـ.
- شرح الكرماني: للإمام شمس الدين محمد بن يوسف بن علي بن سعيد الكِرْماني(٧١٧هـ/٧٨٦هـ) ت:محمد عثمان،دار الكتب العلمية-بيروت،الطبعة ٢٠١٠ء.
- شرح مذاهب أهل السنة: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عادل بن محمد،مؤسسة قرطبة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.
- شرح مشكل الوسيط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح (٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:محمد بلال بن محمد أمين،داركنوز إشبيليا-الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - شرح مصابيح السنة: للعلامة محمد بن عبد اللطيف المعروف ابن ملك الكرماني الحنفي(٨٥٤هـ)، إدارة الثقافة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - شرح المعالم في أصول الفقه:للعلامة شرف الدين عبد الله بن محمد بن علي المعروف بابن التلمساني (٦٤٤هـ)،ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - شرح منتهي الإرادات: للعلامة أبي السعادات منصور بن يونس البهوتي(١٠٥١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعةالأولى ١٤١٤هـ.

● - شرح المولد النبوي: للعلامة جعفر البرزنجي،المطبعة الميمنية ـ مصر .

● - شروط الأئمة: رسالة في فضل الأخبار وشرح مذاهب أهل الآثار وحقيقة السنن: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥ هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الجبار الفريوائي،دار المسلم ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - شعب الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - شُعَبُ الإيمان: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:مختار أحمد الندوي، مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - شفاء السقام في زيارة خير الأنام: للحافظ تقي الدين علي بن عبد الكافي بن علي بن تمام السبكي (٦٨٣هـ/٧٥٦هـ)،ت:حسين محمد علي شكري،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ

● - شمائل ترمذي مع اردو شرح خصائل نبوي: للحافظ محمد زكريا المهاجر المدني(١٣١٥هـ/١٤٠٢هـ)، دار الإشاعت ـ كراتشي،الطبعة ١٤١١هـ.

● - الشمائل المحمدية: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:سيد بن عباس الجليمي،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة،الطبعة ١٤١٣هـ.

● - شمائل النبوة: للحافظ أبي بكر محمد بن علي بن إسماعيل القفال(٢٩١هـ/٣٦٥هـ)،ت:أبو عبد الله عمر بن أحمد بن علي،دار التوحيد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٦هـ.

● - شواهد النبوة: للعلامة عبد الرحمن بن أحمد الجامي(٨٩٨هـ)،مكتبة الحقيقة ـ إستنبول .

● - شيوخ عبد الله بن وهب القرشي: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● - الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الصارم المنكي: للإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي(٧٠٥هـ/٧٤٤هـ)،ت:أبو عبد الرحمن السلفي عقيل بن محمد بن زيد المقطري،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ

● - صب الخمول: للعلامة جمال الدين يوسف بن حسن بن أحمد الدمشقي المعروف بابن المبرد (٩٠٩هـ)،ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ لبنان،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ

● - الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية: للعلامة أبي نصر إسماعيل بن حماد الجوهري (٣٩٣هـ)، ت:أحمد عبد الغفور عطار،دار العلم للملايين ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

● - صحيح ابن حبان: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البُستي(بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - صحيح ابن خزيمة: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري(٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت: محمد مصطفى الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،ت:محمد زهير بن ناصر الناصر،دار طوق النجاة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ

● - الصحيح للبخاري: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري (١٩٤هـ/٢٥٦هـ)،قديمي كتب خانه ـ كراتشي.

● - الصحيح لمسلم: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري(٢٠٦هـ/٢٦١هـ)،ت: محمد فواد عبد الباقي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - صفة الصفوة: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أحمد بن علي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

● - الصمت وآداب اللسان: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد بن عبيد ابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨١هـ)،ت:أبو إسحاق الحويني، دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،مؤسسة الرسالة -بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٧ء.

● - الصواعق المحرقة: للحافظ أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمِي(٩٠٩هـ/ ٩٧٤هـ)،ت:عبد الرحمن بن عبد الله التركي،دار الوطن -الرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● -صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط: للحافظ عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري المعروف بابن الصلاح(٥٧٧هـ/٦٤٣هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي -بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● -صيد الخاطر: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي(٥٠٨هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:حسن السماجي سويدان،دار القلم -دمشق،الطبعة الثالثة١٤٣٣هـ.

● - الضعفاء الصغير: للإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم الجُعْفِي البخاري(١٩٤هـ /٢٥٦هـ)،ت:محمود إبراهيم زايد،دار المعرفة-بيروت،الطبعةالأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، ت:عبدالمعطي أمين قلعجي،دار الكتب العلمية -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي(٣٢٢هـ)، مخطوط:مكان وجودها من المكتبة العثمانية بطولقة بسكرة الجزائر،نشرها جمال عزون الجزائري.

● -الضعفاء الكبير: للحافظ أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العُقَيلي المكي (٣٢٢هـ)، مخطوط:مكتبة الأستاذ الدكتور محمد بن تركي التركي.

● - الضعفاء وأجوبة أبي زرعة الرازي على سؤالات البرذعي: للإمام عبيد الله بن عبد الكريم بن يزيد بن فروخ المعروف بكنيته أبو زرعة(١٩٤هـ/٢٦٤هـ)،ت:سعدي الهاشمي الجامعة الإسلامية - المدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤٠٢هـ.

● - الضعفاء والمتروكون: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله،مكتبة المعارف -الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● -الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:عبد العزيز عزالدين السيروان،دار القلم -بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:محمد إبراهيم زايد،دار المعرفة -بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي(٢١٥هـ/٣٠٣هـ)،ت:كمال يوسف الحوت،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - الضعفاء والمتروكين: للحافظ جمال الدين أبي الفَرَج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:أبو الفداء عبد الله القاضي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● -طبقات أعلام الشيعة: أغا بزرگ الطهراني،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبرى: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُّبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - طبقات الشافعية الكبرى: للحافظ تاج الدين أبي نصر عبد الوهاب بن علي بن عبد الكافي السُّبكي (٧٢٧هـ/٧٧١هـ)،ت:محمود محمد الطناحي،عبد الفتاح محمد الحلو،هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية ١٤١٣هـ.

● - طبقات علماء الحديث: للحافظ أحمد بن عبد الهادي الدمشقي(٧٣٣هـ)،ت:أكرم البوشي وإبراهيم الزيبق،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٧هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤١٨هـ.

● - الطبقات الكبرى: للحافظ أبي عبد الله محمد بن سعد القرشي البصري(١٦٨هـ/٢٣٠هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - طبقات المحدثين بأصبهان: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد الأصبهاني(٣٦٩هـ)،ت: عبد الغفور عبد الحق حسين البلوشي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - الطب النبوي: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:مصطفى خضر دونمز التركي،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - طرح التثريب في شرح التقريب: للحافظ ولي الدين أبي زرعة العراقي بن أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٦٢هـ/٨٢٦هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت .

● - طوق الحمامة: للإمام ابن حزم الأندلسي(٤٥٦هـ)،مؤسسة هنداوي ـ مصر،الطبعة الأولى ٢٠١٦ء.

● - الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،ت: دسمان يحيى معالي،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - الطيوريات: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد بن أحمد الأصبهاني السلفي(٥٧٦هـ)،مخطوط.

● - الظرائف واللطائف واليواقيت في بعض المواقيت: للعلامة أبي منصور عبد الملك بن محمد الثعالبي (٣٥٠هـ/٤٣٠هـ)،ت:ناصر محمدي محمد جاد،دار الكتب والوثائق القومية ـ القاهرة،الطبعة ١٤٣٠هـ.

● - عارضة الأحوذي: للعلامة محمد بن عبد الله المعافري الأندلسي المعروف بأبي بكر ابن العربي (٤٦٨هـ/ ٥٤٣هـ)،ت:جمال مرعشلي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - العاقبة في ذكر الموت والآخرة: للحافظ أبي محمد عبد الحق بن عبد الرحمن الإشبيلي (٥٨١هـ)،خضر محمد خضر،مكتبة دار الأقصى ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - العجاب في بيان الأسباب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/ ٨٥٢هـ)،ت:عبد الحكيم محمد الأنيس،دار ابن الجوزي ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - العجالة في أحاديث المسلسلة: للعلامة أبي الفيض محمد ياسين بن محمد عيسى الفاداني المكي (١٤١١هـ)،دار البصائر ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● - عجالة المحتاج إلى توجيه المنهاج: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن (٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:عز الدين هشام بن عبد الكريم البدراني،دار الكتاب ـ الأردن،الطبعة ١٤٢١هـ.

● - العرف الشذي: للعلامة أنور الشاه الكشميري(١٢٩٢هـ/١٣٥٢هـ)،ت:محمود شاكر،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - العزيز شرح الوجيز: للحافظ أبي القاسم عبد الكريم بن محمد الرافعي القزويني،ت:علي محمد معوض وعادل أحمد عبد الموجود،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - عصيدة الشهدة المعروف بشرح الخربوتي: للعلامة عمر بن أحمد آفندي الحنفي الخَرْبُوتي (١٢٩٩هـ)،مكتبة المدينة ـ كراتشي،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - العقد الفريد: للعلامة أبي عمر أحمد بن محمد بن عبد ربه الأندلسي (٣٢٨هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٢هـ.

● - علل الترمذي الكبير: للإمام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك السلمي الترمذي الضرير(٢٠٩هـ/٢٧٩هـ)،ت:السيدصبيحي السامرائي وغيره،عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي(٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:خالد بن عبدالرحمن،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- علل الحديث لابن أبي حاتم: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/ ٣٢٧هـ)،ت:سعد بن عبد الله عبد الحميد وخالد بن عبد الرحمن الجُريسي،مكتبة الملك الفهد ـ الرياض،الطبعة١٤٢٧هـ.
- علل الشرائع: لرأس الإمامية ابن بابويه القمي المعروف بالشيخ الصدوق أبو جعفر القمي (٣٨١هـ)، دارالمرتضى ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجَوزي القُرَشِي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:خليل الميس،دارالكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٣هـ.
- العلل المتناهية: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد ـ باكستان،الطبعة الأولى١٣٩٩هـ
- العِلَل الواردة في الأحاديث النبوية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْني الشافعي(٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،دار طيبة ـ رياض،الطبعة١٤٠٥هـ .
- العلل الواردة: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني الشافعي (٣٠٦هـ/ ٣٨٥هـ)، ت:محمد بن صالح بن محمد،دار ابن الجوزي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٧هـ.
- العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)، ت:وصي الله بن محمد عباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية١٤٢٢هـ.
- العلو للعلي الغفار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبو محمد أشرف بن عبد المقصود،مكتبةأضواء السلف ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٦هـ.
- عمدة التحقيق في بشائر آل الصديق: للعلامة إبراهيم بن عامر العبيدي المالكي(١٠٩١هـ)، مطبعة جمعية المعارف .
- عمدة الرعاية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/ ١٣٠٤هـ)،مكتبة إمدادية ـ ملتان .
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)، ت:محمد أحمد الحلاق،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٣١هـ.

- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،دار الفكر.
- عمدة القاري: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.
- عمل اليوم والليلة: للحافظ أبي بكر أحمد بن محمد بن إسحاق الدينوري المعروف بابن السني (٣٦٤هـ)،ت:عبد الرحمن كوثر،شركة دار أرقم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- عمل اليوم والليلة: للإمام الحافظ أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب الخراساني النسائي (٢١٥هـ/ ٣٠٣هـ)،ت:فاروق حمادة،مؤسسة الرسالة ـ بيروت.
- العناية شرح الهداية على هامش شرح فتح القدير: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،المطبعة الأميرية ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣١٥هـ.
- العناية شرح الهداية: للعلامة أكمل الدين أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمود الحنفي البابرتي (نحو ٧١٠هـ/٧٨٦هـ)،دار الفكر.
- عيون الأخبار: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري(٢٧٦هـ)،دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- غاية السول في خصائص الرسول: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:عبد الله بحر الدين عبد الله،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- غاية النهاية في طبقات القراء: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري (٧٥١هـ/ ٨٣٣هـ)،ت:أبو إبراهيم عمرو بن عبد الله،دار اللؤلؤة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٨هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: خسيري حسيني جميل،جميعة دار البر ـ دبئي،الطبعة الأولى ١٤٣٩هـ.
- الغرائب الملتقطة: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢ هـ)، مخطوط من الشاملة.
- غريب الحديث: للإمام أبي عبيد قاسم بن سلام القاضي البغدادي الهروي (١٥٧هـ/٢٢٤هـ)، ت:حسين محمد محمد شرف،الهيئة العامة لشئون المطابع الأميرية ـ القاهرة، الطبعة ١٤٠٤هـ.
- غريب الحديث: للحافظ أبي محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة الدينوري (٢١٣هـ/٢٧٦هـ)،ت: عبد الله الجبوري،مطبعة العاني ـ بغداد، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.

● - غريب الحديث: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)،ت:عبد المعطي أمين القلعجي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - الغريبين في القرآن والحديث: للعلامة أبي عبيد أحمد بن محمد الهروي (٤٠١هـ)،ت: أحمد فريد المزيدي،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - الغماز على اللماز: للعلامة نور الدين أبي الحسن السمهودي(٩١١هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - الغنية فهرست شيوخ القاضي عياض: للقاضي أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي البستي(٤٧٦هـ/٥٤٤هـ)،ت:ماهر زهير الجرار،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ

● - الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل: للشيخ محيي الدين أبي محمد عبد القادر بن موسى بن عبد الله الجيلاني(٥٦١هـ)،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - غنية الملتمس إيضاح الملتبس: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:يحيى بن عبد الله البكري الشهري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦هـ)،مخطوط .

● - غنية المستملي: للعلامة إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي(٩٥٦ هـ)،ت: نديم الواجدي، مكتبة نعمانية كانسي رود ـ كوئيته .

● -غيث المواهب العلية في شرح الحكم العطائية: للعلامة أبي عبد الله محمد بن إبراهيم بن عبّاد(٧٩٢هـ)،ت:عبد الله سليم المختار،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - الفائق في غريب الحديث: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري (٤٦٧هـ/٥٣٨هـ)، ت:علي محمد البجاوي ومحمد أبو الفضل إبراهيم،مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاءه .

● - الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: للعلامة محمد بن محمد بن شهاب الكردي البزازي(٨٢٧هـ)،المطبعة الكبرى الأميرية ـ مصر،الطبعة الثانية ١٣١٠هـ.

● - الفتاوى التاتارخانية: للعلامة فريد الدين عالم بن العلاء الدهلوي الهندي(٧٨٦هـ)،ت:شبير أحمد القاسمي،مكتبة زكريا ديوبند ـ هند،الطبعة ١٤٣١هـ.

● - الفتاوى الحديثية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المعرفة ـ بيروت .

● - الفتاوى الفقهية الكبرى: للعلامة أبي العباس أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهَيْتَمي(٩٠٩هـ/٩٧٤هـ).دار الفكر ــ بيروت .

● - الفتاوى الولوالجية: للعلامة أبي الفتح ظهير الدين عبد الرشيد بن أبي حنيفة الوَلْوالِجي (المتوفى بعد ٥٤٠هـ).ت:مقداد بن موسى فريوي،دار الكتب العلمية ــبيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - فتح باب العناية: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ).ت:محمد نزار تميم وهيثم نزار تميم شركة دار الأرقم ــبيروت،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - فتح الباب في الكنى والألقاب: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني (٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي،مكتبة الكوثر ــالرياض،الطبعة الأولى١٤١٧هـ

● - فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ).ت:محمد فؤاد عبد الباقي،المكتبة السلفية.

● - فتح الباري: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ).إشراف: الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز،دار المعرفة ــبيروت،الطبعة ١٣٧٩هـ.

● - فتح الباري شرح صحيح البخاري: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي (٧٩٥هـ)، ت:محمود بن شعبان بن عبد المقصود ومجدي بن عبد الخالق الشافعي وغيره ،مكتبة الغرباء الأثرية ــالمدينة المنورة،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - الفتح السماوي: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/١٠٣١هـ)، ت:أحمد مجتبى السلفي،دار العاصمة ــالرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ.

● - فتح القدير: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ).دار الكلم الطيب ــ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٩هـ.

● - الفتح المبين: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،ت:أحمد جاسم محمد المحمد،دار المنهاج ــبيروت،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● - فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السَّخَاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:علي حسين علي،مكتبة السنة ــالقاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (٩٩٦هـ/١٠٥٧هـ)،دار إحياء التراث العربي ــبيروت.

● -الفتوحات الربانية على الأذكار النواوية: للعلامة محمد علي بن محمد علان الصديقي الشافعي (۹۹٦هـ/۱۰۵۷هـ)،ت:عبد المنعم خليل إبراهيم،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲٤هـ.

● - الفتوحات المكية: للعلامة أبي بكر محمد بن علي بن محمد المعروف بابن العربي(٥٦۰هـ/٦۳۸هـ)، ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ۱٤۲۰هـ.

● - الفرج بعد الشدة: للقاضي محسن أبي علي التنوخي (۳۸٤هـ)،ت:عبود الشالجي،دار صادر ـ بيروت، الطبعة ۱۳۹۸هـ.

● - الفردوس بمأثور الخطاب: للحافظ أبي شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه الديلمي(٤٤٥هـ/ ٥۰۹هـ)،ت:السعيد بن بسيوني زغلول،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۰٦هـ.

● - فصول البدائع في أصول الشرائع: للعلامة شمس الدين محمد بن حمزة بن محمد الفَنَاري الرومي الحنفي(۸۳٤ هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۲۷هـ

● - الفصول في سيرة الرسول: للحافظ عماد الدين أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي (۷۰۰هـ/۷۷٤هـ)،ت:محمد العيد الخطراوي ومحيي الدين مستو،مؤسسة علوم القرآن ـ بيروت، الطبعة الثالثة۱٤۰۳هـ.

● - فضائل الأوقات: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(۳۸٤هـ/٤٥۸هـ)،ت:عدنان عبد الرحمن مجيد القيسي،مكتبة المنارة ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ۱٤۱۰هـ.

● - فضائل بيت المقدس: للإمام ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد الحنبلي المقدسي (٥٦۷هـ/٦٤۳هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ سورية،الطبعة الأولى۱٤۰٥هـ

● - فضائل التسمية بأحمد ومحمد: للحافظ أبي عبد الله الحسين بن أحمد بن عبد الله بن بكير الصيرفي البغدادي (۳۲۷هـ/۳۸۸هـ)،ت:مجدي فتحي السيد،دار الصحابة للتراث ـ بطنطا،الطبعة الأولى ۱٤۱۱هـ.

● - فضائل الخلفاء الأربعة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(۳۳٦هـ/٤۳۰هـ)،ت:صالح بن محمد العقيل،دار البخاري ـ المدينة المنورة.

● - فضائل شهر رجب: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(۳٥۲هـ/٤۳۹هـ)،ت:أبو يوسف عبد الرحمن بن يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى۱٤۱٦هـ.

● - فضائل الصحابة: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني (١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: وصي الله بن محمد عباس،إحياء التراث الإسلامي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - فضائل القرآن: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي (٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، ت:أحمد بن فارس السلوم،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - فضائل القرآن وما أنزل من القرآن بمكة وما أنزل بالمدينة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أيوب بن يحيى بن ضريس البجلي الرازي(٢٠٠هـ/٢٩٤هـ)،ت:عروة بدير،دار الفكر ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● -فضل التهليل وثوابه الجزيل: للحافظ أبي علي حسن بن أحمد بن عبد الله البغدادي الحنبلي المعروف بابن البَنَّاء(٣٩٦هـ/٤٧١هـ)،ت:عبد الله بن يوسف الجديع،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٠٩هـ

● - فضل الصلوة على النبي: للحافظ إسماعيل بن إسحاق الجهضمي القاضي (٢٨٢هـ)،ت:محمد عوامة، دار المنهاج،جدة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

● - الفضل المبين في الصبر عند فقد البنات والبنين: للعلامة محمد بن يوسف الصالحي الشامي(٩٤٢هـ)، مخطوط.

● - فضل يوم عرفة: للحافظ أبي بكر محمد بن إسماعيل البغدادي المستملي الوراق(٢٩٣هـ/٣٧٨هـ)، مخطوط من الشاملة.

● -الفقيه والمتفقه: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف العزازي،دار ابن الجوزي ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٧هـ

● -الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية: للعلامة نعمت الله بن محمود النخجواني(٩٢٠هـ)،المطبعة العثمانية ـ دار الخلافة العلية الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٢٥هـ

● -الفوائد: للحافظ أبي القاسم تمام بن محمد الرازي البجلي(٣٣٠هـ/٤١٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● -الفوائد: للحافظ عبد الوهاب بن محمد بن إسحاق ابن منده العبدي الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)، ت:خلاف محمود عبد السميع،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - فوائد ابن نصر: للعلامة أبي القاسم عبد الرحمن بن عمر بن نصر بن محمد الشيباني البزاز(٤١٠هـ)، ت:أبو عبد الله حمزة الجزائري،دار النصيحة،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● - الفوائد البَهِيَّة في تراجم الحنفية: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي(١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،المطبع المصطفائي.

● - الفوائد الجليلة في مسلسلات ابن عقيلة: للعلامة محمد بن أحمد بن سعيد الحنفي المكي (١١٥٠هـ)، ت:محمد رضا القهوجي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - فوائد حديثية: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/ ٧٥١هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن، أبو معاذ إياد بن عبد اللطيف القيسي،دار ابن الجوزي ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● -الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَاني (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:رضوان جامع رضوان،مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشَوْكَاني (١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٦هـ.

● - الفوائد الموضوعة: للعلامة مرعي بن يوسف الكرمي المقدسي (١٠٣٣هـ)،ت: محمد بن لطفي الصباغ،دار الوراق ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ.

● - الفهرست:لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،المكتبة المرتضوية ـ النجف.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٣٩١هـ.

● - فيض القدير شرح الجامع الصغير: للعلامة محمد عبد الرؤف بن تاج العارفين المناوي(٩٥٢هـ/ ١٠٣١هـ)،ت:أحمد نصر الله،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

● - القاموس المحيط: للعلامة مجد الدين أبي طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادي(٧٢٩هـ/٨١٧هـ)، مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثامنة ١٤٢٦هـ.

● - قبول الأخبار ومعرفة الرجال: للحافظ أبي القاسم عبد الله بن أحمد البلخي (٣١٩هـ)،ت:أبي عمرو الحسيني بن عمر،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - قرة العيون ومفرح القلب المحزون: للإمام الفقيه أبي الليث نصر بن محمد السمرقندي(٣٧٣أو ٣٧٥هـ) مكتبة النصر ـ مصر.

● -قصر الأمل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٦هـ.

● - قصص الأنبياء عليهم الصلاة والسلام: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن عبد الله الثقفي النيسابوري الكسائي (٣٤٩هـ/٤٢٥هـ)،ت: إسحاق بن ساؤول، مطبعة بريل،الطبعة ١٩٢٢ء.

● -القضاء والقدر للبيهقي: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/ ٤٥٨هـ)،ت:محمد بن عبد الله آل عامر،مكتبة العبيكان ـ الرياض،الطبعة الثانية١٤٢٧هـ.

● -القند في ذكر علماء سمرقند: للعلامة نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفي (٤٦١هـ/٥٣٧هـ)، ت:يوسف الهادي،آينه ميراث ـ تهران،الطبعة الأولى١٣٧٨هـ.

● -قواعد تفسير الأحلام: للعلامة شهاب الدين أحمد بن عبد الرحمن بن عبد المنعم بن نعمة النابلسي الحنبلي (٦٢٨هـ/٦٩٧هـ)،ت:حسين بن محمد جمعة،مؤسسة الريان ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - قوت القلوب في معاملة المحبوب: للعلامة أبي طالب محمد بن علي بن عطية المكي (٣٨٦هـ)، ت:محمود إبراهيم محمد الرضواني،مكتبة دار التراث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع صلى الله عليه وسلم: للعلامة شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت:محمد عوامة،دار اليسر ـ المدينة المنورة،الطبعة الثالثة ١٤٣٢هـ.

● - قيمة الزمن عند العلماء: للشيخ عبد الفتّاح أبي غُدّة (١٣٣٦هـ/١٤١٧هـ)،دار عالم الكتب ـ بيروت، الطبعة ١٤٠٤هـ.

● - الكاشف عن حقائق السنن: للعلامة شرف الدين الحسين بن عبد الله بن محمد الطيبي (٧٤٣هـ)، ت:عبد الحميد هنداوي، مكتبة نزار مصطفى الباز ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد عوامة،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:عزت علي عيد عطية وموسي محمد علي الموشي،دار الكتب الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ.

- الكافي الشاف: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.
- الكافي: لشيخ الشيعة أبو جعفر محمد بن يعقوب الكُلِيني(٣٢٨هـ أو ٣٢٩هـ)،منشورات الفجر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني (٢٧٧هـ/ ٣٦٥هـ)، ت:يحيى مختارغزاوي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.
- الكامل في ضعفاء الرجال: للحافظ أبي أحمد عبد الله بن عدي الجرجاني(٢٧٧هـ/٣٦٥هـ)،ت: محمد أنس مصطفى الخن،دار الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.
- الكامل في اللغة والأدب: للعلامة أبي العباس محمد بن يزيد المعروف بالمبرد(٢٨٥هـ)،ت: محمد أبو الفضل إبراهيم،دار الفكر العربي ـ القاهرة،الطبعة الثالثة ١٤١٧هـ.
- كتاب الأربعين في فضل الرحمة والراحمين: للعلامة محمد بن طولون(٩٥٣هـ)،ت:محمد خير رمضان يوسف،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.
- كتاب الاعتبار في بيان الناسخ والمنسوخ من الآثار: للحافظ أبي بكر محمد بن موسى بن عثمان الحازمي (٥٤٨هـ/٥٨٤هـ)،دائرة المعارف العثمانية ـ حيدر آباد، الدكن، الطبعة الثانية ١٣٥٩هـ.
- كتاب الأمالي: لأبي جعفر محمد بن حسن بن علي الطوسي(٣٨٥هـ/٤٦٠هـ)،دار الثقافة ـ قم، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.
- كتاب الأمالي: للعلامة يحيى بن الحسين بن إسماعيل الحسني الشجري(٤١٢هـ/٤٩٩هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- كتاب البر والصلة: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:عادل عبد الموجود وعلي معوض،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.
- كتاب تاريخ المدينة المنورة: للحافظ أبي زيد عمر بن شبه النميري البصري(١٧٣هـ/٢٦٢هـ)، ت: فهيم محمد شلتوت.
- كتاب التاريخ وأسماء المحدثين وكناهم: للحافظ أبي عبد الله محمد بن أحمد المقدمي القاضي (٣٠١هـ)،ت:محمد بن إبراهيم اللحيدان،دار الكتاب والسنة ـ الباكستان،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - كتاب التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة: للعلامة محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري القرطبي (٦٧١هـ)،ت:الصادق بن محمد بن إبراهيم،دار المنهاج ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - كتاب التعيين في شرح الأربعين: للعلامة نجم الدين سليمان بن عبد القوي الطوفي الصرصري (٧١٦هـ)،ت:أحمد حاج محمد عثمان،مؤسسة الريان ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - كتاب التوابين: للحافظ موفق الدين عبد الله بن أحمد بن قدامة المقدسي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)، ت: عبد القادر الأرناؤوط،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

● - كتاب التوبة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـ القاهرة.

● - كتاب التوحيد: للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري (٢٢٣هـ/٣١١هـ)، ت:عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة السادسة١٤١٨هـ.

● - كتاب التوكل: للقاضي أبي يعلى محمد بن الحسين بن محمد ابن الفراء الحنبلي (٣٨٠هـ/٤٥٨هـ)، ت:يوسف بن علي الطريف،دار الميمان ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ

● - كتاب الدعاء: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - كتاب الدعاء: للحافظ أبي عبد الرحمن محمد بن فضيل بن غزوان الضبي(١٩٥هـ)،ت:عبد العزيز بن سليمان بن إبراهيم البعيمي،مكتبة الرشد ـ الرياض، الطبعة الأولى١٤١٩هـ.

● - كتاب الرؤية: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارقطني (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)، ت:إبراهيم محمد العلي وأحمد فخري الرفاعي،مكتبة المنار ـ الأردن.

● - كتاب الزهد: للإمام أبي السري هناد بن السري التميمي الدارمي الكوفي (١٥٢هـ/٢٤٣هـ)،ت: عبد الرحمن عبد الجبار الفريوائي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - كتاب الزهد: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - كتاب الزهد الكبير: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عامر أحمد حيدر،دار الجنان ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٠٨هـ.

● - كتاب الزهرة: للعلامة أبوبكر محمد بن داود الأصبهاني(٢٩٧هـ)،ت:إبراهيم السامرائي،مكتبة المنار ـ أردن،الطبعة الثانية١٤٠٦هـ.

● - كتاب السنة: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو بن أبي عاصم(٢٨٧هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٠هـ.

● - كتاب السنن: للحافظ أبي عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني(٢٢٧هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي، الدار السلفية ـ الهند،الطبعة الأولى١٤٠٣هـ.

● - كتاب الشريعة: للعلامة أبي بكر محمد الحسين الآجري(٣٦٠هـ)،ت:عبدالله بن عمربن سليمان الدميجي،دار الوطن ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - كتاب الضعفاء: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:فاروق حمادة، دار الثقافة ـ قاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - كتاب ضوء الشموع: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن أحمد السنباوي الأزهري المالكي المعروف بالأمير الكبير (١١٥٤هـ/ ١٢٣٢هـ)،المكتبة الأزهرية للتراث.

● - كتاب الطب: للحافظ أبي العباس جعفر بن محمد بن المعتز المستغفري النسفي(٣٥٠هـ/٤٣٢هـ)، مخطوط.

● - كتاب العدة للكرب والشدة: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ/٦٤٣هـ)،ت:ياسر بن إبراهيم بن محمد دار المشكاة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - كتاب العرش: للحافظ أبي جعفر محمد بن عثمان بن أبي شيبة(٢٩٧هـ)،ت:محمد بن خليفة التميمي،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٨هـ.

● - كتاب العظمة: للحافظ أبي الشيخ عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان الأصبهاني(٢٧٤هـ /٣٦٩هـ)،ت:رضاء الله بن محمد إدريس المباركفوري،دار العاصمة ـ الرياض.

● - كتاب العلل ومعرفة الرجال: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/ ٢٤١هـ)،ت:وصي الله بن محمدعباس،دار الخاني ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● - كتاب العين: للإمام أبي عبد الرحمن خليل بن أحمد البصري النحوي الفراهيدي (١٠٠هـ/ نحو ١٧٠هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - كتاب الفيصل في علم الحديث أو الفيصل في مشتبه النسبة: للحافظ أبي بكر محمد بن موسى بن عثمان الحازمي (٥٤٨هـ/٥٨٤هـ)،ت:سعود بن عبد الله بن بردي المطيري الديحاني،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● - كتاب القراءة خلف الإمام: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)، ت: محمد السعيد بن بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، دار الندوة الجديدة - بيروت.

● - كتاب الكبائر: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان، مكتبة الفرقان، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - كتاب المبسوط: للإمام شمس الأئمة أبو بكر محمد بن أحمد السرخسي (٤٨٨هـ)، دار المعرفة - بيروت.

● - كتاب المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين: للإمام محمد بن حبان بن أحمد بن أبي حاتم البستي (بعد ٢٧٠هـ/٣٥٤هـ)، ت: محمود إبراهيم زايد، دار المعرفة - بيروت، الطبعة ١٤١٢هـ.

● - كتاب المراسيل: للإمام عبد الرحمن بن محمد أبي حاتم الرازي (٢٤٠هـ/٣٢٧هـ)، ت: شكر الله بن نعمة الله قوجاني، مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٧هـ.

● - كتاب المسلسلات: للحافظ جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد ابن الجوزي (٥٠٨هـ/٥٩٧هـ)، مخطوط.

● - الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي (١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت: كمال يوسف الحوت، دار التاج - بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - كتاب المعجم: للإمام أبي سعيد أحمد بن محمد ابن الأعرابي (٢٤٦هـ/٣٤٠هـ)، ت: عبد المحسن بن إبراهيم بن أحمد الحسيني، دار ابن الجوزي - الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - كتاب المعجم: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي (٢١٠هـ/٣٠٧هـ)، ت: إرشاد الحق الأثري، إدارة العلوم الأثرية - فيصل آباد، باكستان، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

● - كتاب مقتل أمير المؤمنين: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت: إبراهيم صالح، دار البشائر - دمشق، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كتاب من عاش بعد الموت: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت: محمد حسام بيضون، مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ

- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.

- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:عبد الرحمن محمد عثمان،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٣٨٦هـ.

- كتاب الموضوعات: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)، ت:نور الدين بن شكري بن علي بوياجيلار،أضواء السلف ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

- كرامات أولياء الله: للحافظ أبي القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الرازي الطبري اللالكائي (٤١٨هـ)،ت:أحمد بن سعد بن حمدان الغامدي دار طيبة ـ السعودية،الطبعة الثانية ١٤١٥هـ.

- كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم: للعلامة محمد علي التهانوي (توفي بعد ١١٥٨هـ)،ت:علي دحروج،مكتبة لبنان ناشرون ـ بيروت،الطبعة الأولى١٩٩٦ء.

- كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي: للعلامة علاء الدين عبد العزيز بن أحمد بن محمد البخاري (٧٢٩هـ)،مطبعة الشركة الصحافية العثمانية.

- كشف الالتباس في استحباب اللباس: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،جمعيت إشاعت أهلسنت باكستان ـ كراتشي، الطبعة ١٤٢٤هـ.

- كشف اللثام شرح عمدة الأحكام: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)، ت:نور الدين طالب،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

- الكشف الإلهي: للعلامة محمد بن محمد الطرابلسي السندروسي الحنفي(١١٧٧هـ)،ت:محمد محمود أحمد بكار،دار السلام ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

- الكشف الحثيث عمن رمي بوضع الحديث: للعلامة أبي الوفاء إبراهيم بن محمد بن خليل الطرابلسي(٧٥٣هـ/٨٤١هـ)،صبحي السامرائي،مكتبة النهضة العربية ـ بيروت،الطبعة١٤٠٧هـ.

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للعلامة أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٢٧هـ.

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي(١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)،ت: يوسف بن محمود،مكتبة العلم الحديث ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي (١٠٨٧هـ/١١٦٢هـ)، مكتبة القدسي ـ القاهرة، الطبعة ١٣٥١هـ.

● - الكشف والبيان: للعلامة أبو إسحاق أحمد بن محمد بن إبراهيم الثعلبي النيسابوري (٤٢٧هـ)، ت: أبو محمد بن عاشور، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - كفاية الأتقياء ومنهاج الأصفياء: للعلامة أبوبكر بن محمد شطا الدمياطي البكري (١٣١٠هـ)، المطبعة الخيرية ـ مصر، الطبعة ١٣٠٣هـ.

● - كنز العمال في سنن أقوال والأفعال: للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)، ت: محمود عمر الدمياطي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● - كنز العمال: للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي (٨٨٨هـ/٩٧٥هـ)، ت: بكر يحياني، صفوة السقا، مؤسسة الرسالة ـ بيروت، الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ.

● - كنوز الذهب في تاريخ حلب: للعلامة أحمد بن إبراهيم المعروف سبط ابن العجمي (٨٨٤هـ)، ت: شوقي شعث وفالح البكور، دار القلم العربي ـ حلب، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - الكنى والأسماء: للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (٢٠٦هـ/٢٦١هـ)، ت: عبد الرحيم محمد أحمد القشقري، الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ

● - الكنى والأسماء: للحافظ أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الدولابي (٢٢٤هـ/٣١٠هـ)، ت: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي، دار ابن حزم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - كوثر النبيّ وزُلالُ حوْضِه الرّويّ (فنّ معرفة الموضوعات): للعلامة أبي عبد الرحمن عبد العزيز بن أبي حفص أحمد بن حامد القرشي (١٢٠٦هـ/١٢٣٩هـ) المخطوط، كتبه العلامة عبد الله الوَلْهَاري (١٢٨٣هـ).

● - اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح: للعلامة شمس الدين محمد بن عبد الدائم البرماوي العسقلاني (٧٦٣هـ/ ٨٣١هـ)، دار النوادر ـ سوريا، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)، ت: محمد عبد المنعم رابح، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٨هـ.

● - اللآلئ المصنوعة: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أبوعبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة: للحافظ بدر الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الله الزركشي (٧٤٥هـ/٧٩٤هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - لباب الآداب: لمؤيد الدولة أبي المظفر أسامة ابن منقذ الكناني (٥٧٤هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،مكتبة السنة ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - لباب الحديث: المنسوب إلى الحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،المكتبة التجارية الكبرى ـ مصر،الطبعة الأولى ١٣٥٣هـ.

● -اللباب في تهذيب الأنساب: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ

● -اللباب في علوم الكتاب: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي(٨٨٠هـ)، ت:عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ

● - لسان العرب: للعلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم ابن المنظور الإفريقي(٦٣٠هـ/٧١١هـ)، دار صادر ـ بيروت .

● - لسان الميزان: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - لطائف الإشارات (تفسير القشيري): للعلامة أبي القاسم عبد الكريم بن هوازن القشيري (٤٦٥هـ)، ت:إبراهيم البسيوني،الهيئة المصرية العامة للكتاب ـ مصر .

● - لطائف المعارف: للحافظ عبد الرحمن بن أحمد بن رجب الحنبلي(٧٩٥هـ)،ت:ياسين محمد السواس،دار ابن كثير ـ دمشق،الطبعة الخامسة ١٤٢٠هـ.

● -لمحات الأنوار ونفحات الأزهار: للحافظ أبي القاسم محمد بن عبد الواحد الغافقي الملاحي (٥٤٩هـ)،ت:رفعت فوزي عبد المطلب،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● -لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،ت:تقي الدين الندوي،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٥هـ.

● -لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: للعلامة محمد بن أحمد السفاريني الحنبلي (١١١٤هـ/١١٨٨هـ)،مؤسسة الخافقين ومكتبتها ـ دمشق،الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ.

● - اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع: للعلامة أبي المحاسن محمد بن خليل بن إبراهيم القاوقجي (١٢٢٤هـ/١٣٠٥هـ)،ت:فواز أحمد زمرلي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤١٥هـ.

● - ماثبت بالسنة: للعلامة عبد الحق بن سيف الدين الدهلوي(٩٥٩هـ/١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي ـ دهلي.

● - المتفق والمفترق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي(٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)، ت:محمد صادق آيدن الحامدي،دار القاري ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مثنوي مولوي معنوي: للعارف بالله مولانا جلال الدين محمد الرومي(٦٧٢هـ)،مترجم:قاضي سجاد حسين،حامد أيند كمبني ـ لاهور.

● - مثير الغرام الساكن إلى أشرف الأماكن: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت:مصطفى محمد الذهبي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - مجابو الدعوة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا(٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، ت:فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار اطلس الخضراء ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - المجالسة وجواهر العلم: للعلامة أبي بكر أحمد بن مروان الدينوري(٣٣٣هـ)،ت:أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - المجالس الوعظية في شرح أحاديث خير البرية صلى الله عليه وسلم من صحيح الإمام البخاري: للعلامة شمس الدين محمد بن عمر السفيري الشافعي (٨٧٧هـ/٩٥٦هـ)،ت:أحمد فتحي عبد الرحمن،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - مجلسان من مجالس الحافظ ابن عساكر في مسجد دمشق: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:محمد مطيع الحافظ،دار الفكر ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٣٩٩هـ.

● - مجمع الآداب في معجم الألقاب: للعلامة كمال الدين عبد الرزاق بن أحمد المعروف بابن الفوطي البغدادي الشيباني (٦٤٢هـ/٧٢٣هـ)،ت:محمد الكاظم،مؤسسة الطباعة والنشر وزارة الثقافة والإرشاد الإسلامي ـ طهران،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - مجمع الأنهر: للعلامة عبد الرحمن بن محمد بن سلمان المعروف شيخي زاده(١٠٧٨هـ)، ت:خليل عمران المنصور،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:حسام الدين القدسي،دار الكتاب العربي ـ بيروت.
- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي(٧٣٥هـ/٨٠٧هـ)، ت:عبد الله الدرويش،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- مجمل اللغة: للعلامة أبي الحسين أحمد بن فارس الرازي المالكي(٣٩٥هـ)،ت:زهير عبد المحسن سلطان،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٦هـ.
- مجموعة رسائل اللكنوي: للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم اللكنوي (١٢٦٢هـ/١٣٠٤هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن ـ كراتشي،الطبعة الثالثة ١٤٢٩هـ
- مجموعة رسائل: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:إبراهيم أمين محمد،المكتبة التوفيقية ـ القاهرة.
- مجموعة رسائل: للحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عبد الهادي المقدسي(٧٤٤هـ)، ت:أبو عبد الله حسين بن عكاشة،الفاروق الحديثية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.
- المجموع شرح المهذب: للإمام محيى الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،إدارة الطباعة المنيرية.
- مجموع فتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عبد الرحمن بن محمد بن قاسم،مجمع الملك فهد ـ المدينة،الطبعة ١٤٢٥هـ
- مجموع الفتاوى: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحرّاني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:عامر الجزائر و أنور الباز،دار الوفاء،الطبعة الثالثة ١٤٢٦هـ.
- مجموع فيه التوبة وغيره: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:أبو عبد الله مشعل بن باني الجبرين المطيري، دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- مجموع فيه رسائل: للحافظ شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر عبد الله الدمشقي المعروف بابن ناصر الدين(٧٧٧هـ/٨٤٢هـ)،ت:أبي عبد الله مشعل بن باني الجبرين،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.
- مجموع فيه مصنفات أبي العباس الأصم (٣٤٦هـ) وإسماعيل الصفار (٣٤١هـ):ت:نبيل سعد الدين جرار،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ.

● - المجموع المغيث: للحافظ أبي موسى محمد بن أبي بكر المديني الأصبهاني (٥٠١هـ/٥٨١هـ)، ت: عبد الكريم الغرباوي،دار المدني ـ جدة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - المحاسن والأضداد: للعلامة عمرو بن بحر المعروف بالجاحظ(٢٥٥هـ)،ت:محمد سويد،دار إحياء العلوم ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٨هـ.

● - المحاسن والمساوي: للعلامة إبراهيم بن محمد البيهقي(٣٢٠هـ)،طبع بمطبعة السعادة ـ مصر، الطبعة ١٢٢٥هـ.

● - محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: للعلامة أبي القاسم الحسين بن محمد بن المفضل المعروف بالراغب الأصبهاني(٥٠٢ هـ)،ت:عمر الطباع،شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - المحبة لله سبحانه: للعلامة أبي إسحاق إبراهيم بن عبد الله الختلي(المتوفى نحو٢٧٠هـ)،ت: عبد الله بدران،دار المكتبي ـ دمشق،الطبعة الأولى١٤٢٣هـ.

● - المحصول في علم أصول الفقه: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/ ٦٠٦هـ)،ت:طه جابر فياض،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤١٢هـ.

● - المحكم والمحيط الأعظم: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسي اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)،ت:عبد الحميد هنداوي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - المُحَلّى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)، المنيرية ـ مصر،الطبعة ١٣٥٢هـ.

● - المحلى بالآثار: للإمام أبي محمدعلي بن أحمدبن سعيد بن حزم الأندلسي(٣٨٤هـ/٤٥٦هـ)،ت:عبد الغفار سليمان،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - المحيط البرهاني: للعلامة برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز البخاري المرغيناني الحنفي (٥٥١هـ/ ٦١٦هـ)،ت:نعيم أشرف نور أحمد،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي،باكستان، الطبعة ١٤٢٤هـ

● - مختصر السوالك: للعلامة أبي الخير أحمد بن إسماعيل القزويني،مخطوط من الشاملة.

● - مختصر المقاصد الحسنة: للعلامة أبو عبد الله محمد بن عبد الباقي الزرقاني المصري المالكي (١٠٥٥هـ/١١٢٢هـ)،ت:محمد بن لطفي الصباغ المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٠٩هـ

● - مختصر منهاج القاصدين: للعلامة نجم الدين أحمد بن عبد الرحمن ابن قدامة المقدسي (٦٨٩هـ)، ت:محمد أحمد دهمان،مكتبة دار البيان ـ دمشق،الطبعة ١٣٩٨هـ.

● - المختلف فيهم: للإمام أبي حفص عمر بن أحمد ابن شاهين(٢٩٧هـ/٣٨٥هـ)،ت:عبد الرحيم بن محمد بن أحمد القشقري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● - المخصص: للعلامة أبي الحسن علي بن إسماعيل المرسي اللغوي المعروف بابن سيده (٤٥٨هـ)، ت:خليل إبراهم جفال،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٧هـ.

● - المخلصيات: للحافظ أبي طاهر محمد بن عبد الرحمن بن العباس المُخَلِّص البغدادي(٣٠٥هـ /٣٩٣هـ)،ت:نبيل سعد الدين جرار،دار النوادر ـ الكويت،الطبعة الثانية ١٤٣٢هـ.

● - مدارج السالكين بين المنازل إياك نعبد وإياك نستعين: للعلامة محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيِّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● -مدارج السالكين: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:محمد المعتصم بالله البغدادي،دار الكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة السابعة ١٤٢٣هـ.

● - مدارج النبوة: للعلامة محمد عبد الحق الدهلوي(١١٧٤هـ)،مترجم:مفتي غلام معين الدين نعيمي، ممتاز أكيدمي ـ لاهور.

● - المداوي: للعلامة أبي الفيض أحمد بن محمد بن الصديق الغماري الحسني(١٣٨٠هـ)،دار الكتبي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٩٩٦ء.

● - المدخل إلى الصحيح: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/ ٤٠٥هـ)،ت:ربيع بن هادي عمير المدخلي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

● - المدخل إلى السنن الكبرى: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي(٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت: محمد ضياء الرحمن الأعظمي،دار الخلفاء للكتاب الإسلامي ـ الكويت.

● - المدخل إلى كتاب الإكليل: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري(٣٢١هـ/٤٠٥هـ)، ت:فؤاد عبد المنعم أحمد،دار الدعوة ـ الإسكندرية.

● -المدخل لابن الحاج: للعلامة أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد ابن الحاج العبدري المالكي (٧٣٧هـ)،مكتبة دار التراث ـ القاهرة.

● - مراقي الفلاح: للعلامة حسن بن عمار بن علي الشُرُنْبُلالي الحنفي(١٠٦٩هـ)،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن محمد بن عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٤هـ.

● -مرآة الزمان في تواريخ الأعيان: للعلامة شمس الدين أبي المظفر سبط ابن الجوزي(٦٥٤هـ)، ت:محمد بركات وعمار ريحاوي،الرسالة العالمية ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٣٤هـ.

● - مُرشد الحائر لبيان وضع حديث جابر: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)، مكتبة طبرية ـ الرياض،الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - مرقاة المفاتيح: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،ت: جمال عتاني،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● -مسائل الإمام أحمد برواية إسحاق بن إبراهيم بن هانئ: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن إبراهيم النيسابوري (٢١٨هـ/٢٧٥هـ)،ت:زهير الشاويش،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٠هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل: للحافظ أبي الفضل صالح بن أحمد بن حنبل الشيباني(٢٠٣هـ/٢٦٦هـ)، ت:فضل الرحمن دين محمد،الدار العلمية ـ الهند،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

● - مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه برواية المروزي: للحافظ أبي يعقوب إسحاق بن منصور المروزي(٢٥١هـ)،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٢هـ.

● - المستدرك على الصحيحين: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (٣٢١هـ/٤٠٥هـ)،ت:يوسف عبد الرحمن المرعشلي،دار المعرفة ـ بيروت .

● -مستدرك الوسائل: للميرزا حسين النوري الطبري،مؤسسة آل البيت لإحياء التراث،الطبعة الثالثة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)،ت: سعد حسن محمد،مكتبة الصفا ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف: للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)، دار مكتبة الحياة ـ بيروت،الطبعة ١٤١٢هـ.

● - المستطرف في كل فن مستظرف:للعلامة شهاب الدين محمد بن أحمد الأبشيهي(٨٥٢هـ)مكتبة الجمهورية العربية ـ مصر .

● - المستغيثين بالله: للحافظ أبي القاسم خلف بن عبد الملك بن مسعود بن موسى بن بَشْكُوال(٤٩٤هـ/٥٧٨هـ)،ت:مانويلا مارين،المجلس الأعلى للأبحاث العلمية.

● - مسند ابن أبي شيبة: للإمام أبي بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي(١٥٩هـ/٢٣٥هـ)، ت:أبو عبد الرحمن عادل بن يوسف الغزاوي،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - مسند أبي عوانة: للحافظ أبي عوانة يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري الإسفرائيني (٣١٦هـ)،ت:أيمن بن عارف الدمشقي،دار المعرفة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مسند أبي يعلى: للإمام أبي يعلى أحمد بن علي التيمي الموصلي(٢١٠هـ/٣٠٧هـ)،ت:حسين سليم أسد،دار المأمون للتراث ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت:أحمد محمد شاكر،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،عالم الكتب ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مسند أحمد: للإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني(١٦٤هـ/٢٤١هـ)،ت: شعيب الأرنؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - مسند البزار: للحافظ أبي بكر أحمد بن عمرو البزار(٢٩٢هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - مسند السراج: للحافظ أبي العباس محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج(٢١٦هـ/٣١٣هـ)، ت:إرشاد الحق الأثري،إدارة العلوم الأثرية ـ فيصل آباد،باكستان،الطبعة الأولى ١٤٢٣هـ.

● - مسند الشاميين: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - مسند الشهاب: للقاضي أبي عبد الله محمد بن سلامة القُضَاعي(٤٥٤هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - المسند للشاشي: للحافظ أبي سعيد الهيثم بن كليب بن سريج الشاشي(٣٣٥هـ)،ت:محفوظ الرحمن زين الله،مكتبة العلوم والحكم ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

● - المسند المستخرج على صحيح مسلم: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

- مسند الموطأ: للحافظ أبي القاسم عبد الرحمن بن عبد الله المالكي الجوهري (٣٨١هـ)،ت: لطفي بن محمد الصغير،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٧ء.
- مشارع الأشواق إلى مصارع العشاق ومثير الغرام إلى دار السلام: للعلامة أبي زكريا محيي الدين أحمد بن إبراهيم بن محمد الدمشقي الدمياطي المعروف بابن نحاس (٨١٤هـ)،ت:إدريس محمد علي ومحمد خالد إسطنبولي،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.
- المشتبه في الرجال أسمائهم وأنسابهم: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:علي محمد البجاوي،دار إحياء الكتب العربية.
- مشيخة الآبنوسي: للعلامة أبي الحسين محمد بن أحمد الصيرفي الآبنوسي(٣٨١هـ/٤٥٧هـ)، مخطوط من الشاملة.
- مشيخة القزويني: للعلامة أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن عمر القزويني(٦٨٣هـ/ ٧٥٠هـ)،ت:عامر حسن صبري،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤٢٦هـ.
- مصباح الزجاجة: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغماري(١٣٨٠هـ)،مكتبة القاهرة ـ مصر،الطبعة الثانية١٤٢٩هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المكتب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الثانية١٤٠٣هـ.
- المصنف: للإمام أبي بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني(١٢٦هـ/٢١١هـ)،ت:حبيب الرحمن الأعظمي،المجلس العلمي ـ الهند،الطبعة الأولى١٣٩٢هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبوغدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الثانية١٣٩٨هـ.
- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)، ت:عبد الفتاح أبو غده،ايچ ايم سعيد كمپني ـ كراتشي،باكستان.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:باسم بن طاهر خليل عناية،دار العاصمة ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤١٩هـ.
- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:محمد حسنّه،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى٢٠٠٣ء.

- مطالع المسرات: للعلامة محمد مهدي بن أحمد بن علي الفاسي(١٠٣٣هـ/١١٠٩هـ)،مطبعة وادي النيل ـ مصر،الطبعة ١٢٨٩هـ

- معترك الأقران في إعجاز القرآن: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السُيوطي(٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:أحمد شمس الدين،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- المعجم الأوسط: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم،دار الحرمين ـ القاهرة،الطبعة ١٤١٥هـ .

- معجم البلدان: للعلامة المؤرخ شهاب الدين أبي عبد الله ياقوت بن عبد الله الحموي (٦٢٦هـ)،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٩٧هـ.

- معجم رجال الحديث: لأبي القاسم الموسوي الخوئي الشيعي،مكتبة الإمام الخوئي ـ النجف.

- معجم السفر: للحافظ أبي طاهر أحمد بن محمد السلفي الأصبهاني(٥٧٦هـ)،ت:عبد الله عمر البارودي،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة ١٤١٤هـ

- معجم الشيوخ: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد الحبيب الهيلة،مكتبة الصديق ـ المملكة العربية السعودية،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

- معجم الشيوخ: للحافظ أبي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عبد الله المعروف بابن عساكر (٤٩٩هـ/٥٧١هـ)،ت:وفاء تقي الدين،دار البشائر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢١هـ

- معجم الصحابة: للحافظ أبي الحسين عبد الباقي بن قانع بن مرزوق الأموي،ت:أبو عبد الرحمن صلاح بن سالم المصراتي،مكتبة الغرباء الأثرية ـ المدينة المنورة.

- المعجم في أصحاب القاضي الإمام أبي علي الصدفي: للحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن أبي بكر المعروف ابن الباز القضاعي البلنسي(٥٩٥هـ/٦٥٨هـ)،مكتبة الثقافة الدينية ـ الظاهر،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

- المعجم الكبير: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني(٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:حمدي عبد المجيد السلفي،مكتبة ابن تيمية ـ القاهرة،الطبعة ١٤٠٤هـ

- معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني (٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،ت: عماد الدين أحمد حيدر،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ

● - معرفة التذكرة: للإمام أبي الفضل محمد بن طاهر بن علي المقدسي الشيباني(٤٤٨هـ/٥٠٧هـ)،نور محمد كتب خانه ـ كراتشي.

● - معرفة الرجال رواية ابن محرز: للإمام أبي زكريا يحيى بن معين(١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:محمد كامل القصار،مجمع اللغة العربية ـ دمشق،الطبعة ١٤٠٥هـ.

● - معرفة السنن والآثار: للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤هـ/٤٥٨هـ)،ت:عبد المعطي أمين قلعجي،دار قتيبة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - معرفة الصحابة: للحافظ أبي عبد الله محمد بن إسحاق بن يحيى بن مندة الأصبهاني(٣١٠هـ/٣٩٥هـ)،ت:عامر حسن صبري،مطبوعات جامعة الإمارات العربية المتحدة،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ

● - معرفة الصحابة: للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني(٣٣٦هـ/٤٣٠هـ)،ت:عادل بن يوسف العزازي،دار الوطن ـ الرياض.

● - معرفة القراء الكبار: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:شعيب الأرناؤوط،مؤسسة الرسالة ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٠٨هـ.

● - المعرفة والتاريخ: للحافظ أبي يوسف يعقوب بن سفيان الفارسي الفسوي(٢٧٧هـ)،ت:أكرم ضياء العمري،مكتبة الدار ـ المدينة المنورة،الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

● - المعين على تفهم الأربعين: للحافظ أبي حفص سراج الدين عمر بن علي بن أحمد الشافعي المصري المعروف بابن الملقن(٧٢٣هـ/٨٠٤هـ)،ت:دغش بن شبيب العجمي،مكتبة أهل الأثر ـ الكويت، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - مغاني الأخيار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي(٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت: محمد حسن محمد حسن إسماعيل،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● - المغني عن الحفظ والكتاب: للحافظ أبي حفص عمر بن بدر الدين الموصلي الحنفي(٦٦٣هـ)، جمعية نشر الكتب العربية ـ القاهرة،الطبعة ١٣٤٢هـ.

● - المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار ابن حزم ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٦هـ

● - المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي(٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)،دار المعرفة ـ بيروت.

● - المغني عن حمل الأسفار في الأسفار في تخريج ما في الإحياء من الأخبار: للحافظ أبي الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي (٧٢٥هـ/٨٠٦هـ)، ت: أبومحمد أشرف بن عبد المقصود، مكتبة دار طبرية ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ.

● - المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت: نور الدين عتر، إحياء التراث الإسلامي بدولة ـ قطر، الطبعة ١٤٠٧هـ.

● - المُغني في الضعفاء: للإمام أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨)، ت: أبو الزهراء حازم القاضي، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ.

● - المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)، دار العهد الجديد ـ بيروت.

● - المغير على الأحاديث الموضوعة في الجامع الصغير: للعلامة أحمد بن محمد بن الصديق الغُماري (١٣٨٠هـ)، دار الرائد العربي ـ بيروت.

● - مفتاح الجنان: للعلامة يعقوب بن سيد علي البروسوي (٩٣١هـ)، المطبعة العثمانية، الطبعة ١٣١٧هـ.

● - مفتاح دار السعادة: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (٦٩١هـ/٧٥١هـ)، ت: عبد الرحمن بن حسن بن قائد، دار عالم الفوائد للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - مفاتيح الغيب المعروف بالتفسير الكبير: للعلامة فخر الدين أبي عبد الله محمد بن عمر الرازي (٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)، دار الفكر ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: للإمام أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي (٦٥٦هـ)، ت: محيي الدين ديب مستو وأحمد محمد السيد، دار ابن كثير ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - مفيد العلوم ومبيد الهموم: للعلامة جمال الدين أبي بكر الخوارزمي، دار التقدم ـ مصر، الطبعة ١٣٢٣هـ.

● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهِرة على الألْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن السَخَاوي (٨٣١هـ/٩٠٢هـ)، ت: عبد الله محمد الصديق، دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤٢٧هـ.

● - المقاصد الحَسَنَة في بيان كثير من الأحاديث المُشْتَهَرة على الألْسِنَة: للحافظ شمس الدين أبي الخيرمحمد بن عبد الرحمن السّخَاوي(٨٣١هـ/٩٠٢هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، دارالكتاب العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ.

● - مقاصد السالكين: لمولانا ضياء الله النقشبندي،مترجم:ملك فضل الدين النقشبندي،إسلامك فاؤنديشن .

● - المقتنى في سرد الكنى: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:محمد صالح عبد العزيز المراد،المجلس العلمي ـ المدينة المنورة، الطبعة ١٤٠٨هـ.

● - مقدمةابن خلدون: للعلامة ولي الدين عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون الحضرمي الإشبيلي(٨٠٨هـ)،ت:خليل شحادة وسهيل زكار،دار الفكر ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - مكارم الأخلاق: للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠هـ/٣٦٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.

● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:مجدي السيد إبراهيم،مكتبة القرآن ـ بولاق .

● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد بن جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:أيمن عبد الجبار البحيري،دارالآفاق العربية ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● - مكارم الأخلاق: للحافظ أبي بكر محمد ين جعفر بن محمد سهل السامري الخرائطي (٣٢٧هـ)، ت:عبدالله بن بجاش الحميري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعةالأولى ١٤٢٧هـ .

● -مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: أحمد جاد،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ

● - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: صلاح محمد عويضة،دار الكتب العلمية ـ بيروت .

● - مكاشفة القلوب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت:أحمد جاد دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة ١٤٢٥هـ

● - مكتوبات: للعلامة أحمد بن عبد الأحد الفاروقي السرهندي مجدد الألف الثاني (١٠٣٤هـ)، (مترجم)،زوار أكيدمي ـ كراتشي ٢٠١٤ء .

● - المنار المنيف: للحافظ محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيّم الجوزية(٦٩١هـ/٧٥١هـ)،ت:عبد الفتاح أبو غدة،مكتب المطبوعات الإسلامية ـ حلب،الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ.

● -مناقب الأسد الغالب: للحافظ أبي الخير محمد بن محمد الدمشقي المقري الجزري(٧٥١هـ/٨٣٣هـ)،ت:طارق الطنطاوي،مكتبة القرآن ـ القاهرة.

● -مناقب آل أبي طالب: لأبي جعفر محمد بن علي بن شهر آشوب،ت:يوسف البقاعي،دار الأضواء ـ بيروت، الطبعة الثانية ١٤١٢هـ.

● -مناهل السلسة في الأحاديث المسلسلة: للعلامة محمد عبد الباقي الأيوبي اللكنوي،مكتبة القدسي، الطبعة ١٣٥٧هـ.

● - مناهل الصفا: للحافظ جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر بن سابق الدين الخضيري السيوطي (٨٤٩هـ/٩١١هـ)،ت:سمير القاضي،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ

● - منبهات ابن حجر:در مطبع مصطفائي.

● - المُنتَخب من العِلَل: للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (٥٤١هـ/٦٢٠هـ)،ت:أبو معاذ طارق بن عوض الله،دار الرأية ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.

● -المنتخب من مسند عبد بن حميد: للحافظ أبي محمد عبد بن حميد بن نصر(٢٤٩هـ)، ت:أبو عبد الله مصطفى،دار بلنسية ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

● - المنتخب من معجم شيوخ السمعاني: للإمام أبي سعد عبد الكريم بن محمد بن منصور السَّمْعَاني (٥٠٦هـ/٥٦٢هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار عالم الكتب ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي (٥٠٩هـ/ ٥٩٧هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا و مصطفى عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

● - المنتقى من مسموعات مرو: للحافظ ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد المقدسي(٥٦٩هـ /٦٤٣هـ)،مخطوط.

● - المنتقى مِنْ منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال وهو مختصر منهاج السنة: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)، ت: محب الدين الخطيب، الرئاسة العامة ـ الرياض،الطبعة الثالثة ١٤١٣هـ.

- المنثور: للحافظ أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي القرشي(٥٠٩هـ/٥٩٧هـ)،ت: هلال ناجي،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٩٩٤ء.
- منحة السلوك في شرح تحفة الملوك: للإمام بدر الدين أبي محمدمحمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أحمد عبدالرزاق الكبيسي،إدارة الشؤون الإسلامية ـ قطر،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.
- منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر: للملا علي بن سلطان الهروي القاري(١٠١٤هـ)،دار البشائر الإسلامية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٩هـ.
- المنح المكية: للعلامة أبي العباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي (٩٠٩هـ/٩٧٤هـ)،دار المنهاج ـ بيروت،الطبعة الرابعة ١٤٣٧هـ.
- من صحاح الأحاديث القدسية: للشيخ محمد عوامة حفظه الله تعالى،دار المنهاج ـ جده،الطبعة الخامسة ١٤٣٢هـ.
- من فضائل سورة الإخلاص: للحافظ أبي محمد الحسن بن محمد الخلال(٤٣٩هـ)،ت: محمد بن رزق بن طرهوني،مكتبة لينة ـ القاهرة الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.
- من كلام أبي زكريا يحيى بن معين برواية ابن طهمان: للإمام أبي زكريا يحيي بن معين (١٥٨هـ/٢٣٣هـ)،ت:أحمد محمد نور سيف، دار المامون للتراث ـ دمشق.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني(٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت:محمد رشاد سالم،جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.
- منهاج السنة النبوية: للإمام تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني (٦٦١هـ/٧٢٧هـ)،ت: الدكتور محمد رشاد سالم،مؤسسة قرطبة ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.
- المنهاج شرح صحيح مسلم: للإمام محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الشافعي (٦٣١هـ/ ٦٧٦هـ)،المطبعة المصرية ـ الأزهر،الطبعة الأولى ١٣٤٧هـ.
- المنهيات: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:محمد عثمان الخشت، مكتبة القرآن ـ القاهرة.
- موافقة الخبر الخبر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:حمدي السلفي وصبحي السيد جاسم،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الثانية ١٤١٤هـ
- المواهب اللدنية: للعلامة أحمد بن محمد القسطلاني(٨٥١هـ/٩٢٣هـ)،ت: صالح أحمد الشامي، المكتب الاسلامي ـ بيروت،الطبعة ١٤٢٥هـ

● - موجبات الجنة: للحافظ أبي أحمد معمر بن عبد الواحد بن رجاء القرشي العبشمي (٤٩٤هـ/ ٥٦٤هـ)،مخطوط من الشاملة .

● - موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)،ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي،دار إطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● - موسوعة: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/٢٨٠هـ)، المكتبة العصرية ـ بيروت، الطبعة ١٤٢٩هـ.

● - موسوعة رسائل: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ/ ٢٨٠هـ)،ت:محمد عبد القادر أحمد عطا،مؤسسة الكتب الثقافية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● - موضح أوهام الجمع والتفريق: للحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي (٣٩٢هـ/٤٦٣هـ)،ت:عبد الرحمن بن يحيى المعلمي اليماني،دار الفكر الإسلامي، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ.

● - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدر العدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،ت:نجم عبد الرحمن خلف،دار نافع،الطبعة الأولى ١٤٠١هـ.

● - الموضوعات الصغاني: للعلامة رضي الدين الحسن بن محمد بن الحسن بن حيدر العدوي العمري الصغاني (٥٧٧هـ/ ٦٥٠هـ)،دار المأمون للتراث ـ دمشق .

● - موطا: للإمام أبي عبد الله مالك بن أنس(٩٣هـ/١٧٩هـ)،ت:محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة ١٤٠٦هـ.

● -المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدارَقُطْني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،دار الكتب العلمة ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١١هـ.

● - المؤتلف والمختلف: للإمام أبي الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مهدي الدار قطني الشافعي (٣٠٦هـ/٣٨٥هـ)،ت:موفق بن عبد الله بن عبد القادر،دار الغرب الإسلامي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

● - المهذب في اختصار السنن الكبير: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨)،ت:أبي تميم ياسر بن إبراهيم،دار الوطن ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي (٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت: علي محمد البجاوي،دار المعرفة ـ بيروت.
- ميزان الاعتدال في نقد الرجال: للحافظ أبي عبد الله شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان بن قايماز الذهبي(٦٧٣هـ/٧٤٨هـ)،ت:محمد رضوان عرقسوسي،الرسالة العالمية ـ دمشق، الطبعة الأولى ١٤٣٠هـ.
- النبراس: للعلامة محمد عبد العزيز الفرهاري(١٢٣٩هـ)،مكتبة رشيدية ـ كوئته.
- نتائج الأفكار: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت: حمدي عبد المجيد السلفي،دارابن كثير ـ بيروت،الطبعة الثانية ١٤٢٩هـ.
- النجم الوهاج في شرح المنهاج: للعلامة كمال الدين محمد بن موسى بن عيسى بن علي الدميري (٨٠٨هـ)،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار: للإمام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني الحنفي (٧٦٢هـ/٨٥٥هـ)،ت:أبو تميم ياسر بن إبراهيم،دار النوادر ـ دمشق،الطبعة الأولى ١٤٢٩هـ.
- النُّخْبَة البَهِيَّة في الأحاديث المكذوبة على خير البَرِيَّة: للعلامة محمد الأمير الكبير المالكي (١١٥٤هـ/١٢٣٢هـ)،المكتب الإسلامي ـ بيروت.
- نزهة الألباب في الألقاب: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)، ت:عبد العزيز محمد بن صالح السديري،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،دار الفكر.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتب الثقافي ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.
- نزهة المجالس: للعلامة عبد الرحمن بن عبدالسلام الصفوري الشافعي(٨٩٤هـ)،المكتبة العصرية ـ بيروت،الطبعة١٤٣٨هـ.
- نزهة المجالس أردو: ايج ايم سعيد كمبني ـ كراتشي.
- نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر: للحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني(٧٧٣هـ/٨٥٢هـ)،ت:عبد الله بن ضيف الله الرحيلي،مطبعة سفير ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري (٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،المكتبة السلفية ـ المدينة المنورة.

● - نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد بن عمر الخفاجي المصري(٩٧٧هـ/١٠٦٩هـ)،ت:محمد عبد القادر عطا،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

● - نصاب الاحتساب: للعلامة ضياء الدين عمر بن محمد بن عوض السنامي(المتوفى قبل٧٢٥هـ)، ت:مريزن سعيد مريزن عسيري،مكتبة الطالب الجامعي ـ مكة المكرمة،الطبعة الأولى١٤٠٦هـ.

● - نصب الراية: للحافظ جمال الدين أبي محمد عبد الله بن يوسف الزيلعي الحنفي(٧٦٢هـ)،ت: محمد عوامه،دار القبلة للثقافة الإسلامية ـ جده.

● - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)،ت:عبد الرزاق غالب المهدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤١٥هـ

● - نظم الدرر في تناسب الآيات والسور: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر البِقَاعِي (٨٨٥هـ)،دار الكتاب الإسلامي ـ القاهرة.

● - نفح الطيب من غصن الأندلس الرطيب: للعلامة شهاب الدين أحمد بن محمد المقري الأندلسي التلمساني المالكي(٩٨٦هـ/١٠٤١هـ)،ت:إحسان عباس،دار صادر ـ بيروت،الطبعة ١٣٨٨هـ.

● - نقد الرجال: لمصطفى بن حسين الحسيني التفرشي،مؤسسة آل البيت لأحياء التراث ـ قم.

● -النقد الصحيح: للحافظ صلاح الدين خليل بن كيكلدي العلائي(٦٦٤هـ/٧٦١هـ)،ت:عبد الرحيم محمد أحمد القشقري،الجامعة الإسلامية ـ المدينة المنورة، الطبعة الأولى١٤٠٥هـ.

● - النكت الوفية بما في شرح الألفية: للعلامة برهان الدين أبي الحسن إبراهيم بن عمر بن حسن البقاعي (٨٨٥هـ)،ت:ماهر ياسين الفحل،مكتبة الرشد ـ الرياض،الطبعة الأولى١٤٢٨هـ.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت: إسماعيل إبراهيم،مكتبة الإمام البخاري ـ مصر،الطبعة الأولى١٤٢٩هـ.

● - نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول: للإمام أبي عبد الله محمد الحكيم التِرْمَذِي (نحو ٣٢٠هـ)،ت:توفيق محمود تكلة،دار النوادر ـ بيروت،الطبعة الأولى١٤١٣هـ.

● - نهاية الإقدام: للعلامة محمد بن عبد الكريم الشهرستاني(٥٤٨هـ)،ت:أحمد فريد المزيدي،دار الكتب العلمية ـ بيروت الطبعة الأولى ١٤٢٥هـ.

● - النهاية في اتصال الرواية: للعلامة يوسف بن حسن بن أحمد ابن المبرد المقدسي الدمشقي الحنبلي (٨٤٠هـ/٩٠٩هـ)،دار النوادر ـ سوريا،الطبعة الأولى ١٤٣٢هـ.

● - النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،ت:طاهر أحمد الزاوي ومحمود محمد الطناحي، المكتبة الإسلامية،الطبعة الأولى ١٣٨٣هـ.

● - النهاية في غريب الحديث والأثر: للحافظ مجد الدين أبي السعادات المبارك بن محمد بن محمد الجزري المعروف بابن الأثير(٥٤٤هـ/٦٠٦هـ)،دار ابن الجوزي ـ الرياض،ت:علي بن حسن الحلبي، الطبعة الأولى ١٤٢٤هـ.

● - النهاية في الفتن والملاحم: للحافظ أبي الفداء إسماعيل بن كثير الدمشقي(٧٠٠هـ/٧٧٤هـ)، ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث .

● -نهاية المطلب في دراية المذهب: للإمام الحرمين أبي المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني (٤١٩هـ/٤٧٨هـ)،ت:عبد العظيم محمود الديب،دار المنهاج ـ جدة،الطبعة الأولى ١٤٢٨هـ.

● -نهاية الوصول في دراية الأصول: للعلامة صفي الدين محمد بن عبد الرحيم الأرموي الهندي (٦٤٤هـ/٧١٥هـ)،ت:صالح بن سليمان اليوسف،المكتبة التجارية ـ مكة المكرمة .

● - نيل الأوطار: للعلامة محمد بن علي بن محمد الشوكاني(١١٧٣هـ/١٢٥٠هـ)،ت:عصام الدين الصبابطي،دار الحديث ـ القاهرة،الطبعة الأولى ١٤١٣هـ.

● -الواضحة في السنن والفقه: للفقيه أبي مروان عبد الملك بن حبيب بن سليمان العباسي الأندلسي السلمي المالكي (٢٣٨هـ)،مكتبة جامعة الدول العربية،مخطوط .

● -الوافي بالوفيات: للعلامة صلاح الدين خليل بن أيبك بن عبد الله الصفدي (٦٩٦هـ/٧٦٤هـ)، ت:أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى،دار إحياء التراث العربي ـ بيروت،الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ.

● -الوسيط في المذهب: للإمام أبي حامد محمد بن محمد بن محمد الغزالي(٤٥٠هـ/٥٠٥هـ)،ت: محمد محمد تامر،دار السلام ـ مصر،الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● - وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: للعلامة نور الدين أبي الحسن علي بن عبد الله بن أحمد الحسني السمهودي(٨٤٤هـ/٩١١هـ)،ت:خالد عبد الغني محفوظ،دار الكتب العلمية ـ بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٧هـ.

● ـالهجرة والجهاد: لمرتضى المطهري، مترجم: محمد جعفر باقري، معاونية العلاقات الدولية ـ إيران.

● ـ الهداية: للإمام برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل المرغيناني الحنفي (٥٩٣هـ)، ت: نعيم أشرف نور أحمد، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ـ كراتشي، باكستان، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

● ـ هدية الأحياء للأموات: للعلامة أبي الحسن علي بن أحمد بن يوسف الهكاري (٤٠٩هـ ـ ٤٨٦هـ)، مخطوط.

● ـ الهواتف: للحافظ أبي بكر عبد الله بن محمد القرشي المعروف بابن أبي الدنيا (٢٠٨هـ / ٢٨٠هـ)، ت: فاضل بن خلف الحمادة الرقي، دار اطلس الخضراء ـ الرياض، الطبعة الأولى ١٤٣٣هـ.

● ـ اليواقيت الغالية: للعلامة محمد يونس الجونفوري (١٣٥٥هـ ـ ١٤٣٨هـ)، ترتيب: محمد أيوب سورتي، مجلس دعوة الحق لستر، الطبعة ١٤٢٩هـ.